



باسمہ سبحانہ

University Library,

Aligarh.

QUTUBUDDIN COLLECTION

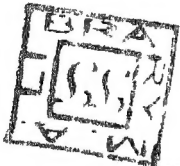
رسالہ شریفہ ملقب بہ

کشف الہدیٰ فی اثبات العزاء

علی الحسین علیہ السلام

University Library,  
Aligarh.  
QUTUBUDDIN COLLECTION.

واسطے



شیماں ہوشین کے چچی



بسمه تعالی  
هوالمستعان

رساله شریفه و عظیمه فی تفسیر موسوم بہ سیف المومنین و ملقب بہ

کشف النور فی مناقب ائمه علیہ السلام

مصنف جناب محمد بن علی خان صاحب الدیوان اصلاً و مولداً و الاخره ہوسی موطناً و مسکناً

ابنہ اسرار الجنان





جواب آن باز داشتن نتوانستم و با وصف قلت فرصت به تشطیر این عجاله پرداختم و بسیف المومنین  
 مسرعه گردانیدم و چون عبارت کتب منقول عنها که استنفاط از پنج یافته فارسی بود یا عربی لذا البعبارت فارسی  
 تحریر این ساله مناسب نمود و فیما ان الشرح فی المقصود و تصویکلا علی الله الموفق والمعین قال  
 الخاطب قبل شروع کتاب کی بوجها مقدمه کا ضروری تا حقیقت حال نجوی و لغشین بوا سکوننا چاہیے  
 کہ ہماری پیغمبر کی پہلے خلقت شرک اور گمراہی میں گرفتار تھی اور جاہل لوگ اپنی باپ دادی کی بری راہ پر چلے گئے  
 حضرت فی تقریر زبانی اور تلوار کی زور زنی او کو مسلمان کیا اور دین حق کو سمجھایا اور رسومات جاہلیت کو  
 اوڑھایا بعد انتقال حضرت کی خلیفوں نے ہی خوب دین کو قائم فرمایا اقول ونبہ نستعین خلفائیکم بنعم علیک  
 اقامت دین از ایشان با حسن وجہ بعض ظهور رسیدہ آیا منحصر در خلفاء اربعہ ہست یا نہ بنا بر اول حدیث  
 لا ینزال امر امتی قائما حتی یصلنا ثلث عشر خلیفۃ کلہم من قریش را جواب باید گفت و بنا بر ثانی  
 معاویہ و یزید را اتباع خلیفہ ضعیف و شیخ الاسلام و غیر ہما در سلک خلفای اثنا عشر منسلک نخواہد نمود یا نہ  
 دھورت اولی انچہ بر اہلبیت نبوت رسالت از جور و تم درج و الم رسیدہ از دست حق پرست خلفای مقیمین  
 دین بین ہست سبحان اللہ لازم بر این اقامت دین و نعم ما قیل نظر ہم آن کر زوی کہ در دل تست و وان فکر کہ  
 ہم فاکل تست و فکری کہ دل کتاب کردہ ایمان ترا خراب کردہ عیش و طربت ببا دادہ ہم کیشہ  
 عجبہ ببا دادہ اثبات خلافت ہوائی است و اطغای چراغ کبرائی است و دل با منہ قریش ہستی و  
 در پردہ شمع بت پرستی و کار تو کہ عو و فغان است و از بہر خلافت سگان است و این امر ز قوہ است  
 برون است و فکر نیست کہ سر جہنم بہت و برد و دی کہ زین جہانت و موقوف شد اندم این فغان  
 لکن وقت کشو و شکل تو بود این ہمہ سعی بطل تو و جزو شہ حسرت و ندامت و بر جان تو چیست قیامت  
 می نامی و نالہ را اثر کوہ الان و قد عصیت قبل و در حالت ثانیہ قول ابن حجر عسقلانی مبطل و خواہد بود چہ  
 او در شرح صحیح بخاری معاویہ و یزید را در سلک خلفاء و وارذہ گانہ مثل خلفاء راشدین منظوم ساختہ حدیث  
 قال وایضا سمعنا ذلك ان المراد بالاجتماع انقيادهم وليعته والذي وقع انهم اجتمعوا على ان يكرهوا  
 ثمر بن عبد الله ثم على الى ان وقع امر الحكمين فصفين فسمي معاوية يومئذ بالخلافة

امر اجتمع الناس على معاویدہ عند صلح الحسن ثم اجمعتوا على ان لا يزينوا له ولا ينظموا للحسين  
 امر بهل قتل قبل چون مقدمه خلافت معاویدہ شد انکون دو کلمه دیگر بس لطیف یا بدشید که پیغمبر را  
 صلح معاویدہ گفتیم یا معاویدہ اذا سلکت فاحسنی الخرج ابن ابی شیبہ و الطبرانی و معاویدہ پس از تلک است  
 و تقر خلافت در حق ابیبت کرام احسانات کثیره معی فرموده که در فعل از ان بحیث غایت اشتها را و کار کاخ خلافت  
 مانده کی آنکه بانفس حضرت خیر البشر جناب علی بن ابی طالب علیهما السلام باشتمال انزه جدان قتال استغال  
 و زید و جناب سبط اکبر علیه الصلوٰۃ و السلام را زهر نوشانید و دیگر احسانی است که جگر و منان از ان کباب  
 و چشم بر آست یعنی فرزند را جسته و زین و دلی عهد کرده از مسلمانان برای خلافت ابیبت گرفت که شمشیر  
 منور و از آنچه وقوع آمد ان غایت ظهور محتاج بیان نیست با این همه جناب معاویدہ خلیفه وقت صلی علی عیال القدر  
 و حال المؤمنین و مجتهد بمقابل حضرت امیر المؤمنین علی السلام فرامیدند که شمشیر عبدالحق و درج النبوة و جلیه  
 و صفه ۱۲۸ اول به صفت مولفه القلوب یا کرده و در صفه ۱۲۹ می گوید و گفته اند میمان که ثابت نشده است  
 و فضل معاویدہ هیچ حدیثی انتہی قال الخطاب جب زمانه خلافت کا آخر بود اور حکومت بنی امیه که ہاتھ  
 آتی تو عجب طرح کفاسد اسلام میں برپا ہو کہ اہل بیت پیغمبر کے قتل تک کہ مانع بدعت تھی نوبت پہنچی قول  
 و بنستین ابن جہ افسانہ است کہ مخاطب بر زبان می آرد و بلا لحاظ صلح فروع خود ہر چیز چو اہل  
 می چاود مخاطب را مناسب بود کہ اولاً بجزبت کہ طای عالم رفتہ چیری دریافت می ساخت و قواعد مذہب  
 خود تعلیم می یافت آوقت اگر چیری می نوشت گنایش داشت المختصر از تحریر مخاطب عالی فہم مفہوم نمیشود  
 کہ زمانہ معاویدہ داخل حکومت بنی امیہ ساختہ و یا بخلاف ملحق کردہ در صورت اولی ثلث باش محاسبان  
 عبارت کہ جب حکومت بنی امیہ کی ہاتھ آتی تو عجب طرح کفاسد اسلام میں برپا ہو کہ اہل بیت پیغمبر کے  
 قتل تک کہ مانع بدعت تھی نوبت پہنچی الحمد علی ذلک بحالت تانیہ حدیث مرویہ اہل سنت الخلفاء  
 بعدی ثلثون سنہ ثم ملک الفضل و جواب و الا فرقی بین الخلاقہ و ملک الفضل چون زمانہ معاویدہ  
 و عجیب کشش افتاد اند از جناب قطب الاقطاب غوث الاعظم سنیان ای حمایت این صلی علی عیال القدر  
 و غنیہ اخرج نموده و او انصاف دادہ قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم لا سلام خمساً او ستراً

اوسبنا وثلثین البقیہ و اساس خلافت نبی ساسہ کہ کچھ نیست نبوی ستمگر وہ بودند از بتیاد برزدند قل  
 الخطاب سوقت میں بادشاہ اور لوگ قدیم رسومات جاہلیت اور کفر کی محبت کرتی تھے فرصت کو  
 غنیمت جاکر مکمل کیلئے اور اسلام میں رسومات جاہلیت اور بدعتیں نکالنی شروع کیں اقول  
 وپہلے تعین نہ تھے تا بعد کبر وایت مخاطب بارشاد تم یوں ہم متصف گردیدہ مخاطب انرا مروج رسومات  
 جاہلیت و بدعت قرار دادہ والحق کذک وچگونہ نباشد کہ فوسالان بدعت و ضلالت میں حصہ شام  
 یگر آوروند و انجیکہ سلف بجاک ریختہ بودند خلف خرمنا بر داشتند پس صورت مخاطب بنای وایت  
 شیخ کفر فی الخ را کہ اساس ہے کا خواب و از پا انداخت قال الخطاب چند مدت میں وہ بدعتیں اور رسمیں  
 ایک عالم میں پھیل گئیں اور پچھلے لوگوں نے انکوں کی سنت سمجھ کر اور عجب نفس پاکرا نکرا اپنی اور پر فرض اور  
 واجب جانا جو علماء دین را ہوتی گئی جہاں تک قدور اور عیب ہوا دفع رسوم اور عقاید باطلہ کا کرتے رہے  
 اقول وہ بدعتیں نے الواقع حال پر ہمیں سوال بہت مگر علماء مخاطب اذان بہرہ داشتند بلکہ محبت سے  
 خاطر کام ظلم و فسقہ در تریج رسوم باطلہ ساسی موفورہ بکاری بردند و وجوب طاعت امام فاسق از رو  
 حدیث نقل مینمودند چنانچہ ابن حجر عسقلانی وفتح الباری و شرح حدیث ابن عمر کفرتہ فی هذا الحدیث  
 وجوب طاعة الامام الذي انفق له البيعة والمنع من الخروج ولو حلف في حكمه لا يخلع بالفسق  
 قال الخطاب سپر بھی ہزاروں رسمیں اور عقیدے کفر اور جہالت کی جہاں میں قائم ہوئی اور بسبب ضعف  
 اسلام اور موقوفہ ہونی جہاد اور صاحبیت کفار کی ہر ملک میں ہر فرقے نے اپنی خواہش موافق جو چاہا سو  
 تراش لیا اور اسلام و کفر کچھ ہی ہو گیا اقول وہ بدعتیں اری اہل سنت باعانت حاکمان ظالم و عا در  
 انجہ خواست ایجاد کردند و باطل البصوت حق جلوہ گر نمودند و حقس اہل بیت ندادند و جینی تہجیم متعہ پاراز  
 د ارہ اطاعت خدا و رسول خدا بیرون نہادند و زمانی حق علی خیر اعلیٰ را اذان انداختند و ہنگامی نماز تراویح  
 با جماعت اختراع ساختند و گاہی گفتند کہ ان القرآن بحسب قیہ العرب وانی ارشاد کردند کہ ان الموعودۃ  
 لیست من القرآن بقی جملہ سبب الشیخین کفر و الشیخین فسق قرار دادند چنانکہ در سبب الشیخین سبب الشیخین چہ  
 کفر و اختراع نمودہ اند بکبر بخت مشارکت جناب امیر المؤمنین علی سبب خلیفہ ثالث نیز کافر شداری چرا ایس

امر طوطا خاطر این بزرگواران نباشد یعنی که معاویه مدتها بسبب جناب امیر المومنین صلی الله علیه و آله اشتغال  
 نمود و با اعتقاد این حضرات نقصانی بوجه من الوجوه فضلا عن الفسق علیہ بجال و نگشته و گاهی هم اختلاف  
 اربعه درج خطبه نمودند رفته رفته کار بطولت کشیده آنحضرت را جهاد و راعمه اربعه قرار یافت بل برین قدر نیز  
 اکتفا کرده برای امام عظمی کوفی چنان مرتبه رفیعہ قرار دادند که اگر کدامی خشی از دین برگردد و دشمنی یا مالکی گردد و نیز  
 آزار بآیه کشد و چهار مصلای آنجا که بحسب نام همین فتنای اربعه تعمیر کرده و او خود ایشان نفسانی دادند و اهل باطن شان  
 ایجاد بدعت بیعت ساخته کوس کشف و بشود و نو اخذند قال الخاطب خصوصاً هندوستان میں یہاں تک  
 نوبت پہنچی کہ اوہر کلمہ بھی کہتے ہیں اوہر بیت بھی پڑھتی ہیں اور جو اوہن ذرا قابل ہوتی اوہنوں بیعت جب سوم  
 ہنود کی کہ نامناسب نہ کیا اور طلق چوڑا نہی رضای نفس کے خلاف پایا سوا سوا سوا وسیع سمین اپنے  
 کہ موت اور نام بدل کر مقرر کر لیں مثلاً ہنود جو بیاہ میں ہو رہا نہ تھی میں یہ لوگ سہرا اور مقنعہ باندہ تھی  
 میں اور جو وہ اپنی مردوں کی دن کرتی میں یہ بھی تیا اور دسوان اور چالیسوان اور برہمنی شل فرض اور  
 واجب کی کرنی لگی اور جو وی بتوں کی اوپر مٹھ بنا کر پوری کچوری پانی وغیرہ چڑھاتی میں یہ بھی اپنی قبروں پر  
 گنبد بنا کر لمبیدہ اور ریوڑی اور گڑھ اور چادر وغیرہ چڑھانی لگے اور جو اوکی شہو میں منبت اور کشائیں اور ایت  
 رہتی میں انکے ان گنبد و زمین خامد اور مجاور اور پیرزادی مقرر ہوتی اور جو وی گنگا جی کی بجے اور ہم مہادیو کو  
 میں تو یہ بھی نعرہ یا حسین اور دم مار کہنی لگے اقول و بہ نستین در مدارج النبوة مسطور است کہ عبداللہ  
 ابن عمر خواب کر دیای او پس گفتہ شد اور یا و کن محبوب ترین مردم نامزد تو تا برو این آفت پس فریاد  
 کرد یا محمد اے پس بہ شد پای او اتقی بعبارت ہر گاہ ہم سماعی جناب ختم الانبیاء موجب برکت و رفع اذیت است  
 بفحوائی حسین و انا منہ نام نامی جناب سید الشہداء علیہ التقیۃ والثناء ہم باعث خیر و رفع بلا خواہد بود  
 قال الخاطب و جیسے وہ ہر کہتے ہیں یہ بھی علی علی چانی لگے اقول و بہ نستین لطف تقریر چنان چنان  
 تا ملک از دست برودہ بلا لحاظ ایمان و اسلام انچہ بخواند بخیر تیری آرد و کجا نام یعسوب الدین و امام المتقین  
 صلوٰۃ اللہ علیہ و کجا مناسبت ہر ہر از چو گستاخی و بی ادبی مصنف رسالہ بہ بلای مرض جہاد مبتلا گردیدہ نمونہ  
 سترای آخرت بدینا یافت و مولوی سلطان خان شہا پور بسبب بی ادبی و تفریہ بابتلای میں مرض انچہ



مگر چون آنگاه و فی ایک پنج کمانگیا اور دون کی یستار ہا و سبب سکاہیہ ہی کہ مسلمانین میں جسے کام  
 خواہ دین کے ہوں خواہ دنیا کی کفار کی طریقہ اور شاہست ہی نہایت بعید ہیں اقول و بہستین انچہ دین  
 مقام افادہ نموده بری است ناشی از جہل یا تجاہل و از غیب اہل سنت و جماعت جدا نشان میگوند کہ مختصر  
 دوست میداشت موافقت اہل کتابت را در آنچه امر کرده نمی شد چنانکہ کافی مدارج النبوة بلکہ روزہ و شستن یوم  
 عاشور باقتدار یہود و زایت میکند کافی الصحیحین من ان سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد  
 المدنیہ فوجد الیھو یصومون یوم عاشور افسا لھم فقالوا ہذا یوم نعزل اللہ فیہ فشیون  
 و نجما موسیٰ فخص بھ صومہ شکر اللہ نعم فقال انا الحق بموسیٰ منکم فصامہ و اہل بھ صامہ انھن  
 قال الخاطب در عبادت خدا اینک کیطرح صورت اور شکل شرک و رسوم اور لذات دنیا کا نام و نشان نہیں اور  
 خدا غار روزہ میں نظر نہیں آتا ہی بخلاف کفار کی کہ ہر وقت اپنی معبود کی صورت کے سامنی منت اور پروجا کرتے  
 ہیں مسلمان جابلون نی ہی اس بات کو دیکھ اور پسند کر نفس اور شیطان کی مشورت سی دوسری باتیں اپنی ہاتھ  
 بی و غدغہ خلاف شرع کی مقرر کیں یہ ہے قدیم سی یہ قاعدہ شیطان کا ہی کہ جب کسی قوم کو دیکھتا ہی کہ بعینہ  
 رسوم کفر اور خیانت کو اہم و رسول کی منع کرنی کی و ہشت سی نکیرن گی تو صورت بدل کر اوسی کام کو اور اہم  
 میں و لسی کرو تا ہی تا اصل مطلب و کافوت ہو الفرض جب مسلمانوں کو اس بلا میں گرفتار دیکھا تو بندہ خیر خواہ  
 اولاد حسن فتویٰ کی کہ اسد اسکو حسن سین کے طریقی اور محبت میں کی اقول و بہستین اقتدار و تسکین  
 اہلبیت بعد معرفت اقوال و افعال این حضرات حاصل میشود و اولیاء مخاطب گاہی توجہ بتبع اہل اہلبیت  
 رسالت نکر وہ اند تا بتابع چہ رسد چنانچہ بخاری کہ کتاب اور اصح الکتب بعد کتاب الباری دانند حضرت  
 امام جعفر صادق علیہ السلام را صادق اللہی دانند و روایتی از حضرت در صحیح خودنی آر دیس ہند عار پیرو  
 سرداران جوانان بہشت بیان سو ظن محال بقول شاموسہ زندنیانہ کجا مسجد و محراب کیا : قال الخاطب  
 چاکا کہ اپنی لہنی والون کو اور جبکو خدا توفیق دی برای ان ہوں کی سجدادیوی گمہ دیکھا تو انکا عجب حال ہے  
 کہ بی خون نکالی انکی مزاج کی فساد کا پورا دور ہونا ممکن ہے نہیں اقول و بہستین مخاطب زرقہ جناب بار  
 عا سہ بہ چنان مرض صعب مبتلا گردید کہ اگر خون تمام جسم خود اخراج کند نفی بخا پڑی کہ فی اللہ المؤمنین القتال

قال القاطب لیکن بعضے لوگ کہ دو چار مرتبہ کی نصیحتوں ہی انکا اچھا ہونا معلوم ہوا تو اول لوگوں کو سمجھانا  
 شروع کیا پھر جب دیکھا کہ زبانی کہنی سے فائدہ عام نہیں ہوتا اور ہر شخص کو ہر بات یاد نہیں رہتی تو اس لیے  
 اس وقت میں کہ سجدہ بارہ سو اونٹا لیس ہجری میں یہ رسالہ ہندی زبان میں لکھا تاکہ ہر کوئی اسکو اپنے  
 بولی میں سمجھ کر بی تکلف بوجہ ملی اور سوجہ پکری **اقول** ویستعین اگرچہ مخاطب رسالہ خود زبان اردو تھا  
 کردہ مگر چونکہ عبارت اکثر کتب کہ نقل عبارات از انہا اتفاق افتادہ فارسی بود لہذا فقیر جواب نیز زبان فار  
 نگاشت تا ذائقہ شناسان فارسی ہم مطالعہ اش رغبت سازند **قال** القاطب پھر دریافت کیا تو سب  
 رسوں میں دو رسوں کا چوڑا لوگوں پر بہت مشکل ہے اور شاق ایک تو منہ پوجا اولیا وغیرہ کے  
 دوسری تغزیہ کا بنانا کیونکہ سہ چپاتی یہ گرہ پڑ رہی ہوتی تو مل سکے نہ مشکل ہے چین بیٹھے وہی نکل سکی  
 اور منہ پوجا کی بیان میں سالہ نصیحتہ المسلمین لکھایا اس واسطے اس سالہ میں فقط برائی تغزیہ کی صاف صاف  
 بیان کی کیونکہ جہاں احوام کا منظور ہی اور حکم ہی بات کبر و ہر آدمی سی او کی عقل کے موافق اور یہی سبب ہے  
 کہ نبی پر کتا باد سکی قوم کی زبان میں اتوری پس مناسب ہی کہ اسکو حقیر نہ سمجھیں اور اسکے مطلب کو سوچیں  
 بوجہ میں اور نام اس سالہ کا ہدایت المومنین کہا اور مطلب اسکی ایک مقدمہ اور تین فصلوں میں بیان کیے  
 اول مقدمہ میں بدعتوں کی ظاہر ہو نیکیا سبب مذکور ہو چکا **اقول** ویستعین کا کثرت بیانات مقدمہ بوجہ  
 سابق گذشتہ **قال** القاطب اب پہلی فصل میں برائی تغزیہ کی دلیل عقلی و شرعی سی مذکور ہی دوسری  
 فصل میں جاہلوں کی سوال کا جواب ہی تیسری فصل میں آیہ اور حدیث کی روشنی تغزیہ کی برائی کا بیان **اقول**  
 ویستعین تحت ہر فصلی از فصول کہ ملاحظہ فرمائیے اب آج آید فانتظر **قال** القاطب فصل پہلے اہل اسلامی  
 خدا کی واسطہ دل ہی سنو کہ تم دین میں آپ مختار نہیں ہو کہ جو تمہاری چین آدمی سو کہ و آخر خدا کی بندی ہو چہ غیر  
 است ہو **اقول** ویستعین این چہ ترانہ خارج آہنک است کہ می سراید و از اصول مقررہ مقتدا یاں محمد و محاض  
 نمونہ بہر چہ بخواد ہر زہد رانی نماید چہ تعین غلیفہ کہ از اعظم امور دینیہ و متضمن سبب اختیارات است باعتبار  
 اہل تشن مفوض باختیار اہل اسلام است چنانچہ سلف ایشان ہر کرا خواستند بجلالت خلافت مخلص کردند  
 و در ہر زمانی باستمانت خلافتی مجوز خود شان از منہ خمس و تحریم متعہ و اسقاط حق علی غیر اہل از اذان خود



که سابق اشعاری بدان رفته هر چه خواستند باختیار خود با عمل آوردند و انجام آن اختیار بجای نبردند  
 که جناب معاویه مرتجع نشین صدر خلافت گشتند و در ایام حیات خود بصواب پیوسته اندان خلف رشید  
 یزید را خلیفه و جانشین خود نمودند و آنچه از پدر و پسر نسبت بخاندان رسالت بمنصبه ظهور جلوه گشته که شمس  
 فی وسط النهار بود و آشکار است و در اثبات خلافت معاویه و یزید پسین قدر کافی و وافی است که عبداللہ بن  
 عمر از بیعت جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب صلوات اللہ وسلامہ علیہ دست کشیده بایشان بیعت نمود  
 و هرگاه اہل مدینہ خلع بیعت یزید کردند اکتفا انکار و وعید کرد قال فی الاستیعاب قیل لنافع مابال بن عمر  
 تابع معاویہ و لم یبايع علیاً فقال کل انعم لا یعطی دلا فی فرقة ولا یمنعها من جماعه و لم یبايع معاویہ  
 حتی جمیع علیہ و در جامع الاصول از بکار مسلم آورده عن نافع قال لما خلع اهل المدينة یزید بن معاویہ جمع  
 ابن عمر حشمتہ و ولدہ و قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول یصب لکل غادر لواء یوم القیمہ و انا قد  
 بايعنا هذا الرجل علی بیع اللہ و رسولہ و انی لا اعلم غدارا اعظم من ان یبايع رجلا علی بیع اللہ و رسولہ  
 ثم ینصب له القتال انی لا اعلم احدا منکم خلعہ و لا تابع فی هذا الا هو الا کانت لفیصل بلینی  
 و بینہ نهر آفرین بر طبع سلیم عقل مستقیم مخاطب که با وجود آنکه بنا بر سلمات اہل سنت اینقدر اختیارات مسلمانان  
 و این چنین امور عظیمه دینیہ تحقق است باز میگوید ابی سلمان بن عدلی واسطه دل سے سنو کہ تم میں میں اختیار نہیں  
 کہ جو تمہاری میں آوی سو کر و الخ و بطریق تنزل میگویم کہ انقاد مجلس میلاد شریف کہ باعتراف فحول علماء اہل سنت  
 بدعت است بجای آنکہ چنانچہ مولوی نجم الدین قزوینی جواب فتوای مولوی مظہر کریم سر شرتہ دار فوجداری شاہجہانپور  
 می فرماید کہ اسطہ کہ اول مولد ہی کرنی کی کچھ اصل نہیں ہے کہ شیخ تاج الدین عمرو بن علی البلخی الاسکندری المشہور  
 بالفا کما فی سن متاخری المالکیہ فی ان عل المولد بدعت مذمومہ لکما ہی اور علی هذا القیاس شیخ مجد و الفانی فی  
 بیچ مکتوب و دست و ہفتاد و سیوم و مکتوب پنجاہ و چہارم کی لکما ہی تو کثر اہونا و امین و دوسری بدعت قبیحہ و  
 سینہ بی مجلس مولد کہ شد ایجاد آن بدعت آن نیست از خود از بتان ہند فاسق مبتدع مجلس  
 جمع می آیند با صد احترام ہند شہنی خانہ در ان ایجاد ہم ہند چون نام بارہ از اہل ستم ہند خانہ بدعت شد ہر خانہ ہند  
 خانہ خانہ گشتہ ہر یوانہ ہند خانہ چہ ہر خانہ بت خانہ ہند در خط و خالش زدام و دانہ ہند العزیز خانہ مولد کہ

عبد  
 بہ عبارت  
 رسالہ  
 غایت الام  
 من بود  
 ہے ۱۱۷

بدعتی شد باعث بدعت دیگر و ذکر وضع حمل چون بایر بیان بود از پی تعظیم بر خیز نشان و گویا وقت وضع حمل این است  
 این همه و عرض خوشان شده مولد همین باشد معاذا ساین شمنت تمام باشد از ادب و درست فهم در دین  
 حرام بود در زنا هم معنی مولد کجا باشد زانکه شد مولود و مولود و سر را به معنیش آمد ولادت از زمان باشد که شد جای  
 ولادت نام آن بود این زمان جای را مصداق نیست بلکه غیر بدعت هیچ استحقاق نیست بلکه اتقی و سنی  
 تحفة القضاة سئل القاضی عن مجلس الولد الشریف قال لا یعتقد لانه محدث کل محدث ضلالة  
 وکل ضلالة فی النار و ما یفعلون من الجهال علی اس کل حول فی شهور الربع الاول لیس بشیء  
 و یقومون عند ذکرمولده صلعم و یغمون ان سر حه صلعم و تی حاضر و غمهم باطل بل  
 هذا الاعتقاد شرک و قد منع الائمة الاربعة عن مثل هذا اتقی فالجواب الجواب قال  
 الخاطب بهلا تمسح پوچی بین که خدائی یا پیغمبر نے کہا ہے کہ حضرت امام حسینؑ شہید ہوں اقول  
 و بہستین کلام مشکوک زین مقام بد و وجہ محل نظر است اول آنکہ حق تعالیٰ در قرآن مجید و حضرت محمد مصطفیٰ  
 در حدیث بجای فرمودہ است کہ بعد وفات پیغمبر خدایک تن دو تن از اہل حل و عقد ہر کہ را خلیفہ سازند ہا  
 خلیفہ بر حق باشند و منکر خلافت آن کافر قال شاکسہ المواقف و ذلک لعلنا ان الصحابة مع صلعم  
 فی الدین شدت محافظہم علی امور الشریع کہ ہو حقہا اکثر وافی عقد الامامة بذلک المذکور  
 من الواحد الاثنین کہ قد عمولابی بکر و عقد عبدالرحمن بن عوف لثمان لم یشترطوا فی  
 عقد ہا اجتماع من قال ینہ من اہل الحل العقد فضلا عن اجماع الامة علی الاسلام  
 و مجتہد جمیع اقطار اتقی و بعبارة اخرى خدا و رسول کجا فرمودہ کہ خلیفہ ثالث عثمان بن عفان  
 قرآن اخلاف زول جمع نمودہ رواج دہد و قرآن دیگر صحابہ را باتش سوزاند و اگر عبدالمطلب مسعود و دیگرین  
 قرآن خود نہاد و در زور و ضرب و کد کہ کوب غلامان عثمان گرد و دویم آنکہ شہادت حضرت امام حسینؑ  
 بنابر اصول نہ ہب ایشان ثابت نیست چہ بنابر اصول و ضووعہ ایشان خلافت یزید بن معاویہ قابلیست  
 ندارد زیرا کہ طریق ثبوت خلافت بنابر تصریح علماء ایشان یا بیعت اہل حل و عقد است و لو کان واحدا  
 خلیفہ سابق است لاحق او یا قہر و استیلا است کافی شریح المقاصد جمیع مسلمانان سوای معاویہ

چند بایزیدیت کردند و عبدالمعین عمر که در بیان ورع او صاحب استیجاب نوشته قال صیون بن  
 مهران مآرائیت اودع من ابن عمرو از جمله بیعت کنندگان حضرت یزید است و اما اختلاف پس با آنکه حضرت  
 معاویه که با عترت خویش ثقلین ایشان خلیفه راشد بود حضرت یزید را خلیفه ساخت اما قهر و غلبه یزید محتاج  
 اظهار نیست خلاصه اینکه به گاه شهادت جناب امام حسین علی اصول مخاطب ثابت نباشد اطلاق لفظ <sup>شبه</sup>  
 از و محب می نماید قال مخاطب تب انکام هر سال تعزیه بنا و اورا سکا تو اب پاؤ قول و به مستعین محققها  
 مخاطب یزید را در صد و انکار شده است اولاً ساختن تعزیه هر سال ثانیاً ساختن آن مطلقاً ثالثاً ترتیب و آ  
 بر ساختن آن لهذا هر یک ابدال قاطعه ثابت میکند تا و گیرای مجال سخن نماند اما اولاً یعنی تعیین وقت بدو وجه  
 متحقق است اول اینکه در ترجمه صومع محرقه ابن حجر کی مرقوم است که عبارت چهارم آنکه چو روز عاشورا  
 بحسین ابن علی رضی الله تعالی عنهما رسید چنانچه تفصیل آن بعد ازین خواهد آمد بنو و مکر شهادتی که و آل  
 بر فرید ترتیب و رفعت در وجه حضرت نزد پروردگار و الحاق وی بدرجۀ اهل بیت طهر خود پس باید که اگر کسی  
 از و نصیبت اداریا بدین قرار است که و آن و مشغول نشود مگر بصوم و طاعات و عبادات و استماع  
 بنا بر انتقال اطاعت امر الهی تا مرتب شود بران خفرت و رحمت تا تنهایی کما قال الله تع و بشیر الصابین  
 الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا ان الله وانا الیه راجعون اولیک علیهم صلوات من رزقهم  
 ورحمة و اولیک هم المهددان قول فقره و اگر کسی از و نصیبت اداریا بدول دلیل است بر تعیین روز  
 عاشورا و هو المطلوب ویم آنکه ابو الفرح ابن جوزی در رساله مولد نوشته و قد بسط الکلام فی تغیب  
 مولد النبی صلعم فلا زال اهل الحرمین الشریفین المصور الیمز و الشام و سائر بلاد العرب من  
 المشرق و المغرب یجتهدون فی مجلس مولد النبی صلعم و یفرحون بقدمه و مهلا للربیع الاول  
 و یغتسلون و یلبسون بالثیاب الفاخرة و یدتینون بانواع الزینة و یطیبون و یتخلون  
 و یأتون بالسرور فی هذه الايام و یمیدلون علی الناس بما کان عندهم من المضروب و الاجناس  
 و یهتفون باهتتاماً بلیناً علی السماع و القراءه لمولد النبی صلعم و ینالون بذلک اجزایلا و فوائد  
 عظیمه و ما حارب عن ذلک انه و جد فی ثلاث العام کثرة الحید و البرکة مع السلامة و العافیه

وسعة الرزق وازدياد المال والاوقاد والاحفاد ودام الامن والامان في البلاد والامصار  
 والسكن والقرار في البيوت والدار بركة مولد النبي صلعم انتهت في فتح المبين شهر الاربعين  
 للامام النوي قال شيخنا الامام ابو ساقه صاحب ابتداء في زماننا ما يفعل كل عام في اليوم  
 الموافق يوم مولد الله عليه سائر العبادات المعروفة واظهار النعمة والسرور فان ذلك  
 مع حافيه من الاحسان والفناء مشعر لمحبة النبي صلعم وتعظيمه اجلاله وقلوب فاعل ذلك  
 وشكر الله تعالى من به مناجاج رسوله الذي سلمه رحمة للعالمين صلعم الله عليه سلم انتهت  
 ازين بهر دو عبارت مبرهن است كه نمون محاسن مولود حضرت زرينج الاول هر سال موجب بي خير و بركت است  
 پس همچنين ساحتن تعزير و قيام باهم جناب سيد الشهدا عليه آلاف التحية والثناء عشره محرم الحرام من بهر بخت و بخت  
 و هو المقصود اما نيا يعني ساحتن تعزير و نقل قهر سلقا پس مخفي مباد كه ساحتن اين هر دو مباح است چه اصل  
 در بهر بخت باحت است و اما ميكه از شارع عليه السلام مانعت قرآن ارد نشود و هكذا في البحر الرائق والهداية  
 و مانعت شارع در تعزير و اري كجا فافحي الحق بالاتباع و اگر بنور مله نباشي از كلام مولوي عبد الواحد خان  
 الابن مولوي عبد الله بحر العلوم سندی آرم كه باز مخاطب اجمال سخن نباشد و بابت بان رازی مخالف مسند و  
 گرد و الحقة در رساله الزالة الاوامر نوشته اند كه در عهد صحابه و تابعين كتاب تدبير معرب بود و بعد معرب شد و اجماع  
 است بران شد و بتواتر رسيد و همچنان جمع كردن احاديث و تفاسير فقهيات و چهار صله خانه كعبه تاليف  
 صرف و نحو و غير ما و اختراع محاسن كرميلاد شريف نبوي صلعم تواتر رسيد و اجماع بران گرديد همچنان هر اسم  
 تعزير و اري جناب امام حسين از صد سال جاري و مروج است و در زمان سلاطين اسلام و تشريع مانست  
 جلال الدين اكبر و جهانگير و شاه جهان عالمگير و رنگ نيرب غير هم كه در تمامي ملك و نافذ الامر كلي بودند و اسم تعزير  
 بوجه حسن بتقديم ميرسيد و لو اب سعد الدخان وزير اعظم شاه جهان عالم مجتهد و قاضي القضاة مستند خان كلان و قاضي  
 القضاة مستند خان خرد كه هر يك حنفی المذهب بودند و ديگر علماء آن زمان اگر اسم مذكوره را خلاف تشريع و بهيئت  
 بخصوص سلاطين معروض ساخته در تمامي ملك موقوف ميگردانيدند كه در سر كار با و شاهان اختيار كلي داشتند و با و شاهان  
 هم تشريع بودند و با و شاهان كويرين كه تشريع بودند بذات خود و در تمامي ملك تحت حكومت و موقوف ميگردانيدند

و در آن عهد بموا و خصوصاً مروج بود و تا حال جاری است و انشاء الله تعالی قیامت جاری خواهد ماند و کس  
 از عوام و خواص زمان تا حال انحراف از آن نکرده و در بیضوت ترویج آن باجماع است بقی ثابت گشت و بتواتر رسید  
 حدیث شریف <sup>بمضاف</sup> من تجتمع ائمتنا علی الصلاه همه ایشان بر آن اجماع کنند و اتفاق نمایند سر اسحق بود پس این  
 عصر اگر کسی انکار نماید و این مرسوم را خلاف شرع و مکروه و اندک اجماع است انکار از تو اتر است و این معنی جیب  
 اصول فقه نهایت ممنوع و آنچه بعضی که مخالفان این زمان سند حدیث من اربعه الامنیت و یا بلا مقبوله فقه امام او  
 کفر بزم باطل خود تعزیه شریف را مصداق قریب الامنیت تصور کرده زیارت تعزیه را موجب کفر یا اثم قرار داده اند  
 غیر معقول است چه اولاً حدیث مذکور در صحیح سسته مذکور نیست و راوی حدیث مجروح الفاظ حدیث مختلف  
 و بی حدیث از محل اعتبار ساقط است و بالفرض اگر حدیث مذکور صحیح بوده باشد از جمله احادیث است و تواتر و اجماع  
 است از اخبار احادیث قاطعه اصول باطل نمیشود و سوای این تعزیه امام چه چیزی دیگر است و قریب الامنیت  
 امری دیگر قریب الامنیت آنست که قبر حضرت درین عیسی خضر و الیاس و یا قبر ملائکه در بنجانبان کنند  
 زیارت گاه سازند و یا کس صورت قبری بنا کنند که فلاں کس در بنجانب فون است و فی الحقیقت چنان نباشد  
 پس اینهمه مقبوله و بلا مقبوله جعلیه خواهد بود و همچنین عیاد ابا اسد اگر کسی بگوید که بیستم جناب امام حسین در تعزیه  
 مدفونست نه در کربلا معلی و در بیضوت تعزیه شریف نیز مصداق قریب الامنیت خواهد گشت و گرنه نقل قبر و هرگاه  
 احدی از مخالفان جور شوق اول نخواهد شد پس تعین شوق ثانی یعنی بودن تعزیه نقل مزار مبارک جناب  
 سید الشهدا علیه السلام میسر نمیشود آن جایز است بموجب حدیث نبوی صلعم که مذکور خواهد شد و قطع نظر از آن  
 حضرت رسول خدا صلعم تعزیه داری مرد و جان زمانه را منع نفرموده اند و خلاف حکم پیغمبر آنست که آنحضرت  
 چیزی را منع کرده باشند بجز آنچه از بهل آزند و علت غائی از تعزیه داری کریم و بکاو بیان ظلم یزید و اخطا شجاعت  
 شهدا است و بموجب حدیث شریف تمایز ترمذی که صحاح حدیث فقه و را بسیار معتبر هستند می دانند که کتاب  
 اسد و عمرت بنی صلعم و برزکی و ایفای حقوق هر دو برابرند و در عهد صحابه و تابعین کتاب مذکور معرب و عربی  
 معرب شد و اجماع است بر آن شد و بتواتر رسید پس تعزیه شریف امام حسین علیه السلام که هم اجماع است  
 مروج است با اعراب کلام اسد برابر است اگر کسی امانت دینی او بی با کلام اسد و عمرت طاهره یا با اعراب

کلام الله شریف و تعزیه شریف نماید و ترک حقوق کلام الله و عزت طاهره کند هر دو در قیامت فریاد و  
 غمیت آنکس بر حوض خواهند کرد و از حضرت امام موسی کاظم مرویست که هر که زیارت قبر حضرت امام حسین  
 علیه السلام کند حال آنکه میدان حق عظمت وی نبویسد حق تعالی در جبر برای وی در عین و چون سبب بعد شداید  
 راه نزار شریف حضرت امام حسین علیه السلام بهر سال سیدن جمله مردمان این قیام استغذرو متعسر بنابران  
 مردمان این زیار بهر سال در عشره محرم علامت نقل قبر ساخته زیارت آن میکنند تا باین فضیلت و سعادت  
 که در حدیث مذکور است و آیند زیرا که بنا ساختن نقل قبر و سیاح و پوسه دادن بر آن جایز چنانچه در کفایه  
 شعبه و فتاوی عوایت و عالمگیری و مطالب المؤمنین و خزائن الروایه و غیر آن مذکور است که باین تقدیر  
 قبر والدیه لان رجلا جاء الى النبي صلعم فقال يا رسول الله اني خلقت ان قبل عتبة باب الحجة  
 وجهه نحو العين فامر ان يقبل اجل لاني جهة الام قال يا رسول الله ان لم يكن ابوای حسین  
 فقال قبل قبرها قال فان لم يكن اعرف قبرها قال خط خطا يراها احد هما قبر الام والآخر قبر الالب  
 فقبلاهما افلا تحنت في ميمنك انهي الحمد سكره از عبارت سابقه كالشمس في وسط النهار جواز بلكه استحباب  
 تعزیه داری جناب خامس آل عبا و ترتب ثواب بران بپایه ثبوت رسیده اما ثانی یعنی ترتب ثواب بناست  
 نقل قبر و مقبره جناب امام حسین که آنرا تعزیه گویند ثابت است بچند وجه اول اینکه ثواب تعزیه داری بشهادت  
 مولوی عبدالواحد خان گذشت کفایه عناشا و ده الفاضل و دوم آنکه گریه نمودن بر مصائب جناب  
 شهید مظلوم صلوات الله علیه سنت پیغمبر خدا و علی مرتضی است چنانچه ابن حجر در صواعق محرقة نوشته اخراج  
 ابن سعد عن الشعبي قال و وضع الله عنه بكر بلا عند مسيره الى صفين و حافى يلبى و هو قتيبة على  
 الفرات فوق ف سال عن اسم هذا الارض فقيل له كربلاء فيك حتى بل الارض من صواعقه وقال دخلت على  
 رسول الله فهو يبكي فقلت يا بكبك فقال جاء عند جبرئيل انفا و اخبرني ان اول الحسين  
 يقتل شيئا طواف بموضع يقال له كربلاء ثم قبض جبرئيل قبضه من ثواب شيعته اياها فله املاك عيني  
 انفاضا ثم دفن المقتل الذي له الفاضل له املاك و ساء له بالشهاد تدين انه اخبر الحاكم  
 و البهيعة عن الفضل بنت الحارث قالت دخلت على رسول الله فوضعت في حجره ثمرجات منه

ع  
 در تعزیه شریف و تعزیه شریف نماید و ترک حقوق کلام الله و عزت طاهره کند هر دو در قیامت فریاد و غمیت آنکس بر حوض خواهند کرد و از حضرت امام موسی کاظم مرویست که هر که زیارت قبر حضرت امام حسین علیه السلام کند حال آنکه میدان حق عظمت وی نبویسد حق تعالی در جبر برای وی در عین و چون سبب بعد شداید راه نزار شریف حضرت امام حسین علیه السلام بهر سال سیدن جمله مردمان این قیام استغذرو متعسر بنابران مردمان این زیار بهر سال در عشره محرم علامت نقل قبر ساخته زیارت آن میکنند تا باین فضیلت و سعادت که در حدیث مذکور است و آیند زیرا که بنا ساختن نقل قبر و سیاح و پوسه دادن بر آن جایز چنانچه در کفایه شعبه و فتاوی عوایت و عالمگیری و مطالب المؤمنین و خزائن الروایه و غیر آن مذکور است که باین تقدیر قبر والدیه لان رجلا جاء الى النبي صلعم فقال يا رسول الله اني خلقت ان قبل عتبة باب الحجة وجهه نحو العين فامر ان يقبل اجل لاني جهة الام قال يا رسول الله ان لم يكن ابوای حسین فقال قبل قبرها قال فان لم يكن اعرف قبرها قال خط خطا يراها احد هما قبر الام والآخر قبر الالب فقبلاهما افلا تحنت في ميمنك انهي الحمد سكره از عبارت سابقه كالشمس في وسط النهار جواز بلكه استحباب تعزیه داری جناب خامس آل عبا و ترتب ثواب بران بپایه ثبوت رسیده اما ثانی یعنی ترتب ثواب بناست نقل قبر و مقبره جناب امام حسین که آنرا تعزیه گویند ثابت است بچند وجه اول اینکه ثواب تعزیه داری بشهادت مولوی عبدالواحد خان گذشت کفایه عناشا و ده الفاضل و دوم آنکه گریه نمودن بر مصائب جناب شهید مظلوم صلوات الله علیه سنت پیغمبر خدا و علی مرتضی است چنانچه ابن حجر در صواعق محرقة نوشته اخراج ابن سعد عن الشعبي قال و وضع الله عنه بكر بلا عند مسيره الى صفين و حافى يلبى و هو قتيبة على الفرات فوق ف سال عن اسم هذا الارض فقيل له كربلاء فيك حتى بل الارض من صواعقه وقال دخلت على رسول الله فهو يبكي فقلت يا بكبك فقال جاء عند جبرئيل انفا و اخبرني ان اول الحسين يقتل شيئا طواف بموضع يقال له كربلاء ثم قبض جبرئيل قبضه من ثواب شيعته اياها فله املاك عيني انفاضا ثم دفن المقتل الذي له الفاضل له املاك و ساء له بالشهاد تدين انه اخبر الحاكم و البهيعة عن الفضل بنت الحارث قالت دخلت على رسول الله فوضعت في حجره ثمرجات منه

الشكايه فاطمه عينا رسول الله ثم قال ان الله يقول ان الله يحب المتقين  
 وانا في رتبة من تبت به صراعاتهم وظهر ظاهره كنهه وداري باعث گریه و بکاست و هر امر مباح که متوقف علیه  
 عبادت باشد آن هم عبادت است کما قال المحدث الدهلوی فی ترجمه الشکوة پس با حسن و جوده  
 ثابت و واضح گشت که در تغزیه داری ثواب اخروی جبهی و حضرت سرور کائنات صلی الله علیه و آله و سلم  
 در گریه داری بجهول می انجامد و نهو المطلوب پرم آنکه جمال لدین محدث در روضه الاحباب میگوید  
 آنچه مجرب شده از بركات تمثال نقل قبر شریف پیغمبر خدا صلعم آن است که هر که آنرا دیدم با خود دارد و او را در میان خلق  
 قبول تمام باشد و البته پیغمبر صلعم را زیارت کند و هر کس آنحضرت را در خواب بیند فقد راه حق و این تمثال شریف  
 در هر لشکر که باشد نگریزد و در هر قافله که باشد غایت نیاید و در هر متاعی که باشد روز و بران دست نیابد و در هر  
 که باشد غرق نشود و تو سئل بودی بجا صاحب صلعم در هیچ حاجتی الا آنکه گذارد شود و در هیچ صبی الا آنکه  
 فرح حاصل شود و آنحضرت و نیز نصف لبیب مخفی نیست که زیارت پیغمبر خدا صلعم ثواب با دارد و او را لیا مخاطب حصول  
 آنرا از خواص همراه داشتن نقل قبر شریف آنحضرت قرار داده اند و تفرقه در میان نقل قبر حضرت پیغمبر خدا و جناب  
 سید الشهداء با این طور که یکی جایز دیگری ناجایز باشد نتوان ساخت قال مخاطب آخر کوگی که خدا و پیغمبر  
 کین زمین کما قول و بنستین مخاطب گوید که قرآن شریف بحکم خدا و رسول عرب گریه و دیده و یا بلا حکم  
 در صورت اولی فا تو ابرها نم آن گنتم صادقین و در صورت ثانیة فصا هو خواجو ابا کو فو هو ابنا طوافه اینک نماز  
 تراویح بهیت گذانی بغیر حکم خدا و پیغمبر صلعم پیشوایان مخاطب نخر بر ایجا کرده آنرا انعم البه عه گفتند کما فی  
 النهاية انه دخل ليلة من لیلای شهر رمضان فی مسجد فرای ان المسجد قد غصن باهله بقیام  
 شهر رمضان فاستبشر وقال البه عه و نعو البه عه التي اجترنا ههبا با انهمه اعتراف دیده و دانسته تراویح  
 خواندن و آنرا از جمله عبادات شمرند مصداق همین بودن است پیر کیون جان بوجبه که یک مارتی هو قال  
 مخاطب پیر کیون جان بوجبه که یک مارتی هو اقول و بنستین در رساله غایة المرام طبعه بصغیر مندرج  
 سوال وئی کو بوسه دینا زمان فیض نشان هین مروج تنایا نمین اگر مروج نه تما و اس مانی مین بوسه  
 دینی و الی ما خود او رکنه گاهین باینهین جواب زمان سرور و جهان مین رواج اسگاهر گز نه تما لیکن بوسه

جو بوسیدی میں گنہگار نہیں ہوتی بلکہ بعض علماء کی نزدیک ثواب پائی میں در المختار میں نقل فرمایا تقبیل الحنہ  
 جو الشافعیہ لہ بدعة مباحة وقيل حسنة انتهى این فتوای بوضوح پرست کہ تقبیل خبر کو بربانہ جناب  
 سرور کائنات صلعم روحی نہ داشت لیکن بفتوای شافعیہ مباح بلکہ بقول حسن بودہ است ندانم کہ این فتوای شافعیہ قبول  
 طبع گرامی مخاطب لاثانی می آید و یاد حق آنہامی فرماید پھر کیوں جان بوجہ کہ جک مارتی ہو قال مخاطب در ہمسے  
 پوچھتی ہو کہ تعزیر ہذا کس کتاب میں منع ہی اقول وہ بہستین چون او کیا مخاطب مثالی امام شافعی و امام نووی ملا  
 علی قاری صاحب بدایۃ المرید ص ۵۸۱ مستخرجہ را بدل جان قبول کردہ بعضی او واجب بعضی را فرض کفایہ و بعضی را مستحب  
 و غیرہ قرار دہ اند پس ہمسار ما لغت تعزیر بقید کتاب از مخاطب لازم آمد چہ کی ایجاب دل خریدن بردگی و  
 روگشتن از انصاف نسبی بعید می نماید تفصیل آن در مباحث آئینہ خواهد آمد و درین باب برای طلبیان قلب ناظرین  
 بنقل و قول الکفایہ و وقال النووی فی فتح المبین قال الشافعی ما احدث و خالف کتابا او سنة واجماعا  
 او اثر فهو البدعة الضلالة و ما احدث من الخلق و لم یخالف شیئا من فی الک فہو البدعة المحمودة  
 انتہ و العینی شرح الکبیر فی کتبہ سرکہ لایعنی السحر اہل مشائخ علم اخستار و اقول ہل امدنیہ فی جواب  
 استیجار العلم علی تعلیم القرآن فخر ایضا نقول بالجواز و کذا فقہاء و محققین اثنیہ ازین تقریر مثل روز  
 روشن و فتح گشت کہ امام شافعی بدعت را منقسم بدو قسم ساخت یکی را بدعت ضلالہ و دیگری را بدعت محمودہ نام  
 گذاشت و باتباع علماء دیگر و یا بجزا را جرت گرفتہ تعلیم قرآن فتوا داند بآنکہ جناب باری لا تشربوا یا قی  
 ثنا قلیدای فرماید قال مخاطب اولی جو کہ توالی و اندی اقول وہ بہستین نزد اہل سنت و جماعت خلافت  
 جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب مثل شیعین صحیح و مسلم الثبوت است بآنکہ جناب معاویہ و انصار اب  
 معتقد خلافت امیر علیہ السلام بودند و علم افراشتہ و ادبغات و ادند و باز عند اسد یا جو گشتہ یکا جہتہما  
 یافتند باز جہتہم میر باید کہ قضیہ میں انکو عن خلافتہ الشیعہ نقول کہ کافی لہ الدلایہ بکلام از زبان یافتند  
 و در انکار خلافت شیعین حضرت علی بن ابیطالب صلوٰۃ اللہ علیہ باصول خود جہتہ فرقہ قرار داند بار خدایا مگر  
 بقول لڑنی بٹرنی سی یرتبہ حاصل ہوا سبحان اسد اوٹی جو کہ توالی و اندی قال مخاطب یہ یسی ہی بات ہے  
 کہ کوئی شخص اپنے فلان میں اوٹکے کری اور پوچھی کہ کس کتاب میں ونگلی کرنی منع کی ہے اقول وہ بہستین



برای تدوین صرف و نحو و تفسیر و سایر کتب عربی و فارسی و انقیاد مجلس فخری در سال ۱۰۰۰  
 حکم خدا و رسول مبرور و یافته و باوجه عدم مانع شرعی تمسک حجت از ایجاد فقیر علوه ظمیر پذیرفته در صورت  
 تأمینیه ویسی هیات هی که کوئی شخص اپنے فلان انگلی کری اور پوچی کہ کس کتاب میں انگریزی کرنی منع لکھی ہے  
 و صراح و سوره الحکمہ علیہ البیان قال الخاطب تم تو تعزیر کا بنانا ثواب عانی ہو اور اسکی بہتری کا  
 دعویٰ کرتی ہو یہ مکوتنا چاہی کہ کس کتاب میں تمکو تعزیر کا حکم ہی قرآن میں یا حدیث میں فرض واجب سنت  
 مستحب کس میں ہے اقول یہستعین تعزیر کہ عبارت است از نقل قبر و نقل مقبرہ جناب امام حسین علیہ السلام  
 و آن ثابت است بدو وجہ اول جناب سالت کتاب برای نقل قبر اجازت فرمودہ و در آن وایت سابق گذشت  
 فتدکر ثانیاً شارح مشارق الاثر گفته و ہذا در خص فی تصویر کار و ہم امثال الکتب انفسہا و صاحب شکوۃ  
 نوشتہ قال بن عباس قال کتب لا بدنا فاعلا فاصنع الشجرۃ لا شرح فیہ متفق علیہ و ایضا الا  
 تصنع فعلیک هذا الشجرۃ کل شے لیس فیہ شرح رواہ البخاری چون انخراج عبار وایت ہا موجب تطویل  
 ہو و لہذا یہ میں و سہ احادیث اکتفا رفتہ تعزیر میں ہذا فی قبیل ثانیاً بطریق منزل میگویم کہ قیام وقت فکرمول زنیف  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علماء حرمین شریفین دیگر و یاد مستحب اندکانی غایۃ المرام و سند قیام از حدیث ضعیف  
 ہم توان آورد فالتعزیر اولی بالاستحباب از لطایف مقام اینکہ چون بعضی از اہل سنت انقیاد مجلس شریف  
 و قیام وقت فکرمول حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفتند محققین ایشان بالزام فرض و خروج او شان را  
 از دائرہ سنت جماعت خارج کردند چنانچہ دستخط مولوی حیدر علی مصنف منشی الکلام در رسالہ غایۃ المرام تصحیح  
 باین عبارت در حق او شان موجود است و عظیم خلعت ہامید بالیقین قائم از دائرہ سنت جماعت بیرون نہادند  
 و داد اعتراض فرض و خروج داند و نعم ما قبلہ و اعطای شہر کہ مردم ملکش خوانند قول او یا ہمیں بہر است  
 کہ او آدم نیست محمد اسد کہ سنوز و زینب ہی چندین علماء ہستند کہ باحقاق حق می پروازند انتہی قال  
 الخاطب کہ حیرتیں چپانی کوئی اور پتریتی ہوا قول و بنستعین چند وجہ مدفوع است اول آنکہ این فعل عوام  
 است دوم آنکہ ما ان است فعل حضرت بن خطاب قال ان سطلانی فی الدواہب عن سالم بن عبد اللہ بن  
 قال للمات رسول اللہ کان اجزع الناس کالجہ و عمر بن الخطاب انتہی فالجواب الجواب سوم یہ کہ

این امر از دو قسمی شافعی و حنفی است بلکه در هر دو قسم عقوبتی نباشد و صاحبی از هر دو  
 و شرح مسند شافعی فرموده و الدنوی ذهب الیه الشافعی از النبی صلی الله علیه و سلم و شوق الحیوب ضربه لحد و تفتیشها  
 والصیاح مکره و در فتاوی عالمگیری گفته و یکبار از رجال تسبیح الشیاب تعزیرها بالتعزیر و لا باس  
 بالتسبیح للنساء انتهى قال المخطوب ذرا غصه کو تمام کرد و رضا کو چو زر که تعزیری برای او پنجو کی طرحی  
 برای حاصل است **اقول** و بیستین بوجه سابقه مثل روز روشن جلوه ظهور پذیرفته که بناسا حق تعزیری  
 است سیاح و ذریعه است برای گریه و بکا و احادیث مرویه طریق اهل سنت جماعت مستند آنهاست گفت  
 مخاطب بنظر انصاف قبول حق نماید و از تعصب عناد باز آید قال المخطوب اول برای یک تعزیر بناسا شرح  
 خلافی یکمین بنین آبی که غم و مصیبت کی دلی کوی چنین بانی چایی کیسکه نام کی هو پیرون یا پیغمبر  
 امام هو یا شهید **اقول** و بیستین بناسا حق تعزیر خلافت شرع نیست و دلایل آن سابقا بنوئی  
 مذکور شد که طالب اور وصول مقامات خیر بعیان می رساند فذکر قال المخطوب بدعت و بت پرستی  
 شرعین اسی کانامی که حسن چیزی دین میں کچھ مل نہوا و سکو اپنی طرف سی بنا چنان تعظیم کریں اور ثواب  
 شہر لوین **اقول** و بیستین آنچه دین مقام افاده فرموده خطی است ناشی از جعل بی اهل سنت جماعت  
 بسیار چیز بلا حکم خدا و رسول اچا ذکر و داخل دین خود ساختند و ترتیب اب بران قرار داد و اکابر ایشا  
 امور مذکور را مفهوم بدعت خارج انگاشتند پس ثابت گشت که هر حادث را بدعت توان گفت چنانچه ملا علی  
 قاری در شرح مشکوٰۃ تفسیر کل تعدی خلافت میفرماید ای کل بدعة بالرفع و قيل بالنصب ضلالة قال فی  
 الاذهای بدعة سیئة ضلالة لقوله صلی الله علیه و سلم من بغی عنی فکفر و من بغی عنکم فکفر و من بغی عنکم فکفر  
 فله اجرها و اجر من عمل بها و جمع ابو بکر و عمر القران و جرد فی عمل عثمان قال النووی البدعة کلمة  
 علی علیها اعمال و اسبق فی الشرع ما لیکون عهدا رسول الله صلی الله علیه و سلم فله اجرها و اجر من عمل بها و جمع ابو بکر و عمر القران و جرد فی عمل عثمان قال النووی البدعة کلمة  
 مخصوص قال الشیخ عز الدین بعید السلام فایضا یتکاد القواعد البدعة اما واجبة کما سئل عنهم  
 کلام الله و رسوله صلی الله علیه و سلم و من اصول النفاة الکلام فی الجرح التعذیل و اما  
 محرمه کما ذهب الیه البدیة و القادریة و النجاشیة و الدنوی و الدنوی علی هذا من الایم و الواجبة لان حفظ الشرع بدعة

من هذه الابدع فرض كفاية واما من جهة كالحديث المثل بطول المدارس كل احسان لم يعهد في العمل الاول  
 وكالاته ويريح الى الجملة العامة والكلام في القاب الصوفية اما مكروهة كخرقه المساجد وترويق المصاحف  
 يعني عن الشافعية واما عند الحنفية فبما هو اما مباحة كالصافحة عقيد الصبح والعصر عن الشافعية  
 ايضا والا فغند الحنفية مكروهة والتوسع في هذا لما كل المشايخ والمساكن توسع الاطعام وقد اختلف  
 في كراهة بعض ذلك كما قد مضى قال الشافعية ما احدث فانتها الف كتاب والسنة او الاجماع فهو  
 ضار لانه ما احدث من الخير ولا يخالف شيئا من ذلك فليس بمذموم وقال عمر رضي الله عنه في قيام  
 من هذا بغيت البدعة هذه انتهي اذن عبارات بوضوح پوست كبدعت بر چند قسم است واجب و محرم و  
 مندوب و مكروه و مباح و غير انحرث بدعت مذمومة است و اگر نزد مخاطب هر حادث بدعت محرمه است  
 پس باعتقاد او حسب تحقيق ملا علی قاری حضرت شیخین باحدث تراویح و جمع کردن کلام الله و جناب ثالث  
 به تجدید جمع ايجاب بدعت مذمومه کردند قال مخاطب و می گفتم براتی به که تغیر بنا با عقل صحیح من بهی عیب کتاب به  
 که ایک چیز کی نقل بنا ادا و او کی سائده وی باتین کرنی جو نقل کے ساتھ چاہی محض حماقت ہی مثلاً اگر کوئی  
 تصویر بنا وی اور او کی الکی دانہ گھاس ٹالی اور کیرہ کری تو لوگ اسکو سڑی بتلا دیگی اسطرح دی لوگ ہی  
 سڑی ہیں کہ حضرت امام کی قبر کی نقل بنا کرنا تھ اور درود او پر پڑھتی ہیں اقول و بہستین بدفع است بچند  
 وجه اول آنکه این حکم معارض است بانکه علماء اہل سنت تقبیل بہ نقل قبر والدین تجویز نموده اند چنانچہ صاحب فقہ  
 احمدی نقل انہ جامع المتفرقات نوشته مسئلہ بان باب کی قدم چو من مباح ہیں حدیث میں آیا ہی کہ ایک  
 شخص نے جناب سالت باب صلعم کی پاس اگر عرض کی یا رسول اللہ میں قسم کہانی تھی کہ آستانہ جنت و جوارین  
 بنسار و پنیر بوسہ دن گا آپ فی فرمایا کہ انکی باون اور باب کی پیشانی پر بوسہ دی او تھی پوچھا کہ اگر مان باب نہ ہو  
 حضرت نے فرمایا انکی قبر چوم او کھلی کہ انکی قبر معلوم نہوار شاو کیا کہ دو خط کہینچ کر لیک کو باب کی قبر اور دوسرے کو  
 انکی قبر قرار دی کہ بوسہ دی تاکہ مانت نہو کذا فی جامع المتفرقات انتھی و پرنظاہر است کہ حضرت امام حسین ع  
 جگر گوشہ رسول الثقلین بہ نسبت پدر و مادر بہر در فضل اند و ہر گاہ نقل قبر پدر و مادر جائز باشد نقل قبر شہید کر بلا  
 پدر و مادر بی جائز و اگر دو فاسد مع ولا کن من الغافلین سے سن انچہ شرط بلاع است یا تو میگویم بہ تو خواہ

از پنجم سید گیر و خواہ ملال ۱۰ دوم آنکہ جناب مولوی عبدالواحد خان بن ابی لایں مولوی عبدالعلی در سال ۱۲۸۵  
 الاولامی نویسد و اینجانب از ثقات شنیدہ کہ حضرت مولانا نظام الدین محمد قدس سرہ و پیشتر خود دیدہ کہ حضرت  
 مولانا عبدالعلی محمد قدس سرہ و مولوی محمد الدین محمد عرف مولوی مدن مرحوم و مولوی الوار الحق و مولوی نور الحق  
 قدس سرہ و دیگر علماء رفیقی محل و مکتبہ و مندرج و غیرہ از بلاد ہر گاہ تعزیر شریف امام مظلوم علیہ السلام می دیدند تا وہ  
 می شدند وہ در دوست بطرف تعزیر شریف را زکر وہ بسیار خشوع و خضوع و خجوا و کمسار فاتحہ میخواندند و عندالاستقلال  
 میفرمودند کہ تعظیم و فاتحہ امام مظلوم است زیرا کہ تعزیر شریف موسوم بہ نام نامی امام مظلوم است انتہی چهارم آنکہ در کتب  
 اہل سنت اوردہ است کہ پیغمبر خدا صلعم در فتح مکہ تصویر حضرت ابراہیم را بد فون ساختہ پس مخاطب عالی مقام صاحب  
 ازین فن ساختن تصویر کہ ساختن و نگاہ داشتن آن بالاتفاق حرام است محمول بہ سفاہت بی خردی خود بدست  
 و یا حکم جواز طاعت بعض امور یا نقل اصل خواهد داد و قال مخاطب تیسری برانی یکہ غرض تعزیری تمکیدی ہی کو کہ شرع  
 او عقل کے مخالف ہی کہ او سکی و یکینی سے غم و الم پیدا ہوا قول و بنستین بناساختن تعزیر مخالف شرع و عقل است  
 بلکہ موافق است و دلائل آن سابقا گذشت قال مخاطب سووہ ہی تو حاصل نہیں اقول و بنستین برہر کہ  
 او بی بہرہ از شعور دار و مخفی نخواہد بود کہ از دیدن تعزیر غم و الم جناب سید الشہداء علیہ التقیۃ و الثنا پیدا می شود و انکار  
 اس کابردہ است و اگر کہی غلیظ القلب مغمو نشود و مناظر اعتبار را نشاید قال مخاطب ہفتمی پوچتی ہیں کہ علم اور  
 الم کن چیزوں کے دیکھنی اور ہونی سی اتاہی آیا فائدہ اور روکی روئی اور پرانی پہنچے کثری اقول و بنستین ازہین جہات  
 کہ در مذہب اہل بیت صلوٰۃ اللہ علیہم برای ترک لذت و عیشہ و محرم الحرام ہدایت آندہ و شعاع و نورین بر زمین قرار  
 یافتہ کہ درین ایام مصیبت الیتام از اطعمہ لذیذہ و البسۃ نفیسہ اجتناب می نمایند کاش از لیا مخاطب ہم بہ ترک لذت  
 غم و الم جناب امام حسین بر پانامیدہ گراین حضرات را باین امر صبر و کار قال مخاطب و رہنمائی اور اندہیری اور  
 معشوق کی جدائی اور شکستہ جوہیری میں درد و غم پیدا ہوتا ہی یا او سکی ضد میں اب سوچو کہ فائدہ کی عوض تعزیر  
 و نورین شیر مال و جلواہر جا موجودی اور نورین چاہی فائدہ ہو مگر اس دکانچ پانی ہر کوئی جمع کر کہ تباہی اور پرانی  
 پستی کپڑوں کی جگہ خاصی خاصی قبائیں اور گوئی ہی ان نورین ہتکارت نکلتے ہیں اقول و بنستین بموجب  
 مذہب اہل سنت و جماعت روز عاشورہ غم و الم عداوت و بجا آوردن لوازم فرست و سر و پیوم عاشورہ از ذلت و



او هر بر سر من نگاشت تازی زیارت کی واسطه موجود اقول و بیستین مردود است بچند وجه اول آنکه زنان شرفا  
 پرده نشین در عیشره محرم به جماعت مردان حاضر نمی شوند و پیش نا محرم بلا حجاب نمی آیند و زنان را و انمودن  
 خود با بنا محرمات نظر کردن بجانبا ایشان در مذنب حق ممنوع است زنان را رزل که بی تعنه در کوچه و بازار  
 میگردند ختصاص با یام عیشره ندارد چه آنها پیوسته بر عین تیره می باشند دوم آنکه شاه عبدالعزیز دلی و تخته نوشته  
 و نیز تحریر نظر کردن مردان اجنبی که عیث نشان کشوف نباشد هنوز هم در شریعت بالا جماع ثابت نیست اختلاف است  
 اختری سیوم آنکه بوقت استماع خبر مراجعت ایلیمیت جناب ام سید با استقبال تشریف برده اند و گفته اند که در غش  
 نمودن که این تحریر الشهادتین الحاصل با حصول اهل سنت رفتن زنان بر جمع مردان ممنوع نیست بلکه در ازدیاد ایشان  
 ناز و افاعتبر و یا اولاد که ابصار قال الخطاب و در علاوه اسکی نقارون او را تا شون بی او بی رونق حاصل به  
 اب خدای واسطه انصاف می گوید که بی سبب غم گاهی یا خوشی کا اقول و بیستین غنا و فرامیز در مذنب ایلیمیت  
 حرام است لذت خواص این اجتناب می نمایند و افعال عوام مناسط اعتبار را شاید یکیش را از حضرات اهل سنت است  
 که با دوف و فی مذنبه شهادت کنند و در عوام عادت نوختن نقاره و تاشه زنهان جاریست چنانچه صاحب لغت عشاق  
 انظار صحیح بخاری آورده فخلعت جوهریات لندایضربن بالدفیند بن من قتل من ابای یوم بدایع  
 دق می زدند و مذبحی کردند کسانی را که کشته شده بودند از پدران و از نزدیکان و نوختن نقاره بوقت حفظ قرآن نیز  
 سباح گفته اند کافی البدایع و ظاهر است که هر گاه نوختن نقاره بوقت حفظ قرآن و هنگام میان حال شهادی بدربر  
 اعلان جایز و سباح باشد پس نوختن نقاره برای ظلم ظالمان که بلا بقوا عدل سنت و جماعت چگونه جایز نباشد  
 قال الخطاب چو بی برانی که یک عالم کو اس تعزیه کی سبب کسل او را تاشا و او چنانچه سبب بظواهری آنکه که مصل که در  
 او تجموع تو صاف یقین نبوی هرگز شب بزمی او را اگر بالفرض و چاراول و نوکواس کلفت سی روانا یا تو او را اعتبار زن  
 که اگر تکریم کل گاهی اقول و بیستین از انعقاد مجالس غری جناب سید الشهدا علیه السلام و از آن فواید بسیار  
 بطریق پیوسته این مجالس را نمودن باری قرار دادن کار جامل معاند است و الا فواید بسیار که سید اندکجا ماکلا  
 بدست کله لایزال که بندی از آن بخش بیان می آید اول عیشره محرم ذکر توحید و ثبوت نبوت و ثبوت خیرات انبیا  
 و حال مصایب انبیا و صیور ظلم افراغ منافع از این بیان می گوید و دوم حال مصایب ائمه و از آن فواید بسیار

جناب حسنین علیہما السلام برای گریه و زاری تکراری نماید سی و اضرات و صدقات بسیار بسیار از اجل است از بهر چهارم که گویند  
 مردم از ان کتاب فعل بدو منہیات مخفوط و حصون می مانند و فاسقان طلق نیز از فسق و فجور و عیث و محرم بازاری مانند  
 و اکثری توفیق تو به یافته بهر تیر مجبوران خدا بحکم ان الله يحب التوابین می رسند و تمام الناس را باریان و حدانیت او بسیار  
 رسول الله و اضرات و اضرادات آنحضرت مطلع گردیده پس حدایان کامل می رسند ششم دلایل اثبات حقیقت خلافت  
 امیرالمومنین علی بن ابیطالب حسنین علیهم السلام مشهور و معروف می شود و تهنیت ذکر شهادت باقی ائمه با بیان میشود و از ان  
 جوهر و ستمی ائمه و بنی عباس شهرت می یابد هشتم حال گریستن ائمه و دیگر مردان ماسبق در امام حسین  
 و ثواب آن مذکور میشود و نهم اجتماع مسلمین و مومنین که از ان شوکت است اسلام ظاهر و باهرت بود یاد گیرند  
 و از ان تحریف کفار و بنود و منافق صورت می بندد بلکه سبب کثرت ظلم و مجزات و فخر عادات درین ایام تبرک  
 اکثر از بنود و نصاری شرف باسلام میشود اگر چه مجزات آنحضرت از حد و حصر تجاوز است و حد با کس در بهر زمان دیده  
 و شنیده اند مگر برای اسکا نت خصم قوی پس سکت می آید و ان اینکه روز عاشورا برسلل دانه های سبز بیخ خاک که بر بالا  
 موجوده قصبه و در بهر محله قاضی او ضلع و اباد منقلب بر نمی مثل خون تازه میشود و هزار و هزار مردم بشرف شایست  
 آن میرسد و انقلاب مذکور را برای بعین مشاهده می سازند قال المحاطب پانچوین برای یک سوای نقصان دین کے  
 دنیا میں ناحق مال ضائع ہوا و روسی سبب پر باری ہوئی پڑی غرض اونکی وہ مثل ہوئی کہ نہ دین کی ہوئی دنیا کے  
 ازین سخن مانده از ان سوارانہ اقول و بہ ستعین سابقا دریائی کہ تغریہ داری امر است مباح و شتمل بر امور خیر  
 پس لا اسراف فی الخیر را یاد او را وین مخرج جزوی را تا بحمد اسراف کشان کشان میار قال المحاطب او رجوعا بل تبتی پنا  
 یہ امام کی تربیت میں یہ محض ہم اور غلطی حضرت امام کی ایک قبر کی کسی کتاب میں ایک شخص کے دو قبر بنانا  
 نہیں آیا ہے پہلا بی ہزاروں قبر ایک شخص کے کہ انسی صحت ہو میں اور سبھو کہ جب حضرت ماجہ تبتی تبتی ایک  
 مکان میں رہتے تھے اب بعد مرئی کی کس طرح سب ہزاروں قبر و زمین بنی لگی اقول و بہ ستعین معاذ متعصب ہر چھوڑا  
 ان طرف خودی تراشد عاشا ثم عاشا جملہ شخص چھ ادنی چھ اعلیٰ ضرایع متعارفہ راقبل قبر و مقبرہ می مانند نہ عین قسبر  
 تا برون جسد لازم آید طرہ انیکہ در روضۃ الاحساب نیز نقل قبر و زمین مع مقبرہ حضرت رسول خدا صلعم و قوم  
 و شیخ عبدالحی دہلوی در جذبا القلوب آورده قول صح در وضع مقبرہ شریف است کہ سزاوہ بکر مجازی صدر شریفیت

معاذ متعصب  
 کہانیت  
 بنابر ان محرم  
 نوشتن از ان  
 فی الکتاب  
 بنابر ان محرم  
 و در ان محرم  
 و در ان محرم  
 و در ان محرم  
 و در ان محرم

نبوی است و سر عمر خاضی صدر ابو بکر مدین کل انھی کلامه العین انصفاد باید و اد که هزار ماقبولی خن در جلدات  
 روضه الاحباب جذبا القلوب در کجا بر آید و هزار در هزار با سناستن قیود پنهان جاگزشت بقول بتلاست  
 هزارون قبرین خن که انھی در سینه هونین او که جو که جیب خن جیبته تی تمسک یک کا غیر بیستمی اب بعد از  
 کسطنطنیه هزارون قبرین رنجگی کی کیا فرشته نقاله بر کلبه ای پرتی بن قال الخاطب پس تمام من سنای  
 که بعضی احق یون کشته من که نام کی اینی مثال بی جیبی آفتاب با وجود هونی ایک مقام کی سب جگه او کی روشنی هون  
 کیبات بڑی فعالیت فرج کی سوال اور جواب من این آسمان رات دن کافوق بی اول قیاس غایب کا شاہ پرست  
 نہیں و سری حضرت نام شکر کا وجود کرتی تھی جو شہری تھا قبر ہونی کو جسے لازم ی ایک جسے لاکہ جگہ تقسیم نہیں ہو سکتا  
 اور یہ نام مثال آفتاب کی اس ہر این طلوع اور زوال ہوتی تب تو ہم بار و یک است قسطنین ہر جگہ ہون و ہونا تھا  
 اب بعد فوت کی کہ کفر و بآفتاب کا پکڑا غیبہ است کہ وہ پوپ نکلنے لگی اقول و ہستین مفسر ہست بکچھ  
 اول ایک انجی خطاب گشتہ ان طرف و تراشیدہ کی ازال ہی گشتہ کہ بالقول قبر تعلق روح پاک یا جسے شہر یا حضرت  
 بودہ است دوم آنکہ جسے مبارک جناب سالت آب صلعم ہزار مرتبہ منور از جو شہرے بود یا پنجہ ہولی سلامت اللہ  
 و تکریر الشہادتین نوشتہ انجی تعلق کہیم شریف است است کہ از پس پشت ہر پیش بود و شب تاریک اندر در و روشن  
 سید بندہ این تصویر دلیل است بر آنکہ من لطیف و منضطر لطیف کو یار و محکم بود کہ کار فرائی نضار شیر و روح  
 مقدسہ ترکیبہ ادہ ابواب انوار طلق بر روی آن کشادہ انھی و انحضرت انجی حضرت نام حسین فرمودہ حسین  
 و انانہ میں من صورت جو شہر سی ابوات جناب سید الشہداء علیہ السلام علیہ السلام و انانہ چہ نسبت سیوم آنکہ و فتاویٰ علما  
 کہ غافلہ زجر سالانہ الامام ہر قوم ہست نعمت حجاب القیام عندہ کو ولادتہ صلعم ہر استحقاق العلماء  
 الاحلام و ملائکہ الدین و السلام فذاکر و اعند ذکر ولادتہ صلعم اللہ علیہ اللہ و صلعم بحضور و احیاء  
 صلعم و فضلہ انجی بجلالہ و القیام و ہر گاہ در ہزار باجا المومنین شریف حاضر شدن روح پر نفس انحضرت  
 صلعم جائز باشد حاضر شدن روح مبارک جناب حسین و رضا خانہ اچہ بعد است قال الخاطب و ہر شہرے ہون  
 کہ نام کی بی قبرین بن یا جوئی اگر تم سچی ہو تو کہہ دو کہ جوئی پر لعنت کہ ہم پیش او کہیں اقول و ہستین  
 در مباحث سابقہ تفصیل میں چیتا مترواح گشت کہ این ہم نقل قبر ہستین قیود قبولیہ ہستین و ہونا

قبر رسول

قبر صدیق اکبر

قبر فاروق





در آنچه تا پیش از این مشاهده شده و نبات عایشه بنظر آنحضرت افتاد و گفت چه چیز است این ای عایشه گفتم دختران من دید  
 در میان آنها کسی که بر آن دو جناح بود از رقصه ها و رقصه گفت این چیست که من می بینم در میان آنها گفتم اسپ  
 گفت چه چیز است که این بر اسپ است گفتم هر دو جناح او گفت اسپ این جناح چه کار گفتیم آگاهانند که برای حضرت  
 سلیمان اسپها بودند که جناح ها داشتند پس خندید آنحضرت تا آنکه دیدم من ندانم و آنچه آنحضرت صلعم انتی از بهر  
 لطیف تر آنکه شیخ عبدالحی و دیوی در شرح مشکوٰۃ سیگوید در تصویرات نبات رخصتی هست الخ پس با قدا آن  
 اهل سنت جماعت اولیاء مخاطب مناسب که لعب نبات را شعار خود میخوانند و جمعی که از علماء کبار و  
 محدثین نامدار حضرت اهل سنت جماعت میباشند کتاب تطایع بین الصحیحین عایشه روایت کرده که گفت  
 کنت العبد بالنبات عندا للنبی ح کانت لی صواحب یلعبن جمیع فکان رسول الله اذا دخل یقمعه  
 فصر یحین فیلعبن جمعی یعنی من لعبتهای که بصوت و خرمی سازند نزدیک پیغمبر خدا بازی میکردم و چند دختر  
 صاحب خود داشتم که آنها در لعل و لعب با من شریک بودند چون جناب نبوی تشریف فرمای شد آنها  
 بحججه پنهان شدند پس آنحضرت ایشان را بسوی من روانه میکرد که آنها با من بازی نمایند پس مخاطب اگر  
 مؤمن است فعل ام المؤمنین برای او کافی است و اینکه بعضی از سنن بیان گفته اند که عایشه در هنگام لعب بالنبات  
 نه سال داشت و مکلف نبود و خطاست چه دختر نه ساله نزد اکثر فقها بالغه میباشد و ما قطع نظر ازین میگویم  
 که هرگاه پیغمبر خدا که شارح شریعت بود و تجویز لعب نمود و اجازت داد پس دیگر چه کلام باقی ماند اطفال خردسال را  
 افزودن بعبادات میکنند بحجرات قال مخاطب ایسی هم می بود فرق آنها ای که ده چوئی نادان لڑکی  
 پس او را هم پیرایان اقول و بیهتدین کلام بی نظامش بچند وجه دفع است اول آنکه ساختن نقل قبر  
 و آنگاه از دست خود و بوسه دادن بر آن بجای اهل قبور بارشاد حضرت رسول مقبول صلعم جایزه است  
 کامر پس او را مخاطب پیرایان باشد که اجازت دهند و عمل کنند و آشنایی نمایند آنچه پیشتر قول  
 نموده است طعن بر وی نمودن از دحض طعن آن طعن بر رسول خداست قبح آن قبح آن شفیع و راست  
 قول او را بضمیمه کناری باز دعوی دین و داری دوم آنکه در کتاب لایل الخیرات تصویر بیت الله  
 و مدینه منوره و اشجار و جنات و بقیع مع نقل قبور و نقل روضه مبارک حضرت رسول خدا صلعم مع نقل قبر آنحضرت

و قهر بخین مرقم و منقوش بر سران این عبارت مرقوم است هذه الصفة المبركة التي روي فيها  
رسول الله وصاحبها و در مزرع الحسنات شرح دلائل الخيرات گفته فليده و ذكره في بعض النسخ و في بعض النسخ كذا  
بناين مثال اكسيه قدرت نيافته است زيارت عين جود مقدسه و مشاهد كنند اين شكل از روی نسبت بهشتيان  
بوسه نذر آن ز غایت محبت و پیغمبر شوق خود را و اكثر بزرگان برای این شكل مبارك خواص برکات بسیار ذکر  
کرده اند و تجربه آورده اند شای با اعتبار قول مخاطب روح مصنف دلائل الخيرات و مزرع الحسنات و اكثر  
بزرگان محول اليهم توان گفت و می بی تم به چه فرق تنهایی که در چونی نادان لریکی بین او تم سپاس یا مانع  
سوم آنکه تعظیم تعزیه مثل تکریم خشت گل سب و مانند تعظیم کاغذ و جلد قرآن و کتب صحاح احادیث ساخته دست  
خود است و منکر آن جاهل بلکه پیر نالغ قال الخاطب او پوچو تو اصل من هم کی هند و ونمی بی که وی آ  
شمار کی مورتن اینی ماته سی بناگر خوش بوئی بین او بجای اصل که پوچو بین او قول و نسبتین بچه و در مقام  
افاده خود خطی است ناشی از جهل یا جاهل چه بنود تصویر روی روح ساخته پرستش آن میکنند و در تعزیه تصویر  
ذی روح و در پرستش آن و اگر عیاد با کسی تصویر روی روح سازد و عبادت آن کنند از بقیه اسلام نارنج  
خواهد شد و بر ظاهر که تعظیم امر دیگر است و پرستش امر دیگر چنانچه قاضی عیاض در شفا گفته صریحی او کاذبی  
و لیرقم قیاسا فایستاد الله تعالی بکافه و احله و در بقاری عالمگیری نوشته فلیتوجه الى تعظیم  
فیقف عند اسله الى قوله ولا یضربید الی جلاله الذی به فهو اهدی واعظم المصنوع و یقف  
کما یقف فی الصلوة و یصل و یدعه الکریمه البهیة کانه نایب فی لحداه حاله به یسمع کانه کذا  
فی الاختیار شرح المختار انتهى و شیخ عبدالحق در جذب القلوب آورده در وقت سلام آنحضرت علی السب  
علیه و آله و سلم و توقف در آنجناب با عظمت دست است بر دست چپ بنهد چنانکه در حالت نماز الخ و الای  
که قیام برای اولاد آنحضرت و توقف در آنجناب مثل توقف حالت نماز آنحضرتی خواهد بود و هو المملوب اگر  
خواهد مخاطب این توقف را عین نماز و در خود را از پرستش غیر خدا بکنا رب پرست ملحق سازد قال الخاطب  
سو تعزیه داراوشی بی زیاده است بین مورتن در کنار بی قبر و کی صورتین نقل گشتی بین قبر کاه مرتبه صورت است  
کبری عرض ای با توین بی هند و کی بی بیانی بین طرقتا شای هند و کو هستی بین که ویکو اپنی پادشاه

سورت بنائی میں اور تعظیم کرتی ہیں اور انکو نہیں دیکھتی کہ ہم انسی کیا کم ہیں ایسی بات ہوئی کہ انکو سب سب  
 اور دنگو آج تہو الغرض می اندی ہیں لیکن یہ سچی ہوئی اقوال و بیست حسین البست از بنو زیادہ احمق  
 ہستند کہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ کناری شیخین کے قبروں کی صورتیں نقل کر کے ہیں قبر کا مرتبہ صورت سی گھڑی غرض  
 باقوسی یہ ہندوؤں کی بڑی بہائی ہیں اسلیکے کہ ہندوؤں کی صورتیں بنا کر زمین پر رکھ دیں اور یہ حضرت  
 نقول قبول شیخین اپنے کتابوں میں لکھتے ہیں کہ طافہ تاشاہی ہندوؤں کو ہستی میں کہہ دیکھو اپنی مائتہ سی سورت  
 جاتی ہیں اور تعظیم کرتے ہیں اور انکو نہیں دیکھتی کہ ہم انسی کیا کم ہیں ایسی بات ہوئی کہ انکو سب سب اور دنگو  
 آج تہو الغرض می اندی ہیں لیکن یہ سچی ہوئی اقوال و بیست حسین البست از بنو زیادہ احمق  
 تفریح کو حضرت کی محبت سی بنائی میں اور انکی دوست ہیں بڑی ہوئی احمق ہیں کہ بی دست نہیں ایسے لوگ  
 امام کی دشمن ہیں اقوال و بیست حسین بنا سائنٹ تعزیر امر است مباح و ذریعہ ایست برای گریہ و گناہ ظاہر  
 بحال الظاہ و ان البکا علی صاحب الحسین من اصناف المحبة و هو المقصود والنفس علی هذا الظاہ  
 ساری عن اصحاب العترة سلام اللہ علیہم اجمعین من لدیفہ افرحنا ولدیونہم برات  
 فلیس منا قال الخاطب اگر امام کی محبت میں سچی ہوتی تو انکی وضع اور اطاعت اختیار کرتی اقوال و بیست حسین  
 الواقع محبت کامل و خالص نہانت کہ جمیع امر محضرت تابع باشد چنانچہ جناب ملا محمد رفیع واعظ اعلیٰ الادب مقامہ  
 فی العلین ابواب بخان میفرماید در کتاب تلخیص فی الزمان جعفر صادق ع و نیست کہ انکا اندام اولیٰ صفا  
 حتیٰ یکون جمیع امر نامتبعاموید الا وان است اسلام اھلنا و اذامہ الورد فخرینو ابہ و حکم اللہ  
 و کید و اعدا و نابا بیعت حکم اللہ لخص منہ انکہ کسی امور میں شایع او قیام جمیع امر اتان باشد و انکلمہ  
 و رع یعنی اجتناب از خیر است این یو این منہ است اگر دیندار شایع است کہ او با بن ترین آراستگی ہرگز  
 و ثمنان با خستہ و مجروح سازید خدای تعالیٰ قدر و منزلت شما را بزرگ و اذانتی بگر خاتمی الاستقام با بن تحریر  
 نہ و نشود و از باز و و مثل عمر الخشاب حق جو منان فاسق زبان و زبانی غیاب چھل محبت با رتخا بیست  
 فی الجا جمیع میگردد چنانچہ شیخ عبدالحق بلوی در کتاب الحج التوبہ ج ۲ ص ۲۴۰ و ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۵۰ و ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴ و ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۲۵۷ و ۲۵۸ و ۲۵۹ و ۲۶۰ و ۲۶۱ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۰ و ۲۹۱ و ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰ و ۱۰۰۱ و ۱۰۰۲ و ۱۰۰۳ و ۱۰۰۴ و ۱۰۰۵ و ۱۰۰۶ و ۱۰۰۷ و ۱۰۰۸ و ۱۰۰۹ و ۱۰۱۰ و ۱۰۱۱ و ۱۰۱۲ و ۱۰۱۳ و ۱۰۱۴ و ۱۰۱۵ و ۱۰۱۶ و ۱۰۱۷ و ۱۰۱۸ و ۱۰۱۹ و ۱۰۲۰ و ۱۰۲۱ و ۱۰۲۲ و ۱۰۲۳ و ۱۰۲۴ و ۱۰۲۵ و ۱۰۲۶ و ۱۰۲۷ و ۱۰۲۸ و ۱۰۲۹ و ۱۰۳۰ و ۱۰۳۱ و ۱۰۳۲ و ۱۰۳۳ و ۱۰۳۴ و ۱۰۳۵ و ۱۰۳۶ و ۱۰۳۷ و ۱۰۳۸ و ۱۰۳۹ و ۱۰۴۰ و ۱۰۴۱ و ۱۰۴۲ و ۱۰۴۳ و ۱۰۴۴ و ۱۰۴۵ و ۱۰۴۶ و ۱۰۴۷ و ۱۰۴۸ و ۱۰۴۹ و ۱۰۵۰ و ۱۰۵۱ و ۱۰۵۲ و ۱۰۵۳ و ۱۰۵۴ و ۱۰۵۵ و ۱۰۵۶ و ۱۰۵۷ و ۱۰۵۸ و ۱۰۵۹ و ۱۰۶۰ و ۱۰۶۱ و ۱۰۶۲ و ۱۰۶۳ و ۱۰۶۴ و ۱۰۶۵ و ۱۰۶۶ و ۱۰۶۷ و ۱۰۶۸ و ۱۰۶۹ و ۱۰۷۰ و ۱۰۷۱ و ۱۰۷۲ و ۱۰۷۳ و ۱۰۷۴ و ۱۰۷۵ و ۱۰۷۶ و ۱۰۷۷ و ۱۰۷۸ و ۱۰۷۹ و ۱۰۸۰ و ۱۰۸۱ و ۱۰۸۲ و ۱۰۸۳ و ۱۰۸۴ و ۱۰۸۵ و ۱۰۸۶ و ۱۰۸۷ و ۱۰۸۸ و ۱۰۸۹ و ۱۰۹۰ و ۱۰۹۱ و ۱۰۹۲ و ۱۰۹۳ و ۱۰۹۴ و ۱۰۹۵ و ۱۰۹۶ و ۱۰۹۷ و ۱۰۹۸ و ۱۰۹۹ و ۱۱۰۰ و ۱۱۰۱ و ۱۱۰۲ و ۱۱۰۳ و ۱۱۰۴ و ۱۱۰۵ و ۱۱۰۶ و ۱۱۰۷ و ۱۱۰۸ و ۱۱۰۹ و ۱۱۱۰ و ۱۱۱۱ و ۱۱۱۲ و ۱۱۱۳ و ۱۱۱۴ و ۱۱۱۵ و ۱۱۱۶ و ۱۱۱۷ و ۱۱۱۸ و ۱۱۱۹ و ۱۱۲۰ و ۱۱۲۱ و ۱۱۲۲ و ۱۱۲۳ و ۱۱۲۴ و ۱۱۲۵ و ۱۱۲۶ و ۱۱۲۷ و ۱۱۲۸ و ۱۱۲۹ و ۱۱۳۰ و ۱۱۳۱ و ۱۱۳۲ و ۱۱۳۳ و ۱۱۳۴ و ۱۱۳۵ و ۱۱۳۶ و ۱۱۳۷ و ۱۱۳۸ و ۱۱۳۹ و ۱۱۴۰ و ۱۱۴۱ و ۱۱۴۲ و ۱۱۴۳ و ۱۱۴۴ و ۱۱۴۵ و ۱۱۴۶ و ۱۱۴۷ و ۱۱۴۸ و ۱۱۴۹ و ۱۱۵۰ و ۱۱۵۱ و ۱۱۵۲ و ۱۱۵۳ و ۱۱۵۴ و ۱۱۵۵ و ۱۱۵۶ و ۱۱۵۷ و ۱۱۵۸ و ۱۱۵۹ و ۱۱۶۰ و ۱۱۶۱ و ۱۱۶۲ و ۱۱۶۳ و ۱۱۶۴ و ۱۱۶۵ و ۱۱۶۶ و ۱۱۶۷ و ۱۱۶۸ و ۱۱۶۹ و ۱۱۷۰ و ۱۱۷۱ و ۱۱۷۲ و ۱۱۷۳ و ۱۱۷۴ و ۱۱۷۵ و ۱۱۷۶ و ۱۱۷۷ و ۱۱۷۸ و ۱۱۷۹ و ۱۱۸۰ و ۱۱۸۱ و ۱۱۸۲ و ۱۱۸۳ و ۱۱۸۴ و ۱۱۸۵ و ۱۱۸۶ و ۱۱۸۷ و ۱۱۸۸ و ۱۱۸۹ و ۱۱۹۰ و ۱۱۹۱ و ۱۱۹۲ و ۱۱۹۳ و ۱۱۹۴ و ۱۱۹۵ و ۱۱۹۶ و ۱۱۹۷ و ۱۱۹۸ و ۱۱۹۹ و ۱۲۰۰ و ۱۲۰۱ و ۱۲۰۲ و ۱۲۰۳ و ۱۲۰۴ و ۱۲۰۵ و ۱۲۰۶ و ۱۲۰۷ و ۱۲۰۸ و ۱۲۰۹ و ۱۲۱۰ و ۱۲۱۱ و ۱۲۱۲ و ۱۲۱۳ و ۱۲۱۴ و ۱۲۱۵ و ۱۲۱۶ و ۱۲۱۷ و ۱۲۱۸ و ۱۲۱۹ و ۱۲۲۰ و ۱۲۲۱ و ۱۲۲۲ و ۱۲۲۳ و ۱۲۲۴ و ۱۲۲۵ و ۱۲۲۶ و ۱۲۲۷ و ۱۲۲۸ و ۱۲۲۹ و ۱۲۳۰ و ۱۲۳۱ و ۱۲۳۲ و ۱۲۳۳ و ۱۲۳۴ و ۱۲۳۵ و ۱۲۳۶ و ۱۲۳۷ و ۱۲۳۸ و ۱۲۳۹ و ۱۲۴۰ و ۱۲۴۱ و ۱۲۴۲ و ۱۲۴۳ و ۱۲۴۴ و ۱۲۴۵ و ۱۲۴۶ و ۱۲۴۷ و ۱۲۴۸ و ۱۲۴۹ و ۱۲۵۰ و ۱۲۵۱ و ۱۲۵۲ و ۱۲۵۳ و ۱۲۵۴ و ۱۲۵۵ و ۱۲۵۶ و ۱۲۵۷ و ۱۲۵۸ و ۱۲۵۹ و ۱۲۶۰ و ۱۲۶۱ و ۱۲۶۲ و ۱۲۶۳ و ۱۲۶۴ و ۱۲۶۵ و ۱۲۶۶ و ۱۲۶۷ و ۱۲۶۸ و ۱۲۶۹ و ۱۲۷۰ و ۱۲۷۱ و ۱۲۷۲ و ۱۲۷۳ و ۱۲۷۴ و ۱۲۷۵ و ۱۲۷۶ و ۱۲۷۷ و ۱۲۷۸ و ۱۲۷۹ و ۱۲۸۰ و ۱۲۸۱ و ۱۲۸۲ و ۱۲۸۳ و ۱۲۸۴ و ۱۲۸۵ و ۱۲۸۶ و ۱۲۸۷ و ۱۲۸۸ و ۱۲۸۹ و ۱۲۹۰ و ۱۲۹۱ و ۱۲۹۲ و ۱۲۹۳ و ۱۲۹۴ و ۱۲۹۵ و ۱۲۹۶ و ۱۲۹۷ و ۱۲۹۸ و ۱۲۹۹ و ۱۳۰۰ و ۱۳۰۱ و ۱۳۰۲ و ۱۳۰۳ و ۱۳۰۴ و ۱۳۰۵ و ۱۳۰۶ و ۱۳۰۷ و ۱۳۰۸ و ۱۳۰۹ و ۱۳۱۰ و ۱۳۱۱ و ۱۳۱۲ و ۱۳۱۳ و ۱۳۱۴ و ۱۳۱۵ و ۱۳۱۶ و ۱۳۱۷ و ۱۳۱۸ و ۱۳۱۹ و ۱۳۲۰ و ۱۳۲۱ و ۱۳۲۲ و ۱۳۲۳ و ۱۳۲۴ و ۱۳۲۵ و ۱۳۲۶ و ۱۳۲۷ و ۱۳۲۸ و ۱۳۲۹ و ۱۳۳۰ و ۱۳۳۱ و ۱۳۳۲ و ۱۳۳۳ و ۱۳۳۴ و ۱۳۳۵ و ۱۳۳۶ و ۱۳۳۷ و ۱۳۳۸ و ۱۳۳۹ و ۱۳۴۰ و ۱۳۴۱ و ۱۳۴۲ و ۱۳۴۳ و ۱۳۴۴ و ۱۳۴۵ و ۱۳۴۶ و ۱۳۴۷ و ۱۳۴۸ و ۱۳۴۹ و ۱۳۵۰ و ۱۳۵۱ و ۱۳۵۲ و ۱۳۵۳ و ۱۳۵۴ و ۱۳۵۵ و ۱۳۵۶ و ۱۳۵۷ و ۱۳۵۸ و ۱۳۵۹ و ۱۳۶۰ و ۱۳۶۱ و ۱۳۶۲ و ۱۳۶۳ و ۱۳۶۴ و ۱۳۶۵ و ۱۳۶۶ و ۱۳۶۷ و ۱۳۶۸ و ۱۳۶۹ و ۱۳۷۰ و ۱۳۷۱ و ۱۳۷۲ و ۱۳۷۳ و ۱۳۷۴ و ۱۳۷۵ و ۱۳۷۶ و ۱۳۷۷ و ۱۳۷۸ و ۱۳۷۹ و ۱۳۸۰ و ۱۳۸۱ و ۱۳۸۲ و ۱۳۸۳ و ۱۳۸۴ و ۱۳۸۵ و ۱۳۸۶ و ۱۳۸۷ و ۱۳۸۸ و ۱۳۸۹ و ۱۳۹۰ و ۱۳۹۱ و ۱۳۹۲ و ۱۳۹۳ و ۱۳۹۴ و ۱۳۹۵ و ۱۳۹۶ و ۱۳۹۷ و ۱۳۹۸ و ۱۳۹۹ و ۱۴۰۰ و ۱۴۰۱ و ۱۴۰۲ و ۱۴۰۳ و ۱۴۰۴ و ۱۴۰۵ و ۱۴۰۶ و ۱۴۰۷ و ۱۴۰۸ و ۱۴۰۹ و ۱۴۱۰ و ۱۴۱۱ و ۱۴۱۲ و ۱۴۱۳ و ۱۴۱۴ و ۱۴۱۵ و ۱۴۱۶ و ۱۴۱۷ و ۱۴۱۸ و ۱۴۱۹ و ۱۴۲۰ و ۱۴۲۱ و ۱۴۲۲ و ۱۴۲۳ و ۱۴۲۴ و ۱۴۲۵ و ۱۴۲۶ و ۱۴۲۷ و ۱۴۲۸ و ۱۴۲۹ و ۱۴۳۰ و ۱۴۳۱ و ۱۴۳۲ و ۱۴۳۳ و ۱۴۳۴ و ۱۴۳۵ و ۱۴۳۶ و ۱۴۳۷ و ۱۴۳۸ و ۱۴۳۹ و ۱۴۴۰ و ۱۴۴۱ و ۱۴۴۲ و ۱۴۴۳ و ۱۴۴۴ و ۱۴۴۵ و ۱۴۴۶ و ۱۴۴۷ و ۱۴۴۸ و ۱۴۴۹ و ۱۴۵۰ و ۱۴۵۱ و ۱۴۵۲ و ۱۴۵۳ و ۱۴۵۴ و ۱۴۵۵ و ۱۴۵۶ و ۱۴۵۷ و ۱۴۵۸ و ۱۴۵۹ و ۱۴۶۰ و ۱۴۶۱ و ۱۴۶۲ و ۱۴۶۳ و ۱۴۶۴ و ۱۴۶۵ و ۱۴۶۶ و ۱۴۶۷ و ۱۴۶۸ و ۱۴۶۹ و ۱۴۷۰ و ۱۴۷۱ و ۱۴۷۲ و ۱۴۷۳ و ۱۴۷۴ و ۱۴۷۵ و ۱۴۷۶ و ۱۴۷۷ و ۱۴۷۸ و ۱۴۷۹ و ۱۴۸۰ و ۱۴۸۱ و ۱۴۸۲ و ۱۴۸۳ و ۱۴۸۴ و ۱۴۸۵ و ۱۴۸۶ و ۱۴۸۷ و ۱۴۸۸ و ۱۴۸۹ و ۱۴۹۰ و ۱۴۹۱ و ۱۴۹۲ و ۱۴۹۳ و ۱۴۹۴ و ۱۴۹۵ و ۱۴۹۶ و ۱۴۹۷ و ۱۴۹۸ و ۱۴۹۹ و ۱۵۰۰ و ۱۵۰۱ و ۱۵۰۲ و ۱۵۰۳ و ۱۵۰۴ و ۱۵۰۵ و ۱۵۰۶ و ۱۵۰۷ و ۱۵۰۸ و ۱۵۰۹ و ۱۵۱۰ و ۱۵۱۱ و ۱۵۱۲ و ۱۵۱۳ و ۱۵۱۴ و ۱۵۱۵ و ۱۵۱۶ و ۱۵۱۷ و ۱۵۱۸ و ۱۵۱۹ و ۱۵۲۰ و ۱۵۲۱ و ۱۵۲۲ و ۱۵۲۳ و ۱۵۲۴ و ۱۵۲۵ و ۱۵۲۶ و ۱۵۲۷ و ۱۵۲۸ و ۱۵۲۹ و ۱۵۳۰ و ۱۵۳۱ و ۱۵۳۲ و ۱۵۳۳ و ۱۵۳۴ و ۱۵۳۵ و ۱۵۳۶ و ۱۵۳۷ و ۱۵۳۸ و ۱۵۳۹ و ۱۵۴۰ و

اقدام نمود و آنروز از شراب بنیبران بخرع نمود آنحضرت در ادب فرمود و یاران ششیم و ملامت نمودند  
 درین میان عمر بن خطاب رضی الله عنه اورا لعنت کرد و آنحضرت فرمود ای عمر لعنت کن و اگر او خدا و رسول  
 دوست میدارد و این بنما معلوم میشود که اصل محبت با آنکتاب مصیبت فی الجمله جمع میگردد و نعم محبت کامل است که بخوا  
 و اتباع بوجه صریح ان المحب المصیب مطیع و مومن بن محبت خدا و رسول موصوفه است چنانکه ایمان کامل ناقص میباشد  
 محبت نیز کامل و ناقص میباشد انتی قال الخاطب یہاں جو کوئی ایک مالروئی کو چاہتا ہی تو کسی بڑی بڑی پی  
 رکھا کر سکی کہ دہری جاکر و انہی گناہ کر بخینہ ایکو بہر و اسرا ہی کیونکہ وہ جانتا ہی کہ او سن ازاد کیو پی سیری ضح بکائی  
 بہلا حبیب عییا ازاد کیو خلاف وضع اپنی نہ بہاوی تو حضرت امام اپنی مخالف وضع کو کس طرح دوست کیکن  
 امام کی محبت تو سب سے صحیح ہوتے جب کوئی حکم شریع کا نا اجد اپنی کفر و بدعت کو چھوڑ دی کسی میرزہ  
 مخالف شریع کی پیروی اختیار نہ کری حکم خدا و رسول کا صاف صاف بیان کردی اقول بنیستین و الخاطب انفا  
 قند کر قال الخاطب انکی اولاد کی تنظیم سب ہی یادہ بجالاوی اقول بنیستین اگر مخالف انصاف از دست نہ  
 و بموجب روایات خود عمل ناید قندار اہلبیت نبوت را واجب ہے لازم شمارد و آنحضرت اشفیق کلام باری انکار  
 و طبقہ سادات عظام و اولاد ائمہ اطہار صلوات اللہ علیہم اوجب العظیم و التکبیر و اند و از ارتکاب بدعتی شان  
 بر ہم خود در حقیر و قومین آنہا نکوشد و حدیث نبوی صلعم اگر ہو اولاد ای صاحبون للہ الطاہرون بنظر  
 دار و بوجہ سواد اعتقاد سادات ذوی الاحرام جناب شیخین بنظر حقارت و رد شان ننگر و چنانچہ عبد البر و  
 سناوی فی فیض القدر شرح جامع صغیر سیوطی آورده اخافونی بضرة الهمزة واللام ای کو نا خلفان فی  
 اہل بیتی علی وفاطہ و ابیہما و ذریہما فا حفظوا حق فیہم و احسنوا الخلفاء علیہم باعظما  
 واحذر امہم و قصہ صوم و الاحسان الیہم و وقہ قدیم و التجاوز عن سبتہم قال لا اسئلک علیہ  
 لا جوا لا لودہ فی القرب قال لودہ اللغوی و نا اجمہ بہ ص ای عوامہم بکلا ابتداء و ترک الاشباع  
 لا یفیع فانہ ثبت حدیثی معین امیر شیخ عرج کہ الذریۃ فالقیح علہ لادانہ و قد منع  
 بعض العلماء علی الصدقات بعض الاسراف لکونہ دافضیا فرا تلتک لللیلۃ ان لقیامہ قہ قاست  
 و صنعتہ فاطمہ من الجواز علی الصراط فشا کما انہا فشا فقلت منع ولدی زرقہ فاعتل بانہ

یسبب الشیخین فالت فاطمة الیهما فقالا تو خداوندی قال لا فایلتنه صد عورانی حکایت ده  
 طویله انتھی قال القاطب یعجب بحسبت ہی هزارون روی بی حکم خدا و رسول کے اینست مٹی یعنی امام بارہ  
 اور برک بانس یعنی تغزین میں چو پٹ کرتی ہیں اور سید و نکو دیکتی ہیں کہ پوٹی ٹوٹی مکانیں پڑی ہوئی قاتے  
 کیچتے ہیں کیونکہ نمود و دست ایسی ہی چاہیں خاک میں ملا دیں اور برک بانس میں لگا دیں ہر فرزند سید کو  
 ندین نکلا دیں اقول یہ سنتیں انچا فادہ نمودہ مدفوع است بچندہ اول انکہ اہل سنت جماعت بصرف  
 سببنا خطی بنی خانہ ہارخشت و گل طیار کردہ اند و جو بنی خانہ و دیگر مکانات محفل میلاد شریف می کنند  
 و سہ ہار و پیدہ تیشیم شیرینی و انعام خوانندگان مولد شریف خرچ می سازند و بحال افلاس سادات ذوی الاحترام  
 کہ مراعات شان اپنی بخدمت افادات مقدس خود قرار دادہ تو بھی نمی آند و برای عمل مولد خواہاں  
 نمودہ اند فاجواب الجواب چنانچہ صاحب فتاویٰ سیف مسلول مندرجہ رسالہ خاتم الامم صفحہ ۲۸ و ۲۹ فرماید  
 نمودن محفل مولد شریف بتعین یوم ایست کہ قسطلانی در ذہب الہدیہ نوشتہ گفت ابن جزیری کہ ہر گاہ ابو  
 کافریہ در فوم آن قرآن نازل شدہ بسبب شئی گردن شب مولد بی صلح و عذاب تخفیف یافت پس چہ باشد  
 حال مسلم و حدیث است آنحضرت صلعم کہ خوشی کنند بولد و خرج کند و محبت و انچہ ہمہ قسم بخیرم کہ بخواد بود جزا  
 ہوا و خدای کریم گریم کہ وائل خواہ فرمود و او را افضل عمیم بچات نعیم و اہل اسلام ہمیشہ محفل میکنند ہر روز مولد ولید  
 می سازند و در شبہای اول تصدق میکنند با انواع صدقات و اظہار سرور میکنند و دیکہا زیاد و میسازند  
 و بخواندن مولد کریم اتمام مینمایند و از برکات او ہر گونہ فضل عظیم را و شان ظاہر میشود و تحریر کردہ شدہ از  
 نیاصر کہ ابان است در آن سال و نوید است بعجلت حصول مطلوب بقدر حاجت کند بریکہ شبہای مولد مبارک را  
 عید سازد تا کہ صبح بخیرت رسد بریکہ و در دل و انکار باشد تا اینجا و اسباب نیہ ترجمہ نمودہ شد و محمد بن علی  
 در سبل الہدی و الیشاد و انفاظ ابو انجیر سخاوی نقل کردہ کہ عمل مولد شریف بعد قرون ثلثہ پدید آید ویدہ از ان بعد  
 اہل اسلام در سایر اطراف و شہرہای کالان ہمیشہ در شہر مولد مجالس مکنہ طعام و صدقات و اظہار سرور و زیارت  
 و نیکہیا و بہنام بخواندن مولد کریم کردہ می آیند و از برکات او بر او شان فضل عظیم ظاہر شود و از ابن جزیری  
 نقل نمودہ کہ ابانست در آن سال و نوید است بعجلت حصول مراد و از ابن کثیر نقل نمودہ کہ صاحب رتل

در پنج الاول محفل بود کمال تکلف می نمود و این وصیه برای او مولد تصنیف کرده و اما آن زبان عمل  
 کرده اند که از ایشان حافظ ابو شامه و ستاد نووی است این بجزی گفت نیست بران مگر نعم شیطان  
 و ضعیفی ایمان علامه بن طبریز گفت محبان بنی محترم در خوشی مولد و بیهوده ساخته اند و در قاهره و اما و شایسته  
 ابن فضل و ستاد ابو عبد الله بن علی بن ابی طالب و جمال الدین بنی و یوسف بن علی الشافعی و یوسف بن ابی موسی الرضوی  
 و صاحب جلال الهندی و اشرار و اقلات این کتاب و خوش گردید بنی کریم صلعم و تاکید بران در مناجات بیان  
 گفت که امام بطاح در فتوی نوشته که درین شب جمع کردن مردمان و خوانیدن آنچه جایز است خوردن آن  
 و شفا و ایندن آنچه جایز است شتودن آن دادن بخواننده در خوشی مولد بنی کریم صلعم این همه جایز است و بکننده  
 آن ثواب بر قصد نیکی خاص نیست بفقرا مگر در فقر ثواب داده است حتی دیم اگر خدمت مساکین سادات  
 عظام آنچه در ماه حرم احترام و غیر آن از طرف سادات ذوی الاحترام و مومنین خالصین بطریق آید از غایت  
 شهرت مستحق از بیانت و احدی را مجال نگار آن نیست بلکه فی الاصل انفقوا بحال مسایب جناب خاندان علیا  
 علیه السلام و الشانچه که او صاف خدمت گذاران سادات عالی درجات گردیده باعث بسی امور خیر گردد و چه میدم آنکه  
 بناساختن امام باقر علیه السلام است مباح و در نتیجه ایست برای گریه و بکا و گریه و مصایب جناب امام حسین  
 علیه السلام پیغمبر خداست کامرانی او در نور الانوار نوشته که لا یتروا الواجب الا بیه و واجب پس صرف زور  
 در تفرقه داری و تفرقه ایلام با رده داخل عبادت است نه شامل اسراف کار نعم المخاطب قال المخاطب و راسیات  
 سبیه که اگر دین بین کس است و مباح کی گزنی ی که قباح شرعی لازم آوی تو اوس سنت او مباح کا  
 چنانکه لازم و تفرقه ای اقول فیستعین آنچه افاده نموده ناشی از تبلیس المیس است چگونه میتواند شد که از سنت  
 پیغمبر صلعم قباح شرعی لازم آید هذا بهتان عظیم و ظاهر کمال الظهور و من لم یجعل الله ذرا  
 ذره من نور و مباح در حالت قباح شرعی مباح نمی ماند اگر کوئی که مراد از لفظ سنت سنت  
 خلفای اربعه سلف است که گاهی بر این هر دو معنی اطلاق کرده میشود گویم اولاً معنی متبادر از لفظ سنتین  
 مقام سنت پیغمبر خداست و مسمی خلفا و طریقه سلف است متضمن بسبب مفسده است و لن یصلح  
 العطاء ما افسد الله و روحی آنهاست قال المخاطب چه جای اوس خبری که جسکی شرع بین

کچھ اصل ہوا قول و بنستیں اصل تغزیہ و شرع ثابت است کہ ذکر قال مخاطب الغرض اگر تغزیہ  
 بنانا اصل شرع میں مباح ہو تا تو ہی اب حرام ہو تا کسو واسطے کہ تغزیہ کی سبب بڑی بڑی گناہ ہونی لگے  
 اور شیطان کا بازار گرم ہوا قول و بنستیں انچہ افادہ مذکورہ تختہ پیش نیست و نہ از تغزیہ داری حدیث  
 اور بخیر اجر ایافتہ و نبندی از ان سابقا بعرض بیان آئندہ فلاح کن منافع فلاحین قال مخاطب و انکم  
 کہو لو ہوش سہما کو کہ بگناہ زندہ ہی جس کی یہ حال ہے کہ جتنی حرام کار سال بہرین اپنی مراد میں باقی ہیں تغزیہ کی  
 بدولت اس قدر دس ات دن میں کاتی بن قول و بنستیں لغتہ آمد علی الکاف میں فاسقان علیان و  
 شاہان بازار کی غیر از نہ کاری کاری ندارد از غرہ محرم الحرام بدولت فرزند حضرت خیر الانام از غنا و زنا  
 دوری جستہ تا ناخ سینہ فرہم ہرگز ہرگز گرد این افعال نار و انمیک و نہ فغلا عن المؤمنین قال مخاطب  
 بیگانی جوان مرد و عورت کا یکجا جمع ہونا کہیں عقل اور شرع میں درست ہی او یہاں جب کثرت ہی ہو جا  
 ہو تا تو مرد و عورت کا بدنسہ بدن لنا ضرر ہو تا قول و بنستیں حق زن ان اشرف و محفل مردان کہ  
 کذب بہتان است و اگر احیاناً از ان جو ام بجای رفتہ باشند و شانرا ہند یہ باید کہ حالت تغزیہ و شرع  
 قال مخاطب قبول کیا کہ تمہاری عورتیں نیکی بخت میں مگر جب کم بخت چھوڑیں قول و بنستیں  
 قبول کیا کہ تمہاری عورتیں نیکی بخت میں مگر جب بد بخت چھوڑیں چنانچہ اکثر واردات میں ہم بقدر زیارت  
 قدم شریف بمقام شاہچمان آباد و جندہ شاہچمان پور و چلہ امر و سہ جلوسہ طہو پڑیفتہ قاعدہ و ایسا  
 اولی الا بصار قال مخاطب اب یہاں سوچو کہ اگر تیسے کوئی کہی کہ اپنی عورت کو جو بہر بیان ہون نماز  
 جماعت میں عشا کی وقت بھیجا اور وی سکی و چھ مسجد میں نماز جماعت پڑھ کر سلام بھیجتی ہی چلی جاوے کہ کو  
 معلوم نہ ہو کہ کون آیا کون گیا تو تم کوگی ایسی بات میں ناک کٹ جاتی ہی اور اشرفی بی بیان کہ میں  
 مرد و عورتیں باہر نہیں آتے ہیں سووی تغزیہ کی دفتو میں نرسات بہر سزا روں آدمیوں کی رو بہر دھن چار  
 طرف و شنی ہو رہی ہی اور سب لوگ اچھی بری کا فرسلمان ہو جو میں تمہاری بہو میں بیابان ہوتی ہی  
 اتہ ملای کنہ ہی سی کند ہار گزنی کیلئے خزانہ زیارت کی بہانی پڑی پڑتی ہیں اور بعضے قرم ساق اپنی سات  
 ہی لیکر نکلتی ہیں بہلاہم تیسے پوچھتی ہیں کہ یہاں وہاں کازومات کی ہو جاتی ہی کہ کاکام نہیں کھتی یا وہ سہا سہا



کہ قیامت تک کوئی یا حوج ماجوج نہیں اگر اسکتا کیون نہو خداوند جو تیری نیرت بکری اسکی ایسی ہی  
 بہترتی چاہتی ہے جو تیری در سے آشنا نہواہ مثل سگ اوسکو در بدر دیکھا اہ قول بہستعین بہین  
 بیٹیان تنہاری ہیں جو ہزار دن آدمیو نہیں کندی سے کند ہار گرتی کیلہ خزانہ زیارت کی بہا قدم ساق  
 ساتھ لپی پیرتی ہیں زیارت کا جسٹی شریف کی بہا ناہی مقصود اصلی در وصل ہاتھ مین لانا ہے  
 فرا شرا و صد ہا عورت اپنی ہر صاحب کی عنایت سی بشرف حمل ممتاز ہوئیں تو جو باطنی سبب کہ  
 پایا پر سلسلہ پیری مریدی طریقہ بی جا بی ہاتھ سخی تیرا آفرین صد آفرین در سلسلہ پیری کا کہ بالبدلت ہدایت  
 اور زمانہ آنحضرت صلعم اور صحابہ مین رواج اسکا نہیں تھا باوصف ششٹل ہوا ایسی خرابیوں کی بخور  
 اور کسی عالم نے اسکی انقطاع مین ایک سالہ مختصر ہی تجویز کیا فاعتبر وایا اولے الابصار  
 قال الخاطب اور بڑا گناہ خانہ جنگی ہے وہ ہی تفریق کی سبب کہ ہوتی ہی محرم کی سپاہی مشہور ہیں اور محرم  
 کی بدلت جبقتل شہر لکھنؤ مین ہوتا ہی سبب جانتی ہیں رس روز کے قصی قضی اپنے دان  
 محرم پر اودھا کرتی ہیں قول بہستعین فاضل دہلوی در رسالہ الشہادتین آدرودہ داخج الحاکم  
 وصحیحہ عن ابن عباس قال وحی اللہ تعالیٰ محمد صلعم اتی قلت یحییٰ بن نہ کریا سبعین  
 الفنا وانی قاتل بابن بنتک سبعین الفنا وسبعین الفنا ازہین جاہست کہ مخافان ایست  
 درین ایام زیادہ تر سبزی خود ہا سیرند و در شہر لکھنؤ جسے اللہ عن الفتن نام خانہ جنگی بشرف محرم حکم  
 عطا دار دہلکا اولیا مخالف خوف دست درازی و زبان درازی علوم بخانہ ہا متواری میشو بعض  
 ترک سکوشتا رہ در نمودہ بقصبات قریات قرب جو ارا انتقال غنائی قال الخاطب و قطع نظر گناہ  
 کفر اور شرک کیا کم ہوتا ہی کہ ہزار دن خلقت تغریہ کو سجدہ کرتی پیرتی ہیں راوسکی گی کڑی ہو کہنت مراد  
 مانگتی ہیں کوئی واہی اسبات پر سہر نشان چڑتا ہی کوئی جاہل عرضی لکھنؤ پر کائنات مین لگتا ہی کوئی بوجہ  
 ربانی ہی ہوتا مانگتا ہی اور بعض حق اوس لکڑی کیا چون پر کہ جسکو گرمی نہ سردی ازمین جان ہر ایک  
 موہر چہل اپنی گنگا پر شاد کی طرح کالکا کی مورت پر سی مکینان لگتا ہی علی ہذا القیاس من بہت رسوما  
 کفر کی ہوتی ہیں اگر ان سبکبایان کیجئے تو ایک بحر طویل ہی قول بہستعین خچا فادہ نمودہ مدفع است



صرف به کار چون اینقدر گفتم او بماند هیچ نتوانست گفت انتی چهارم آنکه بر تقدیر تسلیم بود آنها را اراده تعظیم بود  
 نه باراده عبادت پس موافق اکثر علما موجب تکلیف و باعث لوم نباشد و رکافی که از کتب معتبره و فقه حنفیه است  
 گفته ذکر الله الشهیدانه لا یکفر لهذا السبوح لغیر الله لانه یرید به التحیه دون العبادۃ  
 و شرح اشباه و نظائر گفته اکثر هم هوای السبوح علی وجوه ان اسراج به العبادۃ لا یکفر ان اسلام  
 به التحیه لا یکفر لا لوم علیه فی ذلک <sup>چون</sup> آنکه بر فرض تسلیم معارض است تجویز بعضی علما اهل سنت  
 سجده را برای پادشاه هم جاهه اکبر پادشاه صاحب تاریخ بدایونی که از علما اهل سنت است در منتخب التواریخ  
 آورده که قاضی نظام بخشی بقب بقاضی خان از ولایت بدخشان است نزدیک کوهی که کان لعل دارد و  
 در علوم کتب شاکر و مولانا عصام الدین ابراهیم است و پیش ملا سعید استفاده کرده و از تصوف چاشنی  
 و بهره تمام داشته و در طریقت مرید مخدومی اعظم شیخ حسین خوارزمی است و طفیل خدمت اهل معنی اعتبار  
 صورت هم حاصل کرده بود دیگر تبه که در بدخشان داخل مراد بود و چون بهند آمد در ملازمت پادشاه  
 رعایت بیشتر از اندازه یافت او را اول قاضی خان بعد از آن غازی خان خطاب اند و ضعیف زبان  
 خوش تقریر بود و تصانیف معتبره دارد و از انجمله در اثبات کلام و بیان ایمان و تحقیق تصدیق تشریح  
 عقائد حاشیه اردو و در تصوف سائل متعدد و تصنیف و تالیف نموده بهین بهفتا و ساگی در آورده و در  
 هند و نو و در حجت حق پیوسته و لیکله اختراع سجده پیش پادشاه کرده و در فتح پور او بود و ملا عالم  
 کابلی مجسمه می گفت درین که اختراع این امر شد انتی کلامه و این رسم در خاندان علییه عالییه میجو تا جلوس  
 پادشاه هم جاهه شاه جهان پادشاه انا لاسد بر لانه بر اورنگ سلطنت جهان بانی ستم و جاری بود و ابو طاهر  
 در شاه جهان نامی گوید نظم درین خاندان شریف رسم بود به بنگام تعظیم شاهان سجود به پادشاه  
 روشن حق پرست به هماندم که پشت شاهنشاهی شست به لبش در فشان شد باین حکم باز به که از  
 مردم کند استرا از به پادشاه با حق بجست اشتراک به که سجده بود خاص بزدان پاک به رسانند از به  
 دولت به عرض به که تعظیم این دو دمان است فرض به اگر شاه او سجده دارد با به زمین پس آنند مردم  
 به زمین بوس اسر و خوشناس به پذیرفت آنتم بعد التماس به زمین بوس تا مستحبه با خود به

نگردد بنیان قبر تھوڑا کہ لب ارسا نند بر پشت دست بہ نسا ز درخ از خاک جانی نشست  
 زمین بوس اینرا ز اہل حال بہ نساوات وار باب فضل و کمال بہ گوشہ نشینان آئینہ صاف بہ نمود  
 از رہ قدر وانی معاف بہ وار بہ عجیب تہ آنکہ بشیرین غیاث مرہبی کہ در فقہ شاگرد ابو یوسف قاسم  
 صاحب ابو حنیفہ بود قال است باینکہ جو شمس و کفر نیست یا قوت حموی در کتاب معجم البلدان سیکنہ  
 بشیرین غیاث المرہبی صاحب الکلام مولی زید بن الخطاب خدا الفقہ عن ابی یوسف صاحب ابی حنیفہ  
 ثوابت نقل بالمکلام و جرح القول بخلق القرآن و حکم عنہ اقوال شنیعہ کقولہ ان السجود  
 للشمس القمر لیس بکفر انھی ششم آنکہ از سجدہ کردن عوام تبار تفریہ چگونہ ممنوع می تواند شد  
 بلاشبہ اگر کسی سجدہ صلح با قبر شریف آنحضرت سجدہ کند آن سجدہ کند کا و فرود شدہ و پیغمبر کے  
 آنحضرت حریفی توان گفت و علماء را ہمین قدر بس است کہ سجدہ کنند کان امتدید تا پندہ اینکہ در پی  
 مانعت تفریہ داری و آیند مگر زبان حقیر مخاطب و رین شہابی گستاخ است چنانچہ مولوی محمد  
 قنوجی مولد خانہ دہلی خانہ را از بت خانہ تعبیر کردہ صاحب غایۃ المرام بچو آب سیفہ را ملال شہادت  
 تفصیل و تفسیق جملہ فقہا و محدثین اولیاء متقدمین و متاخرین تہنیں کے اور امانت اور استحقاق  
 آنحضرت صلح کی ہر اسر مذکور ہی اور اطلاق بت کا آنحضرت صلح کی طرف کیا ہی مولد خانہ دہلی خانہ کو  
 بخانہ قرار دیا ہی جیسا کہ پیشوای اہل خلاف عبد الوہاب فی صنم کہ قبر شریف آنحضرت صلح کا نام کیا  
 جو جسکے چین آئے کی چاہی خدا کو برا کہے چاہی بجناب پیغمبر صاحب کی بی ادبی اور گستاخی کرے  
 کوئی پوچھنی والا نہیں ہے اگر حرمین شریفین یا دیگر بلاد اسلامیہ میں کوئی مسلمان نہ ہوا کہ بت کو بتا  
 جو دیکتا عبدالحی ساکن نیوتنی نے تھوڑی سی شوخی مکہ میں کے تھی اور صرف اس قدر کہ بت کہ بت کہ خفیہ شافعیہ  
 ماکہ حنبلیہ کو ہم نہیں جانتے ہیں تم محمدی ہیں اور ہدایہ اور شرح وقایہ وغیرہ کتب فقہیہ کو ہم نہیں جانتے  
 ہیں علمای مذاہب اربعہ فی فتوا اسکے کفر کا لکھ کر سبزی وائی تجویزی تھی کہ جب تک قبہ نہ مگر مبتلا  
 چنانچہ فتوا علما کہ شریفہ موجود ہی انتہی چون کیفیت سجدہ کہ امری عظیم بود و از زبان ابن خلدون شریف  
 اکنون دوام باقی ماند یعنی گس لای کہ امر است تعظیم و حاجت طلبی کہ عبارت از استشفاع است

باید شنید اما اولاً پس اگر چه گس را فی فعل عوام است مگر اهل سنت برابر آن شیخ نیز سجد در قنایه الدریه  
شرح الهدایه گفته میجو الخدمه لغير الله تع بالقيام واخذ الیدين والاحتواء الخ  
و در نوادر الفتاوی آورده او کان جالساً لا یقوم لأجل العالم والمتعلم علی وجه الحقارة  
یکض و شیخ عبدالحق در جذب القلوب می فرماید و در وقت سلام آنحضرت صلعم و وقوف در آنجا  
با عظمت دست راست بر دست چپ بنهد چنانچه در حالت نماز انتهی و در رساله غایت المرام صفحه ۷  
نوشته اند نجاست که سایر فضلای کرام و علمای اعلام دار السلام مکروه بدین راه و جهالت شرعاً بر استحسان استنجاب  
قیام وقت ذکر مولد شریف فتوا داده عمل آن را و جهل کتابت حدوث دارین شمرده اند چنانچه شیخ الشیوخ  
سید جعفر مدنی رحمه الله علیه در رساله میلادیه فرموده و قد استحسن القيام عند ذکر مولد الشیر  
ائمة ذروایة و رویة فطوبى لمن كان تعظيهم صلعم غاية مراحمه و مر ما  
و شیخ عثمان حسن دیما طلی شافعی مدرس مسجد الحرام در استحسان استنجاب بین قیام رساله بیه  
میفرماید القيام عند ذکر ولادة سيد المرسلين صلعم في جماعة مولد الشريف تعظيماً له صلعم  
امر لا شك في استحسانه و ندبه يحصل الفاعله من الثواب الحظ الاوفر والخير  
الا کبرانهتی چون مور تعظیم از قسم قیام و اخذ بدین وانحنا و غیره برای غیر خدا جائز باشد بر کامل  
فاعل قیام وقت ذکر مولد شریف حصول ثواب به ثبوت پیوست پس گس را فی نقل قبر شریف جناب  
امام حسین که دلایل جواز نقل نبندی شنیده باقی در فصل ثالث خواهی شنید بلاریه جاز نور و خوا بود  
اما نیا پس یا نشانی که اولاً مرکب مؤثر این قسم عوام میباشد و خواصل ایشانرا تهدید نمی نمایند اینها عوام نیز  
تقریر جناب امام حسین فرخواست انجام مطبله نمی نمایند بلکه جناب ابی عمر اسمعیل بن محمد و آل الامام موسی  
سطالب مقاصد خود را می نمایند و آن مکان ابو جود موجود بودن نقل ضیح و تذکار جناب خاسر آل عبدا  
قابل دعای پندارنده نه یعنی هیچگونه مستلزم شناعتی نیست چه در ترجمه صواعق محرقه نقل اصح بخاری آورده  
که هر روز وقتی که خطبه حکم بارانی می شد بر عباس فرموده است تقاینمو و میگفت اللهم انک انت تسئل الیک  
در بیان اصحاب صلعم اذا قلنا فستقینا وانا نقول تسئل الیک نعم بیئنا فاستقنا بار حید ایا

ما قبل این بنی خدیجه و محمد صلوات الله و سلامه علیه متوسل می شدیم در ایام قطی پس تشفاعت انحضرت  
 باران عطا می نمودی بآل حال عیسی و عیسی و عباس خراسیله می ساریم و امید عطاران باران بدرگاه تو  
 داریم بعد از آن خدای تبارک تعالی رحمت بی نهایت مرحمت فرمود و اتمی ثالثا بطریق تنزیل و  
 تسلیم می گوئیم که اهل سنت فقره یا شیخ عبدالقادر جیلانی شینا در وظیفه مقرر کرده برای آن خراسانی  
 و در باب سرعت اجابت و عاقل کرده اند و مولوی فضل رسول بدایونی در رساله خود بچهارین رو  
 اصرار دارد و فالحی الجواب انما بکبر فرض و تسلیم می گوئیم که شیخ عبدالحق در مدارج النبوة صفحه ۳۳۳  
 نوشته که ابو جعفر امیر المومنین مناظره کرد امام مالک را در مسجد رسول پس فرمود ایشان امام مالک  
 رحمه الله علیه است کن و از خود را با امیر المومنین در مسجد زیر آری که حق تعالی او را بختیست قومی و گفته  
 لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی لایه و مرج کرده است قومی دیگر و گفته است ان الذین  
 یغضون اصواتکم لایه و مرج کرده است قومی دیگر و گفته است ان الذین ینادون من وراء  
 الحجرات لایه و بدستی که مرست و غرت رسول بعد از فوت پیغمبر است او در حالت حیات  
 پس زاری کرد و خاموشی کرد ابو جعفر بعد از آن گفت ابو جعفر یا اباعبدالله در و عار و قبیل آدم یا  
 رسول خدا صلعم گفت مالک چرا روی میگردانی از حضرت وی صلعم و حال آنکه وی وسیله است و وسیله  
 پدید تو آدم صلی الله بر ذریه است و روی از بوی و شفاعت طلب این از وی اتمی و تشفاعت  
 بحاجت امام حسین بفا و حسین و امانه تشفاعت بحضرت رسالت مآب صلعم است فافهم و استغفر  
 خاصا در کتاب کشف الغطاء عن احوال الموتی مرقوم است اما استمداد با اهل قبور و غیر ذلک با صلی الله  
 علیه و سلم یا غیاث انبیاء علیه السلام منکر شده اند از بسیاری از قصا گویند نیست زیارت بگریم بر اینان  
 نفع با موت بدعا و استغفار و قابل گشته اند بآن بعضی از ایشان ظاهر است که از قصا آبا ناکا و  
 بسمع و ادراک میت از قابل بخوارند و آنرا ناکه منکر اند آنرا نیز انکار کنند و آن امر کیست ثابت و  
 نزد مشایخ صوفیه از اهل کشف و کمال یا آنکه گویند اکثری را فیوض فصوص از روح رسیده امام شافعی  
 گفته که قیر امام موسی کاظم تریاق مجرب است و اجابت دعا و حجت الاسلام گفته هر که استمداد کرده شود

بوی و حیات استمداد کرده بوی بعد از حیات و امام رازی گفته چون می آید از نزد قبر حاصل میشود نفس او را  
 تعلقی خاص بقدر حیات آن نفس صاحب قبر را بسبب این در تعلق حاصل میشود میان هر دو نفس مقابل استعدادهای  
 و علاقه مخصوص پس اگر نفس مفرق قوتیر باشد نفس اینست تقیض شود و اگر عکس بود بر عکس شود و در هیچ  
 مقاصد و اگر که دفع یافته می شود و زیارت قبور و استعانت بنفوس خیر از اموات بدرستیکه نفس غایبه  
 تعلقی هست به بدن بپوشی که دفن کرده است در آن پس چون زیارت می کنند زنده آن تربت را متوجه میشود  
 بسوی نفس میت حاصل میشود میان هر دو نفس ملاقات و فائضات و اختلاف کرده اند و آنکه امداد و  
 قوی تربت از امداد میت یا عکس مختار بعضی ثانی است و درین باب بعضی روایت میکنند که فرمود آنحضرت  
 صلوات الله علیه و سلم چون بپوشید شما و را سو بعضی بر آن کار پائین مد و جویید از صاحب قبور شیخ اجل شرح  
 مشکوٰه گفته که یافته نمی شود و کتاب سند و احوال سلف صالح چیزی که مخالف و منافی این باب است  
 و روکنیدن او یا بحدی که از آنکه ثابت شد که روح باقی است و او را تعلقی خاص با جزار بدن بعد از وفات  
 از وی و غیر کیفیت وی نیز هست که بدان علم و شعور بر اثران قبور و احوال ایشان در او و ارواح مکل  
 که در حین حیات ایشان بسبب قرب کائنات و منزلت از رب الغزت کرامات و تصرفات داشتند  
 بعد از حیات چون بهمان قرب باقی اند و تصرفات دارند چنانکه در حدیث تعلق کلی بجمده داشتند یا بیشتر  
 از آن انکار استمداد را و جوی هیچ نمی ماند مگر آنکه از اول مرگ شوند تعلق روح را ببدن بالکلیه و بجمع  
 وجه بعد وفات و زوال علاقه حیاتی و آن خلاف منصوص است و برین تقدیر زیارت  
 و رفتن بقبر بهمه لغو و بیهوده آن مری دیگر است که عامه اخبار و آثار و احوال برخلاف آنست  
 و نیست صورت استمداد و نگه بپوش که محتاج طلب کند حاجت خود را از جناب عزت است  
 بتوسل بر و عانیه بنده مقرب مکرّم درگاه والا و خداوند بزرگوار این بنده که تو رحمت و اکرام  
 کرده او را بر آورده کرد آن حاجت مرا بیا که آن بنده مقرب مکرّم را که ای بنده خدا و ولی و  
 شفاعت کن مرا و بخواه از خداوند تعالی مطلب مرا اقتضا کند حاجت مرا پس نیست از میان  
 مکرّم و سبیل و قادر و معطی و مستول و پروردگار آنست تعالی شانه و در وی هیچ شائبه شرک نیست

چنانکہ منکر و ہم کردہ و آن چنان است کہ توسل و طلب عارضہ الحان و دوستان خدا و حالت حیات  
کنند و آن جائز است باتفاق پس این چرا جائز نباشد و فرقی نیست و ارواح کاملان رحیم حیات  
و بعد از حیات مگر تیری کان شرح و بسط این بحث چند در شرح مشکوٰۃ است خصوص باب  
حکم ابری کہ آنجا دو تحقیق دارد سیوطی و شرح سعد و نیز مفصل فرمودہ و سرہ احادیث باتقدیر  
نمودہ انتہی سادہ و کتاب ظہر العجائب تصنیف فاضل متعصب مرقوم است استعانت و قسم پر  
ایک بطور استقلال کہ مستعین استعان کو اصل شکلات میں مؤثر حقیقیہ یا او سکو کارخانہ قدرت میں  
شریک و درخیل سمجھاؤس حاجت چاہی یہ بلاشکر شریک ہی مدو چاہنی روحانیات فلکیہ آفتاب  
ماہتاب کو اکب سی یار و جانیاں عنصر آب آتش خاک باد سی یا ارواح خدیشہ بہوانی سیتلا شیخ سعد  
زین خان سے ارواح طیبہ انبیاء اولیا غوث قطب و دیگر بطور استقلال کہ مستعین استعان کو  
اصل شکلات میں مؤثر حقیقیہ یا او سکو کارخانہ قدرت میں شریک و درخیل سمجھاؤس صرف واسطہ العرض جانے  
کہ یہ خاصان خدا میں انکی عرض جناب قدس الہی میں متوقع القبول ہے یہ بلاشکر است ہی تعلیم احکام  
وین اور تہذیب نفس وغیرہ انبیاء اولیا و ستاد پیری مدو چاہنی ان و نون استعانت کی تفصیل فتح الغرر میں  
یون ہی کہ استعانت بغیر خدا اس طور پر کہ او اس غیر پر اعتماد کلی ہوئی اور او سکو عون الہی کا مظہر بنانے  
حرام ہی و اگر التفات محض حق کی جانب ہی اور او اس غیر کو عون الہی کا مظہر سمجھاؤس استعانت ظاہری  
کرین دو عرفان سی نہیں انبیاء اولیا ہی اس قسم کی استعانت غیر سی کرتی آئی لیکن حقیقت میں استعانت  
بجدا ہی پہر اوسی تفسیر میں حوالہ تحریری کہ ایک استعانت اس قسم کی ہی کہ او میں اصلاً استقلال کا  
توہم متوہم نہیں شریک کی نزدیک نہ وحد کی نزدیک سی ہو کہ جانیکو کما نا کما ناپیاس بجا جانیکو یا  
پیاراحت لینے کو سایہ میں بیٹھنا مرض کو نیکو علاج کرنا معاش کے تلاش کو اور اسلاطین پاس نا  
و علی ہذا القیاس پس اس قسم کی استعانت بلا اگر است است ہی کہ حقیقت میں یہ استعانت ہی نہیں  
اقول ہی یہ بات کہ انبیاء اولیا وغیرہ سی موت کی بعد ہی استعانت جائز ہی یا نہیں ہیں اس میں علما کا  
اختلاف ہی بعضی کہتے ہیں کہ انبیاء کی سوا کسی سے استعانت درست نہیں و بعضی کہتے ہیں کہ درست



چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی شکوہ کی عربی شرح میں فرماتی ہیں کہ اما الاستعداد باہل  
القبور فی غیر الانبیاء علیہم السلام فقد انکرہ کثیر من الفقہاء واثبتہ لمشائخ الصوفیہ  
و بعض العلماء اور بعضوں نے نزدیک استعانت انکار میں انبیاء اور غیر انبیاء یکساں میں چنانچہ  
اربعین مسائل میں ہے کہ ہر گاہ انبیاء کا استثناء اس وجہ سے کہ عالم برزخین شہید کی طرح انکی یہ حیات  
ابدی ثابت ہے تو یہ وجہ نہیں اس واسطے کہ میدان و روٹان کی حیات میں تامل نہیں دنیا کی حیات کے  
احکام اور بین اور عقبی کے حیات کی احکام اور شیخ دہلوی مقدم الذکر شکوہ کی فارسی شرح میں فرماتی ہیں  
کہ ظاہر آنست کہ آنانکہ قائل بسبع وادراک میت اند قائل بجواز استعانت اند و آنانکہ منکر اند این اینز  
انکار کنند اقوال اثبات سماعت و امتناع سماعت کی اوجماع مالہ و ما علیہ کتب فن میں موجود ہیں اور  
حق یہ ہے کہ جس آیت یا حدیث میں سماعت ثابت نہیں اوس سے روح کا سنا مراد ہی نہ دہر کا سنا  
اور جس آیت یا حدیث میں سماعت ثابت نہیں اوس سے دہر کا سنا مراد ہی نہ روح کا سنا لہذا عقائد  
دہلوی نے اپنی تفسیر موضح القرآن میں اسی امر پر فیصلہ فرمایا باین عبارت کہ مردکی روح سنتی ہے  
اور قبر میں پڑا ہی دہر وہ نہیں سنتا انتہی لفظ الشریف اس تقدیر پر استدلال بانبیاء و اولیاء بشرطیکہ علی  
سبیل الاستظلال ہونہ بطور استقلال حیاء و میتا درست ٹھہرا غایۃ الامر کہ خواص کے حق میں بکراہت  
درست ہی کہ وہ استقلال و استقلال کے معنی بخوبی سمجھتے ہیں اور عوام کی حق میں بکراہت کہ وہ استقلال  
اور استقلال کے مفہوم ہی بخوبی واقف نہیں فتامل فیہ فان هذا البحث من مزال لفقہیہ  
فضلا عن السفیہ انتہی کلامہ این عبارت چنانکہ می بینی اول دلیل است براینکہ استدلال  
بطور استقلال از جناب شہید کربلا خامس آل عبا علیہ التیمیۃ والثناء جائز و درست است ہوا المقصود  
قال النخاطب اب سچ کہو کہ جسکے سبب ہی ہر قدر گناہ اور شرک ہو اوس سے روح حضرت  
حسین علیہ السلام کی خوش ہوتی گی یا ناخوش اور خدا و رسول راضی ہونگی یا ناراض قول و بیہیز  
تقریر سبب گناہ و شرک نیست العیاذ باللہ اگر کسی مسجد یا قبر یا دار و در آنجا رفع ضرورت بول  
و براز کند آن شخص مرتکب فعل مذکور کا فر خواہ شدہ بہ بالعکس انہدام مسجد لازم آید چنان

اگر کسی باتغزیر رسوم کفر و ضلالت بجا آرد آن شخص کا ذکر خواہ شد نہ کہ تغزیر ممنوع شود و فاعتبروا  
یا اولی الابصار و چون تغزیر داری فی الاصل مباح است و سبب گریہ و بکا است و گریہ در مصائب  
جناب امام حسین علیہ السلام سنت پیغمبر خدا است پس در تغزیر داری رضامندی خدا و رسول خدا  
ظاہر و ہوید است تغزیر بالبدایتہ ارشاد اسلام است **قال الخاطب** فرایمان خداسی ذکر مٹنہ سی تو  
بولو قبول کرو بڑی جاہل ہو جاو اور تم سمی پوچتے ہیں کہ حضرت امام کے تم بڑی دست ہو اور عجبو یا بچو  
امام زادی اور خود امام تہی بہلا بتلاؤ کہ دوازدہ امام میں سے بعد امام حسین کے کسی امام فی بھی تغزیر  
بنایا ہی اور تاشی ڈہول اور مٹہ کتاب و مجلس و مجلس سے بھی کرتے تھے الغرض یہ سب کو معلوم  
کہ اماموں کی وقت تغزیر کا نام و نشان نہ تھا اور وی ہر گز گز کسی کچھ بھی تغزیر کی رسم نہ کرتی تھی **اقول**  
وینتین مدفوع است بچند وجہ اول انکہ جناب ائمہ ہدی صلوات اللہ علیہم عجائب جناب امام حسین  
نمونہ انچنانچہ در کتاب تطاب اخبار الاخران مرقوم است ابن بابویہ بسند ابن ابی عمار و سمری و ثواب  
الاعمال بسند آخر و سمری بن قولویہ بسند ایضا عن ابی عبد اللہ **قال** لے یا ابا عمار انشد فی  
العبدی فی الحسین ابن علی علیہما السلام **قال** فانشد تنہ فبکی فواللہ ما زلت انشد و یہی  
حتی سمعت لباکاء من الدار فقال یا ابا عمار من انشد فی الحسین ابن علی علیہما السلام شعرا  
فابکی خمسين فله الجنة ومن انشد فی الحسین شعرا فابکی ثلثین فله الجنة ومن انشد  
فی الحسین شعرا فابکی عشرة فله الجنة ومن انشد فی الحسین فابکی واحدا فله الجنة  
ومن انشد فی الحسین شعرا فبکی فله الجنة ابن بابویہ بسند خود ابی عمار منشد روایت کردہ در روایت  
کردہ شدہ در ثواب الاعمال بسند دیگر در روایت کردہ است ابن قولویہ بسند خود ابی عمار کہ گفت ابن قولویہ  
کہ فرمود آنحضرت کہ ای ابا عمار بخوان نزد من شعر عبدی را در مثنیہ حسین ابن علی گفت ابا عمار پس خواندم  
پیش آنجناب پس گریست آنحضرت علیہ السلام گفت ابا عمار پس قسم خداست کہ متصل بخواندم آنرا و میگریست  
آنحضرت تا آنکہ شنیدم من آواز گریہ را از خانہ پس گفت آنحضرت کہ اسے ابا عمار کہنے کہ  
بخواند در مثنیہ حسین ابن علی علیہ السلام شعرے پس بگریز یا ندیچا کہ کس را پس بر اسے

اوست بهشت و کسی که بخواند در مرتبه حسین شمرے و بگرایند کسی را پس برای اوست بهشت و  
 کسی که شمرے در مرتبه آنحضرت بخواند و بگرایند کسی را پس برای اوست بهشت و کسی که شمرے در  
 مرتبه آنحضرت بخواند و بگرایند کسی را بهشت بر اوست و کسی که بخواند در مرتبه حسین شمرے  
 پس تکلیف خود را بگیرد آوره گریان ظاهر سازد خود را پس بر اوست بهشت عن ابن بابویه  
 عن احمد الهمدانی عن علی بن الحسین بن فضال قال قال الرضا علیه السلام من تذکره مصابنا  
 و بکی لما ارتکبنا کماکان معنای در جنتا یوم القیامه من ذکر مصابنا بکی او ابکی لم یتبک  
 عینیه یوم تبکی العیون من جلس مجلسا یحیی فیہ امرنا لم یمت قلبه یوم یحیی القلوب  
 روایت است از ابن بابویه که روایت کرد آنرا از احمد بن محمد بن واو از علی بن حسن بن فضل گفت  
 علی بن حسین که فرمود امام رضا هر کس که یاد کند مصیبت ما و بگیرد یا بخواند کتاب کرده شد از او خواهد بود  
 آن گریه کند با ما در چهار روز قیامت و هر کس که یاد کند مصیبت ما را پس بگیرد و بگرایند خواهد بود  
 چشم او روزی که خواند گریست چشمها و هر کس که نشاند در مجلسی که زنده کرده می شود و در آن امر ما خواهد  
 مرد و دل و روزی که خواهد مرد و در آن روز و اما فی البخاری بعض حلفات المتأخرین الله قال حکم  
 بعمل الخراجی قال دخلت علی سیدک و مولائی فی مثل هذا الايام فرایتہ جالساً لیجلسه الخیر  
 الکئی اصحابه من حوله فلما رأی مقبلاً قال له مصیبتک مصیبتنا صریحاً و اسانه ثمانه و سبع  
 فی محله اجلس الی جانبہ ثم قال له یاد عیال حبلان ینشد فی شعرا فان هذه الايام ایام حزن  
 کانت علینا اهل البیت ایام سرور کانت علی اعدائنا خصوصاً بنی مئیه یاد عیال من بک  
 و ابکی علی مصابنا و لو واحد کان اجره علی الله یاد عیال من ذرفت عینا علی مصابنا  
 او ابکی لما اصابنا من اعدائنا حشره الله معنای در زمینی یاد عیال من بکی علی  
 مصاب جدی الحسین غفر الله ذنوبه البتہ ثمانه فھض فقریب سترائینا  
 و بین حرمہ و اجلس اھلیتہ من وراء السّتر لیمکون علی مصاب جدھم  
 الحسین ثم التفت الی قال له یاد عیال ارن الحسین فانت ناصرنا و احبنا انھم حیث

فلا تقصرون نصرنا استطيع قال عبيد بن رستم وسمعت عبيد بن رستم وسمعت عبيد بن رستم وسمعت عبيد بن رستم  
 که بعضی تالیفات متاخرین چنین است که حکایت کرده است و عبل خراسی گفته که من اجل سینه مولای خود حاضر شدم  
 و چنین ایام یعنی در ایام محرم پس دیدم مولای خود امام رضا علیه السلام را نشسته پشت تنگین و  
 اندوگین در حالیکه اصحاب آنحضرت گرد او ایستاده بودند پس هرگاه که دید آنحضرت مرا فرمود که مرا حاضری  
 یار من و منته ما برست و زبان خود بعد از آن جاری بر اعضاء من کشاد و بر پهلو من خود نشاندید بعد از آن  
 فرمود اے و عبل دست میارم که بخوانی بر اعضاء من شعر که پس به تحقیق که این ایام اندوه بوده است  
 بر ما الهیبت و ایام سرور و خوشی است بر دشمنان من خصوصاً بنی امیه اے و عبل کسیکه بگوید که یار من  
 بر مصیبت ما بریزد یا بگوید سبب پیچ رسید ما را از دشمنان ما محشور خواهد کرد و او را خدا آتعالی با ما  
 و زمره ما اے و عبل کسیکه بگوید بر مصیبت جد من حسین خواهد بخشید خدا آتعالی که گناهان او را التنبه بعد  
 از آن برخاست آنحضرت پس زود پرده در میان ما و حرم خود پس پرده را بپوش خود را نشانید تا که کشته  
 بر مصیبت جد خود حسین پس متوجه شد به طرف من و گفت که اے و عبل مرتبه حسین بخوان پس مگو که  
 با و دلج ما هستی ما و امیکه زنده پس کن قصه را زود و کار که ما را استطاعت داشته باشی گفت و عبل  
 پس بر آواز شک شد چشم من و چاروی شد سر شکامی من انشا کردم و گفتم انخ دوم آنکه اگر چه بناختن  
 تغیر بعد انقضای زمان حضرت امیر سلام الله علیه جمیع بوقوع آمده مگر از جمله موزیر و حسن است  
 چنانچه منحل میلاثره و اعراض قرآن مجید و بر بدعت ضلالت نیست بل هم منقسمه الی الواجب  
 و اللذی بکتابه غیر ذلک کذب وین العلم الشریع بناء الدلیل و الربط کافی حاشیحه المواقف  
 و بر خطا که بر تعزیری داری که می امر مشروع مرتفع نمی شود و قالوا ان البدهة ان تضمن لرفع اثر ثابت فی الشروع  
 فی مخرودة قاصد حق فعلیه البیان سیوم آنکه نواختن باشد و ممول که از جمله فرامیر است در مذبح  
 اما میمنوع است و حرام و اگر کسی از عوام ترکب این امر شود باسنت اطعن و تنبیح نیز سبب چنانچه  
 شیخ عبدالحق دهلوی در مراح النبوة صفحہ ۴۹۵ نوشته و همچنین صاحب امتناع در آلات و نوا نیز  
 سخن کرده و گفته که معروف در مذاهب اهل بحر است و با وجود آن از بعضی علمای مذہب

۴ کسی اگر بگوید که کسی که از این باشد بخدا خواهد بود و اگر برضای آتعالی عجل کسی که از این است و چنانچه در مصیبت ما

شافعی و صاحب خوارزمی و اشاعی و غیره اختلاف نقل کرده و انواع آلات و فرایض کرده اما در مختلف قیست  
 بعضی مطلق حرام دانسته و بعضی فرق کرده در جلاجل و اردو غیر آن صاحب باحتیاط است  
 و بعضی اعلان آن مستحب اشته و در سیاه که معنی نه است نیز اختلافی ذکر کرده دیگر از فرایض و دست که آنرا  
 بر طایفه گویند تار یا دار ذکر کرده آنرا از زیر و کم گویند و روی نیز اختلافی ذکر کرده و گفته که معروف و مذاهب را بهر آنست  
 که زدن آن مستحب است و در فقه اندطایفه از علما بجز از آن حکایت کرده اند سماع آنرا از عبد الله بن جعفر  
 و عبد الله بن عمرو حکایت کرده شده که آمد عبد الله بن عمرو و نزد عبد الله بن جعفر بن یافث نزد وی جاریه که شیر  
 عمو پس گفت عبد الله بن جعفر مر عبد الله بن عمرو ایامی بی درین ماهی گفت که لباس لهذا نقل کرده اند سماع  
 آنرا از عبد الله بن الزبیر و معاویه بن ابی سفیان و عمرو بن العاص و حسان بن ثابت از غیر صحابه عبد الرحمن و  
 خارج بن زید که از فقه سبعة مدینه است نقل کرده است استاد ابو نصر از زهری سعید بن المسیب و عطاء بن  
 ابی ریحان و شعبه عبد الله بن ابی عتیق و اکثر فهار مدینه مطهره و حکایت کرده است غلیله از عبد الغزیز بن حوث  
 که وی از خصم می کرد و عود و حکایت کرده است ابن سماعی از طائوس حکایت کرده است از ابراهیم  
 بن سعد که در آمد بر رشید گفت اید العوف پس گفت رشید عوف البحر عوف المنع قال لا عوف المنع  
 پس طلبید رشید عود را و بخواست آنرا ابراهیم بن سعد و قنوداد بااحتیاط عود و نقل کرده است فاکنی  
 در تاریخ مکه معطیه بسندی که دارد از عوفی ابن المغیره البحر که خواند وی عطاء بن ابی ریحان را پس آمد و بود و در  
 قومی که نیز عود را و قنوی میگردید چون دیدند عطا که می آید بار ماندند از آن پس گفت می نشینم تا خود نکنند  
 با آنچه میگردید پس نشست تغذی کرد و صاحب متاع همین عود را اصل ساخته و فرامید و دیگر از این قیاس  
 کرده و بالجمله وی درین باب از وسعت و خلاعت غالی نیست اجتماع آلات و فرایض این نقل کرده و گفته است  
 است در میان قائلین تخیرم که آن کبیره است یا صغیره و متاخرین از شافعیه بر آنند که صغیر است این  
 چند کلمه از کتاب مذکور نقل کرده شد و العده علیه غرض از نقل خبر آن نیست که اگر احیاناً ازین طایفه چیزی  
 از آن نقل کرده شود مبالغه در تشدید و تحمیل تشنج و تقسیق و تضلیل نمایند و ستر عیوب و زلات قوم  
 شیوه خود سازند انتی چهارم آنکه در وفات جناب سرور کائنات صلعم البلیت آنحضرت صلی الله علیه و آله

مرتبہ ہاگفتہ اند و ہفتا لہو اوقات بالمراۃ در ماتم جناب سید الشہداء اظہر من الشمس و امین من اللہ  
 است بالجملہ مراۃ مذکور در وفات و باوجود مرد و عرصہ کثیر موجود و بر السنہ اصغر و اکابر شہور معروف پس حکم  
 بعدم مراۃ در عہد جناب ائمہ اطہار صلوات اللہ علیہم یعنی است بر تعصیب عناد و چنانچہ شیخ عبدالحق در  
 مدارج النبوة می فرماید و بہر کلام از اہلبیت آنحضرت و صحابہ عظام مرتبہ وفات آنحضرت در سلسلہ انتظام  
 کشیدند و شیخ عبد الغزیز در سہ الشہادۃ تین مے نویسند و ہفتا لہو اوقات بالمراۃ الخ پس اکنون نظر انصاف  
 بایہ گفت کہ رسم مرتبہ گفتن قدیم است ماحدید بانی آن اختیار اند یا اشعار و مانع آن کافرا یا ایان از ہجتم  
 آنکہ کسے نتوان گفت کہ جملہ روایات کتاب ہای مصائب حضرت غلمس آل عبا علیہ التحیۃ و الشنا و موضوع  
 و منفردی است چہ روایات کتب مذکورہ از صحاح بر آوردہ شدہ و در موضوعیت آن انچہ پیش یاست ناگفتہ  
 بہ المختصر خجہ در رسالہ الشہادۃ تین و تخریر الشہادۃ تین و سبب تخریر یافتہ مخاطب اوران مجال تشکیک نیست  
 و آئندہ قدیم است و ہوا المقصود ششم آنکہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام در غم حضرت امام حسین  
 تا چہل سال آنچنان گریستہ اند کہ احدی را یارای آنقدر گریہ نیست پس کہ امام رسم تغزیہ زین زیادہ خواہ  
 بود و ہفتم آنکہ در سند احمد جبل مرقوم است ان من دفعت عینا ہ دفعہ علی الحسین و قطرت  
 بواہ اللہ تعالی فی الجنة یعنی تحقیق بہر کہ چشم او اشک جاری شود و در مصیبت حسین و اخلاصا  
 در غلبہ برین جا خواہد داد و ہر چند انچنین روایات در کتب اہل خلاف بکثرت موجود اند لکہ سبب ہج بعض  
 صحابہ ہند کہ مصائب آنحضرت توجہ نمے آرند قال المناط اب ذرا انصاف کر و کہ آج  
 کل کے جاہل بیچارے شرافت کے مارے اماموں سے بھی امام کے بڑے دوست ہوتے  
 کہ ان پر اپنے سبقت چاہنے لگے اگر اس میں کچھ ثواب اور دوستی ہوتی تو کسے امام نے البتہ  
 تغزیہ بنایا ہوتا اور ہندوستان کے سوا کسی ملک اسلام میں کوئی تغزیہ کے نام کو یہ  
 نہیں جانتا لکہ میں نہ مدینہ میں نہ روم میں نہ شام میں نہ توران میں نہ ایران میں  
 پس معلوم ہوا کہ ہندوستان کے برابر کسے ملک میں امام کی دوست نہیں اقول  
 وہ نستعین از صاحب سابقہ دریافتی کہ ہمارے گریہ کا و حزن و اندوہ در ماتم جناب سید الشہداء

این سر و کائنات معلوم و دیگر آنچه است و تفریع ذریعها که مرا را پس در سیما آورده و می پیغیر  
 است و آنچه به من افت اسماء اطهار فتنه و لا تغفل و غم جناب سید الشهدا و در حاضر و غائب و جن و  
 انس و ملائک و حور انجیان اثر کرده که تا قیام قیامت و فراموش توان ساخت و کفی بذلک شهادة  
 ساقال الفاضل الدهلوی فی سربالنہ السماة بسر الشهادتین ليطلع الحاضرون والغائبون  
 علی قوعها کبل بابقاء البکاء والحزن المستمر و ذکر تلك الوقائع الهائلة فی امته الی يوم القيمة فقد  
 باخت لنهاية الشهرة فی الملاء الا علی و الاسفل و النیب و الشهادة و الجن و الا نسر  
 الناطق الصامت انتفی و جناب عمدة المناظرین قدوة المتکلمین معدن اسرار و نیب منبع النوار  
 محرق صباب شرف خفی و جلایا و استاذنا السید محمد طینجان بهادر مطلق العالی و رفیق حیات  
 میفرماید و مولانا محمد باقر مجلسی علیه الرحمه در کتاب تحفه انوار روایت کرده که حضرت صادق علیه السلام  
 بیک از اصحاب خود گفت که شنیده ام که قومی از نواحی کوفه و غیر ایشان می روند نزد قبر جدم امام حسین فیه  
 و نوحه می کنند و نمیا هتجیان بعضی قصه های جالبه و مصیبت آنحضرت ذکر میکنند و بعضی مرتبه بخوانند قسم  
 می خورند و می گویند ویده ام بعضی از آنها را که می فرمایند فرمود و محمد و سپاس خداوندی را که در میان مردم جمعی  
 را متفر کرده است که می آیند بسوی ما و می گویند و مرتبه را براسه مصیبت مای گویند و می خوانند و چنین  
 ما کسافی هستند که طعن کنند بر آنها از خوشیشان و غیر ایشان و استنفر کنند بر ایشان و طبع شمارند که در ایشان  
 را و نظار امامیه در کتب حدیث آنحضرت امام رضا علیه السلام روایت کرده اند که آنحضرت یکی از اصحاب  
 خود فرمود که اگر خواهی که در درجات عالییه بنشیند با ما باشی محزون باش براسه خزن ما و نشاء باش از  
 براسه شادی ما انتهی و واقعه در نایب خود ذکر کرده که هرگاه که سر مبارک حضرت امام حسین و ابلیت  
 با تدریس بیاورد و دنیا و زنی نماند کسی مدینه مگر اینکه بیرون شهر رفتند و حالیکه آواز بلند می کردند و گریه می کردند  
 در حبیب بنت عقیل بن ابیطالب که در مدینه بود نقاب از روی او افکنده و موها پیراکنده ساخته بیرون  
 آمد آواز بلند می گفت و احسیناه و اخوتاه و اویلا و احمد ا ه بعد از آن گفت  
 ه ما ذا نقولون ان قال النبی لکم ما ذا فعلتم و انتم احرام باهل بیت و اولاد اهلکم

عهد اما انتم توفون باهلا مسم + ذریقی و بیعی مضیعه x منجمه اسامی  
 وقتلی مزجوابد م + ساکنان هذا جزائی از نصحت کم + ان تخلفونی بسوء فی ذری +  
 وترجم ابیات نیست که چنوا بید گفت اگر گوید پیغمبر خدا شمار حال آنکه شما اخریمها متها بوده اید یا  
 اهل بیت من و اولاد من آیا نبود شمار احمد نیستید شما که وفا کنید بهد از ریت مرا و پیران عمر را که ضائع کو  
 شده اند بعضی از ایشان اسیران و بعضی کشته شده گان که آسینده شد زنجون نبود این جزا و من و قتیکه  
 نصیحت کردم شمار آنکه پس من بدست کیند و خوشیان من و سرافه اهل گفته عین ایکی بعد  
 و عویل و اند بخت نداشت ال الر سسول صیغه ای چشم من گریه کن با اشک  
 و آواز بلند و ند بکن اگر ندیده کنی آل رسول خدا را این محمد البر و استیجاب نقل کرده که سلیمان بن جبر  
 تابعی در مصیبت آنحضرت فرموده که و این ابیات از آنجمله است ال الر ان الاخر اخصت مریضه x  
 لفقد الحسین فی البلاد اقصی و قد اعلت تبکی السماء لفقد x و انجمه انا علیه  
 وصلت x و کانوا لنا غیا و عاد و اسریه x لقد عظمت تلك الزايا و جلت x و تروین  
 ابیات نیست آیا ندیدی که بدستیکه زمین بپار کرد و بدیجیت مغفوقه و کون امام سئین و برترن اهل شریعه  
 از تن برخاسته و تحقیق که شروع کرد آسمان و گریستن بجهت فقدان آنحضرت و ستاره های آسمان  
 بر آنحضرت نهج کردند و نابود شدند و بود بر اسه مایاران پس مصیبت شدند تحقیق که بزرگ شد این  
 مصیبتها و در صواعق محرقه مری است که ام سلمه چون خبر شهادت آنحضرت شنید گفت خدا شای پر کند  
 خانه و قبر با س قاتلان آنحضرت را از آتش پس از آن گریست چنانکه غشی بر او طار و بر سر شد و بر سر  
 روایت کرده که هرگاه که خبر شهادت آنحضرت بچمن بر سر رسید گریست تا آنکه بر و و خساره او درم  
 کردند بعد از آن گفت خدا تعالی غوار کند استی را که گشتند پس در خیمه خود را و نیز بر سر روایت کرد  
 که هرگاه که خبر شهادت آنحضرت بر سر چمن رسید و گریست امام الهست محمد بن ادریس شافعی در خبریه  
 آنحضرت گفته تا دین حق الفواد کثیب x و ارق عینی و الرقاد عیب و عاتقی الوصب  
 و شنت ای تضارین ایام لمن خطوب تر لول الدنیا لال محمد و کادت لحد



صبر الجبال تذوب فمن يبلغ عن الحسين رسالة وان كرهتها النفس  
 وقلوب قاتل بلا حرم كان قصه صبيغ بماء الارحوان خضيب يصل  
 على المختار من آل هاشم وتعزي بنوه ان ذا العجيب لان كان ذنبی حب آل  
 محمد فذلك ذنب المستصحبه توبه هو شفعا يوم حشره ووجهه في صبيغ وترجمه این آیات  
 اینست باز که من و دل من غمناک است و بخواه چشم من و خوابیدان غریب است و از آنچه دور کرد و خوا  
 من و پیران گنده که در جمعیت من باز کشتی با سه روز است که آنها را و شواری است مترزل گردید دنیا  
 بر سه آل محمد و قریب که کوههای سخت گذاشته شوند پس کیست رساننده از من جلدی این پیغامی اگر بخواه  
 دارد نفسها و دلها سه خواج کشته شده بیگناه گویا که تمیصل و رنگ کرده از ارباب رغوان صلوات فرستاده  
 می شود و بر برگزیده آل هاشم و غر کرده شوند پس آن او بدستیکه این معنی عجیب است اگر باشد گناه من دوستی  
 آل محمد پس این چنان گناهی است که من از آن توبه نمی کنم آنها را شفعایان من در روز حشر نزد ایشان من  
 دوستی ایشان شافع را نصیب است و سبط ابن جوزی نقل کرده که ابن ابی اسیر بنی شاعر چون بکه بلا گذشت  
 کرد و جسد من و این آیات گفت حسین المبعوث جماد بالهاشی قسما یکون الحق عنه مسأله  
 لو کنت شاهدا کربلا لبدلت فی تنفیس کربک جماد بدل الیاذل و سقیته حد السیف  
 من اعدائکم علی الاوجه السهمی الذابل لکن خیرت عنک لشقوق فبلا یل بین الثری بال  
 هبنی حرمت النزع اعدائکم فاقول حین مع سائل یعنی اگر می بودم حاضر در کربلا هر آینه بدل میکردم و در  
 تنفیس کرب توبه نمودم و مانند بدل کردن سخی و نونشانیده می شدم آب تیزی ششیر از دشمنان شهادت و بار  
 و تیزی نیره و از لکن من باز داشته شدم از توبه ببقاوت خود پس اندوه با سه من در میان  
 بخت سیزی فی ابل است فرض کن من که محروم شدم از نصرت بر دشمنان شما پس آیا کم می کنم  
 این سخن و اشک ریخته انتی از عبارت مذکوره با حسن و جوه روشن گشت که رسم گریه کردن و فریاد خواندن  
 در صیبت امام مظلوم قدیم است و عائد هر دیار در زبان مصروف آن بوده اند خصوصیت بولایت  
 هندوستان نبار و چنانچه جناب تاج القمین علیه السلام مقامه فی علمین در رساله مذکوره در انصاف

در استاد سابقه می فرماید که ارباب حکومت و سلطنت از شیعیان مخلصین همیشه باین سنت سینه قیام  
 نموده اند چنانچه یافعی در تاریخ مراتب انجمن در وقایع سنه سه صد و پنجاه و دو از سیرت گفته فیها  
 يوم عاشوراء النور من اوله اهل بعلد النوح والمات على الحسين امر غلبت الابواب غلقت  
 السوق وصنع الطباخين من عمل الاطعمة وخرجت نساء الفضة ناشرات الشعور الخ وغير گفته فیها تا  
 عشر فی الحجة عملت الرافضة عید غدیر خم و وقت الكوسا و صلوا بالصالح صلوة العید  
 یعنی درین سال در روز عاشورا مغرالدوله که شاهنشاه زمان و از شیعیان مخلصین بود اهل بغداد را امر  
 نمود که نوحه و ماتم بر حضرت امام حسین بر بخود لازم گیرند و دروازه ها را ببند کنند و بازار را ببندند و زمان  
 یزدان را از بختن طعامها منع فرمودند و زنان را فضا پرانگنده و کشاده مو و از خانه ها بیرون شدند و در روز  
 عید هم پیچید عید غدیر خم ساختند و نقاره ها را نواختند و در صحرای قم نماز عید گذاردند و در وقایع سنه سه صد و پنجاه  
 و پنج گفته فیها اقامت الرافضة المات على الحسين على العادة الماسرة فی هذه السنوات  
 یعنی درین سنه رافضیه ماتم بر امام حسین علیه السلام کردند بطریق عادت مستمره ایشان درین سنوات  
 و در وقایع سنه سه صد و شصت گفته فیها اقامت الشيعة عاشورا بالطور العویل و الاقراخ  
 و عید غدیر بالکوسا و الاقراخ و الاقراخ و این متابعت خیر است که از انما بلبیت  
 رسولی اصلوات الله علیه و علیهم منقول شده که یکی از ایشان فرمود که دوست ما کسی است که در  
 شادی ما شاد باشد و در اندوه ما اندوهناک باشد فی الواقع موافقت و شادی و غم محبوب دلیل محال محبت است  
 و از اینجا است که بعضی را بلبیت و جماعت که دعوی محبت فاندان اهل بیت رسولی نامید و این امور  
 تقلید شیعیان میکنند چنانچه علامه الجلیل ازی در کتاب نقض الفضايل گفته خواجی بنی و فی فصل دیگر مواضع بطریق  
 تسبیح یاد کرده است که این طائفه روز عاشورا انهار خیر و فرغ کنند و رسم تفسیر را اقامت کنند  
 و صیبت شهدا را گریه کنند و بر منبر با قصه شهادت خوانند و علما سر بر منبر نمایند و عوام جامه پاک  
 زنند و زبان روی خراشند و مو کنند و اینجی را به تهمت و بدعت منسوب کرده و امر می دانند از غایت  
 بغض آل رسول و از فرط عداوت اولاد قبول جوابش آنکه اولاً معلوم جهانیان است که بزرگان و مقبران اینها

ابی حنیفه و شافعی و علما و فقهاء و طوائف ائمہ خلفاء من سلف این سنت را رعایت کرده اند و این طریقه نگه داشته اند  
 اولاً خود شافعی که اصل نامش بیه بدوست در مصیبت امام حسین و شهادت کر بلا غریبه مال بسیار گفته و از اصحاب  
 ابو حنیفه و شافعی مرثی شهادت کر بلا بلا نهایت و بی شمار است پس اگر مراد شیخ از جهت مرثیه گفتن است  
 بر ابو حنیفه و اصحاب ایشان تشریت آنکه چون فرود ترائی بدانکه خواجہ منصور بادشاه اصفهان در مذہب  
 اہل سنت و عمد خود مقتدا بوده است ہر سال در روز عاشورا با شوب و نوہ و غرلو تعزیت سید الشہداء  
 داشته و ہر کہ در آنجا رسیدہ باشند دیدہ و دانستہ باشند و در بغداد کہ مذتہ الاسلام و جای قمر خلفا سبحان  
 است خواجہ علی غزنوی حنفی این تعزیه چگونه داشتی تا بسجہ کہ روز عاشورا بعضی صحابیان مباغی کر دسا سئل  
 برخواست و گفت معاویہ را گوی باواز بلند گفت ای مسلمانان این کس از علی میسر کہ معاویہ را چہ گوی آخر  
 کہ علی معاویہ را چہ گوید و امیر عباسی کہ علامہ سید زکریا خواجہ معنی و سلطان سخن بود او را در خصوص خلیفہ عباسی  
 المقتدی الامر اللہ پر سید نہ کہ فراد عاشورا است چہ گوی در حق معاویہ جواب نہ داد اسائل سہ بار این سوال نہ کر  
 کر در جواب سوال سہوم گفت ای خواجہ سوال سہمی پرسید ائم کہ کہ ام معاویہ را سب گوی آن معاویہ را  
 کہ زندان مصطفی را شکست و مادرش جگر چترہ خائید و او بست و چند بار و تقوی نو و با تیغ بر روی علی  
 کشید و پسرش حسین ہریدی مسلمانان شما این معاویہ را چہ می گوئید تمام مردم کہ در حضرت خلافت حاضر  
 بودند از غنی و فنافی و سنی و شیعہ زبان بہ لعنت و نفرین معاویہ کشودند و تعزیت امام حسین بانوہ و فریاد  
 در ہر موسم عاشورا میزدند بازہ باشد اما بہر آن اگر چہ فرقہ شیعہ علیہ دارند لیکن بر اسے حضور را بہت  
 سلطان و لشکر ترکان ہر سال مجد الدین نکور ہانی در موسم عاشورا این تعزیت بصفتی دار و کہمیانرا  
 عجیب دید خواجہ امام نجم الدین ابوالمعالی بن ابی القاسم رازے نیشاپوری با آنکہ حنفی مذہب بود این تعزیت  
 بغایت کمال داشتی و دستار از سر بگیرفتی و بر افگندی و نوہ کردی و خاک پاستیدی و فریاد از حد بیرون  
 کر دسے و ہری کہ ارامہات بلاد عالم است معلوم است کہ شیخ ابوالفتح نصر ابابوی خواجہ محمود و کرد  
 حنفی و غیر ایشان در کاروان سراسے کو شک و مساجد ترک روز عاشورا چہ کردہ اند از ذکر کربت و عزت  
 اہلبیت داشت بنظر امان و ورین روزگار اخیر ہر سال خواجہ امام شرف الاسلام ابونصر القسیمی در ہر عاشورا

بحضور امرا و ترکمان و خواجگان و حضور خفیان کند و همه موافقت نمایند و یاری کنند و این قصه خود  
 بوجهی گوید که دیگران ندانند و نیارزند گفتن و خواجها بوضوح که در اصحاب معتبر و مقدم است بروقت حضور  
 وی بر نمی دیدند که بر ذرعاشور این قصه بر چه طریقی گفت و معاویہ را باغی نمود و خواجہ قاضی عده سنا حنفی که  
 صاحب سخن معروف است و جامع طغرل با حضور بیست هزار مردم این قصه بنوعی گفت و این تغزیر  
 بیعت داشت از سر بر نه کردن و جاسد در بین که مانند این نگروه بودند و خواجہ تاج اشعری حنفی نیشابوری را  
 روز عاشورا بعد از نماز و جامع عتیق دیدند که جدا بخواجہ کرد و در سه خمس و خمسین و خمساته با جازة قاضی  
 با حضور امرا و کبار و مصنف کتاب آخر بحاجت شهاب مشاطه رفته باشد که او هر سال که ماه محرم در آید اینتل  
 کند بمقتل عثمان و علی و در عاشورا بمقتل حسین بن علی آورد تا سال هزار بحضور امیران و قاتلان امیر اجل  
 این قصه بوجهی گفت که بنی مردم جاسد چاک کردند و خاک پاشیدند و عالم سر بر نه کردند و زاریا کردند و حاضران گفتند  
 زیادت از آن بود که بر عفران جاسد رنگ کند اگر این علماء و قضاة این بختیغی از شیعه و بتقیه سبکند از عفران  
 و خوف سلطان موافقت را خفیان باشد و اگر یا اعتقاد می کنند خلاف ایشان خواجہ را نقصان باشد و اگر همه  
 خفیان و تشافیان و شیعیان اهل بیت را متابعت کنند پس بیدارم که خواجہ ازین هر سه مذہب نیز ار است  
 نه از مذہب شیعه فقط و خارجی است پس باید که بخوستان و لرستان رود که در اینجا غلبه خارجیان است  
 و تغزیر حسین بن علی داشتن متابعت قول خداست چنانچه فرموده قل لا اسئلكم علیه اجرا  
 الا المودة فی القربی و موافق قول مصطفی است چنانچه گفت من بکی علی الحسین او تبکی و حبست له الجنة  
 تا که گویند و شنونده در رحمت خدا استعالی باشد و منکرش نباشد مگر منافق و مبتدع و ضال و گمراه و خارجی  
 و دشمن آل رسول انتی ما اردنا نقله بتغزیر بعضی امور که عوام و جهال سائر ناس از کتاب آن میکنند  
 خلاف مرضی علما کرام و صلحا را نام است چنانچه قاضی نور الله شوشتری نور الله قدس در مصائب الانوار  
 گفته لیس ضایاتی به العوام فی عشوة محرم الحرام صایرضی به العلماء الکرام و صلحاء الانام  
 ولا هو ما یختص ببلاد الشیعة بل هو ما جرت به عادة سائر عوام الدهر حتی اهل الحرم  
 و ما ولاء النهر یعنی نیست آنچه بر روی کاری آرد عوام در ایام محرم الحرام از آنچه پیشیه باشد آنرا

علامه کرام و صلی را نام و نام از ان جنس است که مختص به بلاد شیعیه باشد بلکه از ان جنس است که جاری شده  
 بان عادت سایر عوام الدین حتی اهل روم و ماوراءالنهر و مولوی روم و بطریق ششم شریفی نوشته شده روز شنبه  
 همه اهل حلب به باب انطاکیه اندک تا به شب به گرد آید و روز جمعه غلطیم به ماتم آن خاندان دارد مقیم به ناله و نوحه کنند  
 اندر یکا پنجمه عاشورا بر آنکه کربلا به شمرندان ظلم و اذیتها را که نریزد و شعر دید آن خاندان به از غریب و ناله  
 در سرگزشت به بر همین کردند و در صبح او دشت به یک غریبی شاعر از ره رسید به روز عاشورا و آن افغان شیعیه  
 پرس پرسان می شدند از افتقاد به چیست این غم بر که این ماتم قتاد به ان کی گفته که به دیوانه به قوسی شیعیه  
 عس و خانه به روز عاشورا امیدانی که هست به یا نمی خوانی ز قرانی که هست به پیش مومن کی بود این  
 غصه خوار به قدر عشق کوش عشق کوشوار به پیش مومن ماتم آن پاک روح به مشت را نشد و صد طوفان نوح  
 انتقی بکلمات الطیبه قال مخاطب پس معلوم بود که هندوستان که برابر کسی ملک مین امام که دوست  
 مین اقول و بهشتین از وجود مذکور و کاشمیر فی کبد السمار روشن و منجلی گردیده که بنا بر تخریب  
 جناب شهید ظلم مختص به هندوستان نیست و رواج آن در هندوستان با اشاره با تفت غیب بظهور آمده  
 چنانچه در نسخه کیفیت شایان بهند فرمود است که امیر تیمور صاحب در عمر است و پنج سالگی بود که از درویشی یکوب  
 بلندی طالع و از جندی بخت و باوری اقبال در ششم به قصد و به فتاد و سه حجر به بعد فوت نیر به خود کشید  
 نام دولی ولایت توران بود در خطه دلکش باغ بر سر بر فرمانروای جلوس فرمود و در سکه و خطبه بنام خود کرد  
 و تفرق در دار السلطنت قرار داد و در اثر مان بکوفه رسید که در اقل نمود و در کربلا محلی برونده حضرت  
 امام حسین علیه السلام باریاب گردید ارشاد شد و از تافت غیب نمایر آمد که بر تربت حضرت علیه الرحمه  
 رفته تبرک بگیرد و اسرار شاد شود و سبب الامام عالی بر تربت آنحضرت رسیده و نشان و یک رومال  
 غایت شد و حکم فرمودند که در هندوستان برو و از غره محرم این هر دو نشان را ایستاد کرده و بنا بر محرم  
 سال بسال فاخته کرده باشی فتح دهند و تو بخشیده شد از اسباب خاص گردیده و در هندوستان آمده و سکه و خطبه  
 بنام خود جاری کرد و بر بخت دلی نشست از ان سفر رواج تخریب مشهور است انتقی ازین عبارت گمان  
 فرمود که امیر تیمور رواج غیب امامیه انا عشر به در هندوستان از پادشاه تیمور است چنانچه جناب علامه

و یومئذ علیها الرحمه و رزقها الله اعشر شیعی فرماید بلکه پیش از تسلط باو شاه جمجاه پیروز و برابر شاه بر مملکت بنشیند  
 و مذیب امامیه و بلای هند و خصوصاً در کهن شیعیان تمام یافته یوسف عادل شاه که نخستین عادل شاهیه و فرمان فرما  
 بیجا پور شده بود و در سه شمان و تسعما نه مجلس عظیم ترتیب داده مرزا جمگاه و حیدر بیگ و غیره را که از امر  
 شیعی مذیب بودند و سید احمد صدر و دیگر علما را که آن مذیب داشتند حاضر ساخت و گفت و گفتیکه و رسا و یوم  
 روز سه بغرم سیر و قریح شتران از شهر بیرون شدند و بهر سو میشتانم ناگاه با خضر علیا السلام ملاقی شد و مقام  
 آب زلال بدستم داد و فرمود هرگاه سلطنت مملکتی نصیب تو کرد و باید که پوسته سادات و مجان البلیت  
 رسول آخر الزمان صلوات الله علیه را که را مغرور و مکرم دارم و چهاره در تقویت مذیب اتنا عشریه مهت  
 خود گارم با خود عهد کردم که اگر ملک ملک بخش تعالی و تقدس این دولت که است فرماید مذیب شیعی را در این  
 داده و دوس منابر باقاب همایون انمه اتنا عشرین گردانم و همچنین و گفتیکه سراج بهادر گیلانی از طرف  
 آشتوب و غوغادر مملکت انداخته بود و نزدیک بود که مملکت از دست بیرون افتد و اندرون بهر دانه میزد و با  
 واقف الفضایر عهد بستم که بعد از ان از ان مهم و ترجیح مذیب شیعی اتنا عشریه بگویم اکنون درین باب چه بگویم  
 بعضی گفتند مبارک است بسم الله و برنجی شرايط خرم و احتیاط مری داشته معروض داشتند که بنا بر سلطنت  
 نیازگی و قریح یافته و سلطان محمود و ارث ملک هنوز در میان است و ملک احمد نظام الملک و علما و الملک اسیر  
 نیز سنیان پاک تحقیق اند و اکثر سران سپاه سرکان نیز شیعی مذیب اند و با افتد حادث گردید که دست تدارک  
 از دامن آن کوتاه کرد و عادل شاه سرحدیج تامل و تفکر فرمود و گفت هرگاه من اینده و فاسخ خدا تعالی محافظ  
 و حامی خواهم بود و قضا را در پیمان او ان از ایران خبر رسید که شاه اسمعیل صفوی خطبه انمه اتنا عشریه خواند  
 آن مذیب را رواج داد و یوسف عادل شاه از استماع خبر بهجت اثر بشیر سماعی گشته روز جمعه ماه ذی حجه  
 سال مذکور در مسجد جامع و رفاه ارک بیجا پور خود حاضر شده و نقیب خان که از سادات عظیم الشان  
 مدینه رسول الله بود و بر منبر شده بحث در اذان کلام الله ان علیا و فی الله افرو و بعد از ان خطبه بنام حامی  
 انمه اتنا عشریه سلام الله علیه الی یوم القیمه خوانده نام باقی صحابه از خطبه بیفکنند و او نخستین کسی است که در  
 هندوستان خطبه انمه اتنا عشریه خوانده گویند چون یوسف عادل شاه خطبه انمه معصومین خوانده و مذیب شیعی

را رواج داد بسیار از امر مقتضای الناس علی دین ملوکم فیما بینهم اختیار نمود و یکدفعه تاج  
 فرشته بعد از وقوع این سانحه پنجاه سال بنابر وقوع خارق عادت بریان نظام شاه دانی احمد گزین بر شاه  
 شاه طاهر طاب شراه بندهب اثنا عشر بود و آمد و امر او ارکان دولت و اعیان آن شهر و سکنه آن حدود و نیز  
 بندهب اما میزدند تفصیل این اجمال بنابر آنچه در تاریخ فرشته نوشته بطریق اختصار ظنی می کرد و میگوید  
 شاه طاهر که از سادات خوانده است و نسب شریفش بدین موجب شاه طاهر بن شاه رضی الدین بن ابی  
 موسی شاه بن شاه موسی بن محمد خورشاه زوز الملک بشمس تبریز بن شاه بن احمد العالم بن مولی محمد  
 بن مولی جمال الدین بن گیا محمد بن مولانا حسن العالم بن مولی علی بن احمد مستغفر بن مولانا تراب بن مولی  
 مستغفر احمد بن مولی محمد بن علی طاهر بن الحاکم بن نزار بن المخرن اسمعیل بن محمد القاسم بن عبد الله السید  
 و نسب عبد الله السیدی بامام جعفر صادق علیه السلام منتهی می شود بر وایت مشهور برین پنج شده عبد الله بن  
 الرضا بن النقی قاسم بن الوالی احمد بن الرضا محمد بن اسمعیل بن جعفر صادق علیه السلام سادات خوانده  
 همواره نزد سلاطین و حکام عصر خرد و مکرم و محترم بودند چون خلافت و سجاد و نشانی بشاه طاهر چینی سید  
 و تبار و در علوم طاهری و باطنی و فصاحت بیان و طلاقت لسان و شهامت شان و شرب محرمی و حال  
 یوسفی از ابا و اجداد و در گذشت شیعیان مصر و سحار و سمرقند و قزوین و غیره دست ارادت بدانش مستحکم ساخته  
 باعث شهرت عظیم شدند نکته کیران و ساجیان خاطر باد شاه عمر غفران پناه شاه اسمعیل صفوی که در وقت  
 فرمان فرمای ایران بود بر شاه طاهر تنغیر ساخته شاه طاهر بنابر فرورت با اهل و عیال متوجه و کن شده  
 بعد از آنست که ساج بیت الله و ادراک زیارات حضرت سیدانام و سایر ائمه کرام علیهم الصلوٰه والسلام  
 وارد قلعه بریده شده مخدوم خواججهان و کنی که از امر او سلاطین بهمنیه بودند از قدوم سعادت لزوم او  
 خبر یافته با انواع تعظیم و تکریم ملقی نمود و بمبا لغه و الحاح التماس توقف نمود و فرزندان او تفرات کتب  
 علمی مشغول گشتند و قضا و ادان مدت بریان نظام شاه خلاف عادت او ستاد خود مولانا میر محمد شوان  
 را که سرآمد فضلا و کمن بودند بر رسم رسالت نزد خواججهان فرستاد و او در آنجا خدمت فیض بخش  
 شاه طاهر رسیده ملکی دید بصورت انسانی وجود آنجناب را دولت شکوف و نعمت غیر مترقب دانسته

قریب یکسال بنویسند کتابی طبعی مشغول گشت ملا پیر محمد قریب یکسال تقریبات انجمنه و را بنجامند چون با خبر  
 مراجعت کرد بخیرت بران شاه مشرف گردید انتخاب پرسید که موجب این همه درنگ چه بود جواب داد که درین  
 سفر بصحبت دانشمندی که جامع علوم ظاهر و باطنی بود و مثل او در مدت عمر در ایران و توران و هندوستان  
 فاضله و عالمی ندیده بودم معترض گشتم بران شاه که همواره بصحبت علما و فضلا راغب بود با صفای فضائل و کمالات  
 شاه ظاهر بسیار بسیار شتاق ملاقات گردیده در زمان مکتوب شوق آمیز بصحبت انگیزه نوشته به موجب ملا  
 پیر محمد استاد خود فرستاد و خلاصه مضمون آنکه **س** چو باد صبح گذر کن سوی حدیقه انس به چو سرو ناز قدم بفر  
 کن بدین گلزار چو خواججهان چون چاره ندانست سلمان سفر شاه طاهر ترتیب داده در سینه تمان و عشرین و  
 تسعاً نه روانه احمد نگر ساخت اشرف و اعیان آن بلده باستقبال رفته در غایت اعزاز و اکرام پیش در آرزو شد  
 بران شاه بعد ملاقات شمول غایت خسر وانه ساخته از جمله مجلسیان گردانید و راندک نصرتی پایتقد و منظر نشتر  
 بفرستاد تر کشته روز بروز اوج گرفت بعد از فراغ مهمات سلطانی سلطان بهادر گجراتی با استدعای بران شاه  
 درون قلع احمد نگر در رفته و روز مجلس درس منعقد ساخته بدین گفتن علما اشتغال می نمود بران شاه اکثر اوقات  
 در اینجا حاضر شده بدو زانوی ادب می نشست بعد از آن که بدین پنج گذشت طایفه مددیه چون پوری را که  
 از ایشان قریب خورده و دفتر خود یکی از آنها داده بود و از بلده احمد نگر خارج فرمود و مقارن این حال شهنشاه و بعد از  
 که بر او را اعیانی شهنشاه حسین بود و سوز غریبی بهرسانیده تی محرقه کرد بران شاه که بی نهایت محبت با او داشت  
 مضطرب گشته قاسم بیک حکیم و دیگر حکما را مسلمانان و هندوان را جمع کرده گفت در میان این فرزندان بلند  
 مسامحی جمیله مبذول دارند و اگر دانند که قدری از حکم و جیت مددای در کار است مضایقه ندارم بهلوسه کافیه  
 حکم بر آورند و صرف علاج نمایند قضا را هر چند و اصلاح مرض کوشیدند اثری بران مترتب نمیشد روز بروز  
 مرض زیاده گردید کار بجای رسید که بران شاه بگفته بهمانند و عجایب نذر و صدقات به بختجانه با فرستاد  
 و از کافرو مسلمان کسی نماند که از دوز یوزه و عالی خیرتره کرد و شاه طاهر که همیشه در فکر ترویج مذاهب اشاعت  
 بود و در نیافت فرصت یافته معروف داشت که در شرفای شهنشاه چیره سنجاطر رسیده لیکن در اظهار آن  
 صد هزار خطری بهم بران شاه که در حصول شرفای فرزند یا قصی الغایت می کوشید از شنیدن این سخن و



بدامن شاه طاهر مستحکم ساخته گفت آنچه مکرر خواطر قدسی ماثرباشد بیان نما من در آن حسب الامکان جود و جهد  
 بجا آورده مگذارم که کسی گزند بی بدات اقدس تو رساند شاه طاهر گفت از سیکانه اندیشه ندارم از آن تیر سرم  
 که موافق طبع مقدس شهر یار نیاید و مرا معاتب بلکه معاقب سازد بر آن شاه پیش از پیش مشتاق شنیدن طرفی شفا  
 فرزند شده مبالغه و ایرام از حد برده شاه طاهر حیرت نموده بار اول چنین قدر گفت که عمو و تندر یکند که اگر بادشاهانه  
 عبدالقادر امشب شفا یابد مبلغ گرامی در ره حضرت ائمه اثنا عشر با و لاد ایشان که عبارت از سادات اند و اصل  
 سازد بر آن شاه گفت که دوازده امام کیستند شاه طاهر بیان نمود که اول ایشان علی مرتضی است و اما دو این  
 عم محمد مصطفی و شوهربی بی فاطمه زهرا و دوم امام حسن و سیوم امام حسین فرزندان بی بی فاطمه و همچنین باقی امامان  
 یک یک را بنام و صفت خاطر نشان کرد بر آن شاه گفت من حرف دوازده امام در ایام طفلی از والد خود شنیده  
 بودم بعد از آن دیگر یگو شدم نرسیده بودم که الحال که تو گفتی هر گاه که تا به بتخانه زهرا نرسیده باشم و نذر بآورده شود  
 که بنام فرزندان علی و فاطمه زهرا و از هم نذر بیا آورم شاه طاهر چون او را اطلاع دید گفت مقصود من محض نذر نام  
 ایشان نیست مدعای دیگر است اگر بادشاه بامن عهد کند که آنچه عرض کنم اگر موافق طبع بیا یون نباشد از ارعاجان  
 نرسانیده مرا مع فرزندان رخصت کند هر آنکه بکنون خاطر بطریق عرض خواهم نهاد بر آن شاه قبول این معنی نمود  
 و از هم عهد و پیمان بجا آورد و بصیغه و اسد بابت و مصحف اقدس قسم یاد کرد که بتوازی نرسانم و ندانم که دیگر  
 نیز متوفی فرستد رساند بر آرنده آسمان و زمین که بگو یاید و در دهان و همین به صدای کرد و هر که آگاه نیست  
 خور و بران نچرخد راه نیست که از خانه بی بی بجز لطف و مهر و و گراز و روش باز ماند سپهر چون خاطر شاه طاهر فی الحال  
 جمع شد زبان بدعا و ثنا کشا ده گفت امشب که شب جمعه است بادشاه نذر کند که اگر حضرت باری ببرکت قرب و  
 منزلت حضرت رسول الله صلی الله علیه و آله و دوازده امام علیهم السلام در همین شب هزاره عبدالقادر را شفا بخشد  
 خطبه ائمه اثنا عشر خواند و تر جمیع ذریه ایشان بگوید بر آن شاه که اصلا کان شفای فرزند داشت و  
 از حیایان او مطلق بایوس شده بود از شنیدن این سخن خوشوقت شده در ساعت بان پنج که مذکور شد دست  
 بدست شاه طاهر داده عهد و پیمان بجا آورد شاه طاهر در آن شب بمنزل خود رفت و در کمال خضوع و خشوع و اجابت  
 الهی مشغول شد و بر آن شاه در آن شب نزدیک سپهر خود عبدالقادر نشست هر چند سعی می نمود که لحاف بر او

پوشانند و تصرف هوانشود و از نعت و حرارت تب دست و پا زده و در می کرد و بر مان شاه از شایده آن  
 حالت پس گریسته گفت چنین معلوم میشود که بعد القادر همین شب همان راست آزارش مکنید و بحالت از بالا  
 او بریزانند ازینا نسیم دنیا بر و روز و ساعتی خوشحال باشد و قریب سحر بخیمان مخزون و طول سر یست گداشته  
 بخواب رفت درین اثنا دید که شخصی نورانی از مقابل می آید و در پر و وطن او شش کس اند بران شاه پیش  
 رفته سلام کرد یکی گفت سیدانی که این بزرگ کیست حضرت محمد مصطفی صلعم است و آنجا که همین دیسار اند و از ده  
 امام اند و برین اثنا حضرت <sup>نصرت</sup> علی <sup>علیه السلام</sup> و آله متوجه شده فرمود ای برمان خدا تعالی بر بخت علی و فرزند انوشیروان  
 عبدالقادر را شفا بخشید باید که از گفته ظاهر کنی و مختلف نمایی برمان از کمال بشناخت و خوشحالی از خواب بیدار  
 شده و دید که لحاف بالای عبدالقادر است از والد و دایه و کسی که بیدار بودند پرسید که چگونه بحالت پوشانیده  
 گفتند این پوشانیده ایم همین لحاف خود بخود بجز بخت آمده بالا سه سر پوشیده شد از شاه و چنین حال خود  
 و دشت بر این نوعی غالب گشت که مجال بر نظم نمانده برمان دست زیر لحاف کرده معلوم نمود که اثر تب  
 نمانده و بخلاف شهباس و دیگر بخواب شیرین رفته پس سجده شکر آلهی تقدیم رسانید بعد از آن وقت سبکی از  
 خدمتگذاران نزدیک را بطلب شاه طاهر فرستاد و شاه طاهر که دست از سر برداشته جمیع عجز و شکستگی را  
 سلطان بی نیاز گذاشته شفا عبدالقادر رسالت می نمود از آمدن خدمتگذار حضور وقت سحر مضطرب گشت  
 که سباد باد شاه از گفته او آزرده شده باشد و فاصله قتل گردیده یا عبدالقادر را اجل مقدر رسیده بران شاه  
 آن تدبیر مبارک ندیده مقارن آن حال یکی دیگر آمد خوف و هراس بیشتر گشت و بعد از آن هفت هشت کس  
 متعاقب یکدیگر بطلب آمدند شاه طاهر رضا بقضا داده لوازم وصیت بجا آورده الهیت را وداع کرده بخند  
 باو شاه شتافت چون خبر قدوم او مسموع برمان شاه شد بر خلاف عادت تا و در دوازه استقبال نموده پیش  
 گرفته برالین عبدالقادر برده گفت آنچه لوازم مذرب اثنا عشر است نقیین کن تا بدان قیام نمایم شاه طاهر  
 مفاقیقه کرده گفت اول پادشاه حقیقت باز نماید آنگاه این خاکسار آنچه داند بعضی رساند برمان شاه گفت انقدر  
 صبر ندارم نخست آن مذرب اختیاری کنم بعد از آن آنچه دیده ام بیان می نمایم شاه طاهر گفت بآن خدا سه که  
 جان من بقضه است گویم تا بر حقیقت حال اطلاع نیایم برمان شاه قصه خواب و حکایت بحالت تفصیل داد

گفت شاه طاهر باطنیان خاطر نام و واقعه امام و مناقب ایشان یکیک مذکور ساخته گفت اربابان و قواعدا این  
 مذہب نولای اہلبیت نبوت و تبرای اعدای ایشان است بریان شاه در آن محضر فیض اثر طام ستر صاحب اہلبیت  
 نوشیدہ بدین بیت ترنم گشت **س** ہ مبارک سحری بود و چہ فرخندہ شبنمی **ب** آن شب قدر کہ این تازہ براتم دادند  
 شہزادہ عبدالقادر و والدہ ایشان آسمند و دیگر فرزندان از ذکر و زانات و سایر المہم از آن شہرت اعتقاد بہرہ گشتہ  
 لولای محبت اہلبیت **ا** فرشتہ و چون خوشید خاوریات و تبر از مشرق ہدایت اثر سر بر آورد بریان شاه خواست  
 کہ خطبہ ائمہ اثنا عشر خواندہ نام صحابہ از خطبہ با قاطر گردانند شاه طاهر از محبت و شتاب مانع آمدہ گفت صلاح در آنست  
 کہ اول علمای ہر چہ از مذہب را جمع کردہ بگویند کہ من مذہب کد ام قبول کنم بریان شاه بموجب گفتہ شاه طاهر عمل  
 نمودہ ملائم محمد اوستاد و ملا و او دو افضل نائب و دیگر علمای چہ از مذہب کہ در احمد گنج جمع گشتہ بودند ہر فرد روزی  
 قاعہ در عمارتی کہ مدرس شاہ طاهر بود بحث می نمودند و ہر یک از روی جہد و ہمد بر حقیقت مذہب خود بر این  
 اقامت کردہ و لائل دیگر این تفریع می ساختند و اکثر اوقات بریان شاہ در آن مجلس حاضر گشتہ از آنکہ با کثر علوم  
 آشنا بود در صدر و تہمی شد و بعد از آنکہ شش ماہ اوقات ارباب علوم ہر بن عنوان گذشت بریان شاہ شاہ  
 طاهر گفت عجب صحبتی شناہدی شود ہر گاہ حقیقت یکی از بن چہ از مذہب و ترجیح آن بر دیگر شخص نشود و ہر کد ام کد  
 صحت مذہب خود نماید یکی از انہا را اختیار کنم اگر مذہب دیگر باشد تا حق و بطلان آن نیز بخاطر آورم شاہ طاهر  
 گفت کہ یک مذہب دیگر است کہ آنرا اثنا عشر پر گویند اگر حکم شود نیز کتب ایشان را حاضر آورم بریان شاہ بدان  
 اشارت کرد کہ یکی از علمای آن طائفہ را کہ شیخ احمد بنی میگفتند بعد از تحسین بیارند و اگر داند و با علمای چہ از مذہب  
 سعارض شدہ شاہ طاهر در تقویت اومی کوشید ایشان چون دانستند کہ شاہ طاهر شیخ مذہب است ہنگی  
 اتفاق نمودہ خصمانہ پیش می آمدند با اکثر اوقات ملزم شدہ از مجلس ہر می خاستند و رفتہ رفتہ کار بجائی رسید  
 کہ شاہ طاهر صحیحی و بسیاری از مذہب اہلسنت را در میان آورده بحث خلافت ابو بکر و حکایت طلبیدن و در  
 و قلم و قصہ بلغ فدک و امثال ذلک مذکور ساخت بریان شاہ چون دید کہ جمیع علمای از شاہ طاهر ملزم شدند  
 حکایت بیماری عبدالقادر و در خواب دیدن پیغمبر را و قصہ بحاف تبفیل باز گفت پس اکثر علمای مجلس متعجب  
 و غلامان ہندی و ترکی و حبشی و امیران و منصب داران و سلمہ داران و شاگرد پیشہ و جلو داران و فلیانان

طالب مذہب حجاز

ذکر

قریب سه هزار کس مذہب تبعہ دوران اختیار کردند و نام اصحاب تلمذ از خطبہ انداختہ با سامی سوامی حضرت اسماعیل  
 معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین اکتفا نمودند و بعد فاصلہ سیر صاحب تاریخ مذکور فرستہ چون بر پاخانہ  
 در مقام ترویج مذہب امامیہ بود و بہار دیواری در مقابلہ قلعہ احمدگرہ بر کج و شک در برہ ساختہ آنرا انگہ دوازده امام  
 علیہم السلام نام نهاد و تصویب خود و سنو و اسنا و در چندین قریہ دیگر وقف آن کردہ ہر روز و وقت آتش  
 پختہ ہونمان میداد و شاہ طاہر مکی بہت بر فخت خانہ نظام شہید گماشتہ و در حد دان شرکہ مجاہدان  
 رسالت را از اطراف و کناف در آن جمع آورد پس از خزائن شاهی زر با براق و خراسان و فارس و اگرہ و گجرات  
 و غیرہ فرستاد و طالب قدم مردم صاحب علم شد و راندک مدت خلاصہ اقالیم سبعہ جمع گشتہ احمد نگر رشک  
 گلستان ارم گوید از اسلجہ شاہ حسن الجو کہ در عہد شاہ اسمعیل صفوی بر فاخت خواجہ معین الدین صاعدی گجرات  
 آمدہ مدتہ دوران حدودی بود چون شاہ طاہر مبلغ دوازده ہزار ہون از بریان شاہ گرفتہ بہتہ خرج راہ او قتل  
 با محمد نگار آمدہ از مجلسیان حضور باد شاهی شد و ہمچنین شاہ جعفر برادر شاہ طاہر و ملا شاہ محمد نیشاپوری و ملا حیدر  
 صدر استرآبادی و سید حسن مشہدی و ملا علی کل نشی استرآبادی و ملا حسن جرجانی و ملا علی مازندرانی و  
 ایوب و ابوالکریم طاعنہ گیلانی و ملا محمد امامی استرآبادی و دیگر افاضل با محمد نگر شریف آوردہ بمناسبت از چند  
 فائز گشتہ صاحب تاریخ فرستہ وراثتای این حکایت نوشت کہ جامع این حکایات محمد قاسم فرستہ می گوید  
 کہ بخواب دیدن برہان شملہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم است بخواب غازیان خان بادشاہ  
 ایران و شیعہ شدن او چہ کہ اتفاق مؤمنین ایران و توران است کہ غازیان خان بعد از آن کہ مسلمان شد  
 دوم تر جعفر رسالت پناہی صلعم را در خواب دید و در بر مرتبہ امیر المومنین حیدر سمرہ مسند نشین بارگاہ  
 نبوت بود حضرت خاتم الانبیا تعریف بخت کردہ گفت کہ می باید نسبت باہلبیت سن طریق اخلاص سلوک  
 نمائی و پیروی ایشان کردہ سادات را اگر می داری ازین سبب غازیان خان محبت باہلبیت پیغمبر آخر الزمان  
 در صفی جان نقص بستم سادات کہ بلا و نجف اشرف را اگر می میداشت و شیعہ ندیدان را مقرب ہر گاہ  
 ساختہ بہر یک مناصب مناسب رجوع فرمودہ و بعضی از قواسم نیز نظر آمدہ کہ غازیان خان اکثر اوقات بر  
 زبان می آورد کہ منکر اصحاب نیستم و پیروی ایشان اعتراف دارم اما چون حضرت رسالت پناہ صلعم دید

قواعد محبت و اخلاص نسبت بچباب و ولایت انتساب و یازده فرزندان اید سفارش کرد و من اینچنین لوازم  
 اخلاص و خدمتگزاری است نسبت با ایشان بجای اکر و غار از خان از کمال محبت که با اهل بیت داشت  
 در حین رحلت برادر خود او و بجا بنویس سلطان را که سلطان محمد خدا بنده شهرت دارد و محبت اهل بیت و محبت  
 فرمود آن بادشاه کار از برادر و گذرانیده مذہب شیعه اختیار کرد و نام دوازده امام را در خطبہ و سکہ ثبت  
 نموده نام باقی صحابہ عظام را ساقط ساخت انتہی مولف گوید کہ اگر مذہب امامیہ حق است احوال دیگر  
 مذہب چون خواهد بود و اگر مذہب دیگر حق اند سفارش حضرت رسالت مآب در ترویج آن مذہب چه معنی  
 دارد الا صراحتہ بیست و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین امید کہ چون عزیزان معاملہ فہم  
 کار آگاہ بدین جا رسند سر سری نگذرد و اسماں نظر فرمودہ زمام التفات از دست ندرند کہ محل تامل و  
 مقام فکر است **قال** ای مخاطب اول حضرت رسول اللہ کو اپنی زندگی میں حضرت امام حسین کے شہید  
 ہونے کی خبر ہوئی تھی حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر اس واقعہ کو بلا کی خبر کر دی تھی سپر ہی رسول خدا نے  
 کہیں نہیں فرمایا کہ ہر سال سطح کی ترتیبیں گنبد دار ابرک بانس وغیرہ سے بایندی اور علم ہر شہر میں حضرت  
 امام حسین کے نام کو نیا یکچھو کوئی ضعیف حدیث بھی اس میں روایت منوی اقوال مستعین در حدیث  
 صحیح وارد شدہ کہ بوقت خبر دادن جبریل البشادات امام جلیل آنحضرت صلعم از پر و چشم مبارک  
 اشکامی حسرت ریختند چنانچہ شاہ عبدالغفر نیز در رسالہ سر الشہادتین نوشتہ و اخراج الحاکم و  
 البیہقی عن اہل الفضل بنت الحارث قالت دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یوماً  
 بالحسین فوضعتہ فی حجرہ فحانت منی التفاتہ فاداعینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم  
 فقیل انما یجوز فیہ فاحبتر ان امتی تقتل نبیہذا و اتانی بترنبہ من تربۃ حمراء  
 و بعد ملاحظہ حدیث مذکور از نظر انصاف افادہ فرمائید کہ در مصائب جناب امام مظلوم کریمہ کردن سنت  
 پیغمبر خداست و بابت اہل ہوا و صورت اولی تارک سنت کیست و بحالت ثانیہ گریہ پیغمبر را جواب  
 چیست و ملا حسین واعظ در روضہ الشہداء گفتہ گریہ درین ماتم موجب حصول رضای ربانی و سبب  
 وصول ریاض جاودانی است چنانچہ در حدیث آمدہ من بکی علی الحسین او ابکی وجبت لہ الجنة

یعنی هر که بر حسین بگریزد یا بگریزاند سزاوار باشد که او را در بهشت ببرد و جبار الله ز محشر می فرماید  
 که هر که بگریزد بهشت مرا و را واجب می شود و هر که خود را گریان فرماید بکلم من تشبه بقوم فهو منهم در وند  
 و حیت له الجنة داخل است انتی و مخاطب و الامقام در معنی بتاکی که جبار الله ز محشر می بیان کرده و در بهشت  
 برای آن تصریح نموده تا مل نگیرد بتاکی بعینه مشابه تو اجد است و برای تو اجد اهل حال آنچه مرا تب بیان  
 کرده اند بوجه غایت شهرت محتاج نقل عبارت نیست فافهم و لا تغفل و چون این نقش تازه بر صفحه ظاهر  
 حسن ارتسام یافت پس مخفی نماند که در سابق به تشریح تمام و توضیح تمام ز تمم پذیر شده که تفریه که عبارت است  
 از نقل روضه انور و ترتیب که اشارت است بتقل قبر مطهر امانت بر بکا میدهد و امریکه بر بجای کند ای که طایفه  
 انیقه جناب رسول زمان علیه و اله الصلوات من الله التان و موجب ترتب و جوب جنان باشد معین  
 بود ظاهر است که مورت استحقاق ثواب فراوان استحقاق انعقاب پایان خواهد بود و هم حدیثی که  
 بر اباحت نقل قبر که تفریه شریف نیز از ان قبیل است دلالت دارد در مقدم تحریر یافته فندکر و بطریق  
 منزل میگویم که برای انقاد محفل میلاد شریف باده بیج الاول هر سال حدیثی ضعیف هم وارونه شده و  
 جمهور اهل سنت و جماعت این انقاد را مستحب دانسته برای مجلس کتبه ثواب با مقرر کرده اند  
 كما قال الشيخ الدهلوی فی رساله السماع بما ثبت من السنه فی ایام السنه فالجواب الجواب  
 قال مخاطب کیا تا شاه که پیغمبر خدا را سی با تین کمانی پیغمبر حاضر و پیشاب او مستحب او را و اب  
 کی تفصیل تا گئی او را اس تفریه کا نام می ایبار نلیا او مصیبت بین کمین مرثی او کتاب او روضه او  
 شبون کا حکم ندای بلکه خلافت اسکے گئے اور کر گئے اقول و بتعین اسچا فاده نموده مردود است  
 بچند وجه اول انکه شیخ عبدالحق در مدارج النبوة بصفه ۷۷ گفته آنحضرت صلعم دیدم حمره را که کشته شد و  
 شله کرده شد صحره زد و گفت مصیبت زده نمی شدم من هرگز مثل تو ندیده ام من هیچ جانی ایستاد  
 غصه ناک سازنده تر مرا از اینجا و نقول است از ابن مسعود که گفت ندیدم ما آنحضرت را صلعم گریه کننده تر  
 هرگز سخت تر از گریه دی بر حمره بن عبدالمطلب ایستاد بر جنازه وی و گریه کرد و بر داشت آواز با پیغمبر  
 شند و فرمود که یا حمره یا حمره رسول الله یا رسول الله واسد رسول الله یا حمره یا فاعل انی ابرات حسیا

یا کاشف الکریات یا حمزة یا ذاب عن وجه رسول الله صلعم و از اینجا معلوم می شود که در زبیر  
و بیاطقی فرماید و آه دنا لیر بوجوه آمده است و الله اعلم انتهى و در صفحه ۱۵۱ و ۱۵۲ و ۱۵۳ نوشته و حسی میگوید  
اتفاقاً در جنگ گاه حمزه را دیدیم که چون شیرست و در میان قوم در آمده بود و صفوف لشکر قریش را در برهم می  
شکست ناگاه سباع بن عبدالعزی خزامی از صف کفار بیرون آمده بود و مبارز می طلبید حمزه بر آمد  
سباع را کشت و من در پس سنگی نشسته بودم در محین و حربه بیکوی انداختم چنانکه حربه من کم خطا کرد و  
چون حمزه غافل نزدیک من رسید حربه خود را بسوی او انداختم بر عاتق او چنانکه از طرف دیگر سر بیرون کرد  
و دیدم که حمزه متوجه من شدن روی فرار آوردم پس در راه بقتل او و جاعلی از یاران وی بر سر وی رفتند و گفتند  
یا ابا عماره جواب ایشان نگفت و انتم که آخر شد صبر کردیم تا مردم از سر دی دور شدند و فرم و حربه بخوبی  
برداشتیم و شکم او بشکافتم و جگرش را بر آوردم و بنزد من بردم و گفتم اینک جگر حمزه قاتل پدرت از من است  
او آنرا فرو خاشید و بیرون آورد و بنیداخت و گویا بوی گفته بود که چون حمزه را کشتی جگر او را بنزد من بیار یا  
این سیاه فاسی القلب این را از پیش خود کرد و مهند جاسه علی و زیور خود را تمام بمن داد و وعده کرد که چون  
بکه روم ده دنیا ز سرخ بودیم آنگاه گفت بمن نهائی که مصیروی کجا است او را بد آنجا بردم بپی و کوشش و  
اکت او را قطع کرد و با خود بکه برد و بجهت مضع جگر حمزه بند را آکله الا کبا و خواندند و مریت که بعد از آنکه کافران  
رفتند و مسلمانان در میان میدان در آمدند نفحص کشتگان خود می کردند فرمود انحضرت ما فعل عی ما فعل حمزه علی  
کرم الله وجهه نفحص مشغول شده بر سر حمزه رسید و او را بدان بیئت مشاهده کرد و در گیر شد و مرا حجت نمود که انحضرت  
صلعم را از صورت واقع گردانید سید عالم با علی همراه آمده بر سر حمزه ایستاد و فرمود ما وقت متفقاً غنیمت  
من ندانگاه فرمود و الله اگر بر قریش دست یابیم هفتاد کس از ایشانرا شله کنم جبریل علیه السلام آمد و این بیئت  
آوردان عاقبتم فطمعوا شل ما عو قتم به و لن مبر تم ابو خیر للصابرین یعنی اگر عذاب و سزا دهمید عتاب کنید  
بیانند آنچه عتاب کرده شده اید شما بآن و اگر صبر کنید بر آئینه صبر بهتر است مرصبران را انحضرت فرمود و الله  
صبری کنم و از ان داعیه گردشتم و بعض آن هفتاد نوبت برای حمزه استغفار کرده و در حدیث آمده است که  
انحضرت فرمود اگر خاطر صغیر در میان نمی بود و فون نمی ساختم حمزه را و میگذاشتم که سباع و طیور می خوردند

و حضرت کردی و از خدا تعالی از درون ایشان و آورده اند که چون صفیه عمره رسول الله صلوات الله علیه و حمزه بن المطلب  
 از در پیداشد پیغمبر صلوات الله علیه بر روی زهر بن العوام فرمود و الله خود را باز کردان تا برادر خود را باین حال نه  
 بیند و در روضه الاحباب می گوید که آخر صفیه بر سر حمزه آمد و وی دعا طعمه می کردستند و بگریه ایشان آنحضرت  
 تیر بگریه در آمد و فرمود آنحضرت که حمزه بن عبد المطلب را در میان اهل هفت آسمان اسد الله و اسد رسول  
 نوشتند و بن فاصله قلیل می نویسند منقولست که چون مسلمانان روی بنرمیت آوردند و حضرت رسول را صلوات  
 الله علیه و آله از ایشان حضرت در غضب آمد و عرق از پیشانی بپایونش تقاطر گشت و مثال مرورید و دید و رانخت  
 قطره کرد علی بن ابیطالب را که بر پهلوی مبارکش ایستاده است فرمود چون است که میرادران خود ملحق نه  
 کشتی علی گفت لا کفر بعد الایمان ان لی بک اسوة ایاکا فرمودم از ایمان بدرستی که مرا بتوافقت است یعنی  
 مرا به شما کار است بایاران و برادران که در پی غنیمت رفتند و نه بریت نمودند چه کار دارم درین صین جمعی از  
 کافران متوجه آنحضرت علیه السلام شدند فرمود ای علی مرا ازین جمع نگاهدار و حق خدمت و نصرت سجا آر  
 که وقت نصرت است علی مرتضی رضی عنه متوجه آنقوم شد و دما از روزگارشان بر آورد و ایشانرا شتفرق  
 گردانید و جمعی کثیر را بدین فرستاد و آمده است که در آن زمان ملائکه تیر حاضر بودند جبرئیل و میکائیل علیهما السلام  
 بنشینال دو مرد و جانم سفید بر زمین و میار آنحضرت ایستاده بودند و محافظت وی میکردند و با کفار محاربه  
 می نمودند و مشهور است که محاربه ملائکه مخصوص بغزوه بدر است و در غیر آن حضور و امداد و اعانت ثابت  
 است نه محاربه و مقاتله چنانکه ذکر این معنی در غزوه بدر گذشت و گفته من و الله اعلم تواند که ترویل ملائکه هزار عبد  
 هزار قبائل کفار مخصوص بدر باشند اما ملازم جبرئیل و میکائیل که ملازمان خاص و نگاه اندر نیجا باشند و  
 محاربه کرده باشند منافات ندارد و می گویند که چون علی مرتضی که م الله و همه این مردانگی کرد و نصرت داد  
 جبرئیل علیه السلام فرمود که این کمال مواست جو انخردی است که علی با قومی بود آنحضرت فرمود بانه منی و اما  
 سینه یعنی بدرستیکه علی از من است و من از و یکم کنایت است از کمال اتحاد و اخلاص و یگانگی و آید بهست  
 که چون آنحضرت این کلمه فرمود جبرئیل گفت و اما شکما سن از شما هر دو ام و گویند آوازی شنیدند که گویند  
 غیبی میگفت لا فتی الا علی و لا هی الا اسیف الا ذوالفقار در کتاب معارج النبوة و کتاب کشف الغممه ذکر این واقعه



مبسوط مرگوشم و در آخر آن آورده که آنحضرت فرمود ای علی می شنوی سرخ خود را که ملکی که نام او ضیون  
 است در آسمان می گوید لا فقی الا علی لا سیف الا ذو الفقار انتی و در روضه الاحباب می گوید که این حدیث  
 را باین طریق بعضی از اکابر محدثان و اهل سیر در کتب خویش آورده اند و لیکن در پی که محکم رجال است در  
 سیر ان الا اعتماد التضعیف و کمذیب راوی نموده است و الله اعلم گفت بنده مسکین خصه الله بزیاده یقین که  
 ظاهر ائمه ناد علیا منظر العجائب هدرین محامله و معار که واقع شده است اما در کتب حدیث هیچ ذکر آن  
 نکرده اند و الله اعلم و با جمله وی رضی الله عنه حق مبارکت و محاربت و بلاوت و شجاعت بجائی آورده که  
 فوق آن تصور نتوان کرد و روایت از قیس که وی نیز پیش سحر روایت کرد که گفت علی مرتضی شنیدم که  
 الله وجهه که فرمود در روز احد شاتر و هضبه بن رسید که در چهار ضربه از آن بر زمین افتاد و در برابر کسی ایستاد  
 مردی خوب روی خوش روی بازوی مرا میگرفت و مرا بر پامی کرد و میگفت متوجه کافران شو که تو در طاعت  
 خدا و رسول وی و ایشان بر دوازده تراضی اند بعد از فراع خبک انواقه را بحضرت رسالت عرض کردم  
 آن سرور فرمود صلی الله علیه و آله که تو او را می شناسی گفتم اما بدو چیکوی می دانست فرمود ای علی  
 خدا اتقانی چشم ترا روشن کن و آن چهره یل نذنبه چون در نیجا ذکر فضائل خباب سیر المؤمنین علی ابن  
 ابیطالب علیه السلام بمیان آمدند مناسب می نماید که چند احادیث فضائل آنجناب ذکر کرده آید چه محقر  
 صلعم فرمود ذکر علی عبادۃ قال ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقة الحدیث التاسع اخرج  
 البرار والطهاری فی الاوسط عن جابر بن عبد الله والطبرانی والحاکم والعقیلی فی الضعفاء  
 وابن عدی عن ابن عمر الترمذی والحاکم عن علی قال قال رسول الله صلعم انا  
 حدیثة العلم و علی یلمها و الحدیث الحادی والثلاثون اخرج ابو نعیم و ابن عساکر  
 عن ابی لیلی عن رسول الله صلعم قال الصدیقون ثلثة حبیب النجار مؤمن ال لیل قال  
 یا قوم اتبعوا المرسلین وحق قیل مؤمن آل فرعون الذی قال تقتلون رجلا ان یقول  
 ربی الله و علی ابن ابیطالب و الحدیث الثانی والثلاثون اخرج الخطیب عن انس  
 ان النبی صلعم قال عنوان صحیفه للمؤمن حب علی ابن ابیطالب الحدیث الرابع

والثلثون اخرج الدارقطني في الاخر اخرج ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم  
قال على باب حطة من دخل من كان مومنا ومخرج منه كان في الحديث الخامس والثلثون  
وورثه جميعه مواعق محقة نوشته در يك روايت آمده كه رسول الله صلى الله عليه وسلم در مرض موت گفت ايها الناس ترويك  
بأن رسيد كه من مقبوض شوم واز ميان شما برون روم و قبل از اين با شما گفته بودم اين زمان تيرى گويم تا  
غدا ريزا بديدانيد كه من كتاب پروردگار را و اهل بيت خود را در ميان شما خواهم گذاشت انگاه دست على رضى  
عليه السلام را گرفته بلند ساخت و فرمود هذا على مع القرآن و القرآن مع على لا يفترقان حتى يردا على الحوض  
فاسألهما خلفهم من على باقر است و قرآن با على است از يكديگر جدا نخواهيد بود تا وقتيكه وارد شويد بر من و هرگز  
پس از حال نشان خواهم پرسيد كه با ايمان چگونه سلوك كرده ايد بعد از من و امام احمد در مناقب سجدت طويل  
روايت كرده من مات بجك بعد موتك ختم الله بالاسن و الايمان ما طلعت شمس و غربت يعنى هر كس كه بعد  
از موت تو بر محبت و دوستى تو ميبرد خدا تعالى ختم كار او با من و ايمان خواهد كرد تا روز قيامت و بر روايت  
دارقطني مرويت كه على رضى الله عنه با شمش تن كه از اهل شورا بود نزد حدثنى طويل گفت و انما نجد بود انكه خود  
از شما سوال ميكنم كه ايا در ميان شما خيرى كه هست كه رسول الله صلى الله عليه وسلم در حق او گفته باشد انت قسم النار يوم  
القيامة و در معنى اين حديث است حدثنى كذا على ابن موسى الرضا مرويت كه رسول الله صلى الله عليه وسلم على رضى الله  
تعالى عنه را گفت انت قسم الجنة و النار فيهم الفقيه تقول لنا سر هذا لى و هذا لك يعنى تو قسمت كننده  
بهشت و دوزخى و دوزخ با تو خواهد گفت در روز قيامت كه اين گروه يعنى اهل دوزخ حصه من اند و آن گروه  
يعنى اهل بهشت حصه تو در مريت از اين همان كه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يجوز احد الهراط الاسن كتب ر على الجوز  
يعنى بر هراط نمى گذرد مگر كسى كه على ابن ابي طالب گذشتن او را نبويد و روايت كرو طبرانى و ابن ابى حاتم از  
ابن عباس رضى الله تعالى عنهما كه گفت نازل نه شپش آيه يا ايها الذين آمنوا و عملوا الصالحات تذكر انكم  
على امير و شريف آن بود كه خدا تعالى و چند سكان اصحاب محمد را معاتب ساخت و ذكر على نكرد مگر بخير و نحو  
دين عاكر از ابن عباس روايت كرده كه گفت قرآن نازل نشد در نشان احدى اين مقدار كه در  
نشان على نازل شد و اين عاكر از ابن عباس روايت كرده كه سجد آيه و نشان على نازل شد و اين

اخرج الخطيب بن البراء و الدارقطني و ابن عباس و ابن عقال على من تروى روى من رواية م

ابن سعد از سعید بن المسیب روایت کرده که گفت هیچ کس از اصحاب سلونی نگفتند یعنی نگفتند که از رسول  
 کنید آنچه خواهد که علی که سلونی میگفت و از جمله کرامات ظاهره علی است که در وقتی که سر مبارک حضرت  
 رسالت پناه صلعم و کنار وی بود بر آن حضرت وحی نازل می شد و علی نماز عصر گذارده بود و پیغمبر صلعم فارغ شد  
 تا وقتیکه آفتاب غروب کرد و آنگاه آنحضرت فرمود اللهم انه کان فی طاعتک و طاعة رسوله فاسرده علی  
 الشمس فطلعت بعد ما غربت یا علی و اطاعت و فرمان برواری تو رسول تو بود و آفتاب را  
 برای وی بازگردان آنگاه آفتاب طلوع کرده بعد از آنکه غروب کرده بود و روایت سلفی مرویست از عبد الله بن  
 بن احمد بن حنبل که گفت از حال علی و معاویه از پدر خود سوال کردم گفت اعلی ان علیا کان کثیرا کاعدا  
 فقتله اعداؤه شدید فاجتمعوا فی الجبل فذبحوه و قالوا اطمینا کما دأبنا علیه و کثیرا لا عدل  
 بود و ادعای او پیش کردند که شاید که خطای یا منقصی در وی یابند آنرا نیافتند آنگاه ترو مروی آمدند که با وجود آن  
 و مقاتله کرد و در سال الف و دج و ثنای آن مرد کرد و در بخیر یک در و نبود از جهت که در حمله با او و احد از او سعید خدری روایت کرده  
 که آنرا نظیر کربلا و نشان نجس نازل شد پیغمبر است صلعم و علی و فاطمه و حسن و حسین رضی الله تعالی عنهم و ابن جریز فرمود  
 این نطق روایت کرده از زکریا بن ابراهیم که از ائمه اهل بیت علیهم السلام روایت کرده و سلم بن طارق  
 فی خسته فی النبوة و السلام و فی علی و حسن و حسین و طبرانی تیر روایت کرده و سلم بن طارق  
 روایت کرده که رسول الله صلعم ایشانرا در زیر کسای یعنی عبا می که بروی بود و او را و این آیه بر خواند بصوت  
 رسیده که رسول الله صلعم عبا را برین چهار کس پوشانید و فرمود اللهم هؤلاء اهل بیتی و خاصتی اذهب  
 عنهم الرجس طهرهم و تطهیر یا خدا یا این جماعت اهل بیت و مخصوص من اند میرا ایشان گناه را پاک  
 گردان ایشانرا پاک گردانی آنگاه ام سلمه گفت من تیر ایشان ام رسول الله صلی الله علیه و سلم فرمود آنک علی  
 خیر و مر دیست بروایت امام احمد و طبرانی و ابن الجحیم و امام از ابن عباس رضی الله تعالی عنهما که چون آیه  
 قل لا اله الا الله علیه اجر الا المودة فی القربی نازل شد اصحاب گفتند یا رسول الله صلعم خوشان شما که  
 واجب است بر ما دوستی ایشان چه گستاخ رسول الله صلعم فرمود که علی و فاطمه و پسر ایشان رضی الله تعالی  
 عنهم و در سند این حدیث شعبی غالی است لیکن راست گواست و ابوالشیخ و غیره از علی روایت کرده اند

که فرمود و در شان با الهیت آیتی نازل شده و حفظ مودت با کند مگر بر موفی بعد از ان این آیه بر خوانند و قتل  
لا استلکم علیه اجر الا المودة فی القربی و نیز از طریق اسی که روایت کرده اند از چند طریق اسناد که  
بعضی از ان اسناد حسن است که وی رضی الله تعالی عنه خطبه خواند از ان جمله این بود که گفت من عرض کنم  
فقد عرفتم من لم یحرف فانا الحسن بن محمد صلیم کس مرامی شناسیده و کس که مرامی شناسیده  
حسن بن محمد بن محمد صلی الله علیه و سلم بعد از ان این آیه بر خواند و تابعت حمله ابراهیم گفت اناب البشیر  
و انابن الشنید من یسر اکسب ام که بشارت و میده و بیم کننده بود و من از اهل بیت هستم که خدا انتقام  
دنیا را که فرض ساخت است مودت و موالات ایشان را در پی محمد صلی الله علیه و سلم نازل شده قتل لا  
استلکم علیه اجر الا المودة فی القربی و حسن و من یقتضی حسنه فی دله فیها حسنا و اقتراف  
حنات یعنی اکتساب جنات دوستی با الهیت است و طبرانی از امام زین العابدین رضی الله عنه روایت  
کرده که چون از واقعه پربش حسین ویرا اسیر کرده بجانب شام بردند شخصی از اطراف شام در شهر باوی ملاقات  
کرده گفت الحمد لله که خدا متعالی شما را مقتول است اسل گروانیده و قطع فتنه شد امام زین العابدین رضی  
الله عنه را شخص را گفت آیا بخوانده قتل لا استلکم علیه اجر الا المودة فی القربی آن شخص گفت  
قربی درین آیه شما یکه گفت علی مراد ازین قربی ما نیم انتهی لمخصا شیخ عبدالحق در مدارج النبوة در صفحه ۲۱۳  
می فرماید القصد محاربه و مقاتله میان دو لشکر واقع شد خصوصاً از علی مرتضی درین نحو اخذ حق مبارزه  
و مقاتله واقع شد از حد قیاس و عقل بیرون چنانکه در اخبار وارد شده است لضربه علی بن ابی طالب  
یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامة کذا فی سروضه الاحیاب  
و آنحضرت دعا نکرد و حق مرتضی و شمشیر خود را که ذوالفقار نام داشت بوی عطا فرمود و انتهی چون بنیاد  
از او صاف حیدر گراشتندی اکنون قولی مختصر از مسأله عجیبه علمیه پیشین که اکابر ایشان حدیث قدسی  
لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار و نا و علیاً را شمار نمایند که مرتبی مدارج النبوة و حدیث انا  
صدیقة العلم و علی بابها و حدیث رجوع شمس و نزول آیه ذوی القربی و حق اهل بیت و نزول  
آیه تطهیر و در شان آل عباس چنانچه سابقاً گذشت موضوع میدارند کافی الصواعق المحرقة و الثغفة العزیزیه

جناب افضل المحققین علامه بلوی طاب ثراه و زمره ائمه شریعی فرمایند اما جائه ثانی و ادراود اعانت  
 علماء اهل سنت و باره اهل بیت رسالت نیز طایر و بابر محتاج به بیان نیست جمہور ایتنان برای ادنی  
 شیخ مجہولی کہ متخی از فضائل و فوائد نفسانی و متخی بر زایل روحانی باشند ہزاران مناقب روایت می  
 کنند و روایات موضوعہ را کمال الشرح صدر تصحیح نمودہ انبات فضائلش می نمایند چون ثوبت بحضرت  
 امیر المومنین می رسد احادیث صحیحہ را ترغیف و تضعیف می نمایند و ہر گاہ از تضعیف عاجز می شوند تا ویلات  
 بارہہ را کہ یکبار می برند جایگزین بر ناظر کتب کلامیہ آنها واضح و واضح است و ذکر آن درین مقام موجب  
 اطالت کلام است انھو امی صالید سر کلا کلا لایزال کہہ بربیک حدیث اکثفا نمودہ شد نزدیک بود ہوا  
 و طہرانی با سنانید خود روایت کردہ اند کہ آنحضرت فرمود انما مدینۃ العلم و علی بابہا و روایت دیگر ترند کہ  
 چنین روایت کردہ اند ادا دار الحکمتہ علی بابہا بانکہ حاکم این حدیث را تصحیح نمودہ و بعضی علماء متاخرین تحسین فرمودہ  
 الہست بابر عادت ستمرہ خود و ادلائع صدور حکم وضع نمودہ بعضی علماء را انہا لہاظ تصحیح حاکم و تحسین بعضی  
 متاخرین بشیر و دیگر دل تشاد کردہ تا ویل یکی در متنبہ حدیث نمودہ کہ را د از علی معنی لغوی است یعنی  
 من شہر علم و بلند است دروازہ آن شہر این حجر در صواعق محرقہ می گوید و شد بعضی فاجاب باب معنی  
 و علی بابہا من العلم علی حدیث اہل اہل استقیم رفع علی توبینہ کا و را بد یعقوب انتہی بطور  
 خبری ضعف این تاویل واضح بعضی متنبہ بر ضعف این توجیہ شدہ و رسید و معارضہ آن در آمدہ و در مقابلہ آن  
 حدیث دیگر وضع نمودند و آن انیت انما مدینۃ السلام و ابو بکر اسامہا و عمر حیطانہا و عثمان  
 اسقفہا و علی بابہا و انار و محائل وضع کا شمس فی رابعۃ النہار و روشن و منجلی است یہ سقف خانہ  
 را محمول است و سقف شہر و نہایت غرابت است مگر انیکہ مراد از سقف شہر سقفیہ خی ساعدہ بودہ  
 باشد کہ اساس پنجان شہر را سقفی چنین در کار است انتہی چنانچہ ذکر طوالت میخواد و مقام از بیان آن  
 ابی است لہذا اند کہ حدیث ششمین ختام این مقولات می کند و ترجمہ صواعق محرقہ گفتہ کہ طہادی و قاسم  
 در نسخا گفتہ کہ حدیث رد افتاب صحیح است و شیخ الاسلام ابو فریحہ گوید حدیثی حسن است و غیر از ان علی  
 قسامت او شود و رد کردہ اند بقول جمعی را کہ گفتند این حدیث موضوع است انچہ شیخ عبد الحق در ارجح القیو

جلد دوم صفحه ۳۱۳ نوشتند و در مواهب گفته روایت کرده است این حدیث را طحاوی که از اکابر علمای حنفیه است و در اصل شافعی بود و رجوع کرد از این بحنفیه و در شرح مشکلات الآثار و حکایت کرده است قاضی عیاض مالکی و گفت طحاوی که احمد بن صالح که از ثقات ملام حدیث است و در تریه احمد بن حنبل می گفت نزد او نیست مگر کسی را که سبیل وی علم است و تخلص و تخلص از لفظ حدیث اسامی را که از علایم نبوت است و بعضی گفته اند این حدیث صحیح نیست و این جزوی آورد و موضوعات نوکر کرده و گفته این موضوع است بشک و در سند وی احمد بن داود است و وی متروک است همیشه کذاب است چنانچه در قطع گفته است و این همان گفته وضع میکرد حدیث را و نیز این جزوی گفته که روایت کرده است این حدیث را ابن شایب و گفته این حدیث باطل و از غفلت و اضع او است که تطبیق کرده بصورت فضیلت و تصویر نکرده عدم تأیید آنرا دانسته که مصلحت عصر بصیوبت آفتاب قضا کرد و در جرم شمس و امنی کرد آنرا و تحقیق او را کرده است این بحنفیه و بعضی علمای دیگر رد و الف و ذکر کرده است حدیث را بطریق وی در حال وی موضوع است و گفته که عجب است از گفت که وی

قاضی عیاض با جلالت قدر وی و علو قدر وی و در علوم حدیث چگونه ساکت ماند از وی ایهام گفته است و او را نقل کننده نبوت او را گفت کاتب حروف عفی الله عنه که قول این قائل که نماز عصر بفریب آفتاب قضا گشت و رجوع شمس و امنی گرداند او را محل نظر است زیرا که قضا بر تقدیری گردود که آفتاب باقی ماند بر بصیوبت و فوات وقت اما اگر وقت تیر عاند گردود چرا ادا نشود و معنی ادا نیست مگر وقوع نماز در وقت اگر چه با عاده وقت باشد و تیر بعد از اعتراض جلالت قدر قاضی عیاض و علو قدر وی مناسب توقیف است و او است نه جرم نه بطلان و انکار با وجودیکه نقل طحاوی و احمد بن صالح آنرا تصحیح کرده باشند و این جزوی مستعمل است در حکم موضع و ادعای آن و وثوق نیست بقول وی درین باب انتهى و درین باب حکایتی است عجیب که سید علیخان مدنی در انوار الرشید آورده که ابو منصور غفر له و بعضی را بحسب بنیاد و دیدند که بعد از عصر این حدیث را مذکور ساخت و بالفاظ خود تفسیق و تزیین می داد و ذکر فضائل اهل بیت می نمود و درین اثنا قطعه از بطاهر شد و مال آفتاب گشت چنانچه مردم طن غروب آفتاب کردند آنگاه و اعظم نکور بر جاست بالای سنبه و اشارت به آفتاب کرده این شعر را که در لایق بی

یا شمس حتی یلقی به مدحی کلال الصطفی و لنجمله + و انشی عنانک اذا ردت شامم + انسیت  
 ان کان لوقوف لاجله + ان کان للولی و فوفک فلیکن + هذا الوقوف لخیله و لرحله +  
 خطمت الشمس من تحت العین عند انتهاء الاشیات فلا یلذی حاسری علیه من الاحوال  
 والشیاب یومئذ انقضى و هكذا فی ترجمه الصواعق و فی باب علامه علی علیه الرحمة و کشف الغم  
 آورده که بعضی را در وصف ذکر فضل خباب امیری کرده پس آفتاب قریب به غروب رسید و رافق بیگی  
 بهم رسانید پس آن داعی خطاب کرد بسوی آفتاب و گفت شعر لا تغربن یا شمس حتی یقضى مدحی  
 لصوالصطفی و لنجمله + و انشی عنانک اذا عمت شامه + انسیت اوصاک اذا فرغت لاجله  
 ان کان للولی و فوفک فلیکن + هذا الوقوف لخیله و لرحله پس آفتاب رافق روشن گردید تا آنکه مدح آنجناب تمام  
 رسید چونکه سامعین بسیار مجتمع بودند این قصه را خواص و عوام نقل کردند و نقلش متواتر رسید و انتمی به  
 کجا بودم اکنون کجا آمدم به زبانه فرم اما سجا آدم به الحال باز بمطلب می روم یعنی شیخ عبدالحق در مدارج النبوة  
 به صفحه ۱۴۵ و ۱۴۶ می نویسد آورده اند که چون مصیبت زدگان باستقبال آنحضرت پیرون آمده بودند فاطمه  
 و قمر حمزه به سر راه آمده بودند لشکر رسول را دید که جوق جوق می آیند هر چند تفحص نمودید پدر خود را و بریان ندیدید  
 صدیق را پس رسیدید بر من کجا است که او را در لشکر نمی بینم دل صدیق سوخت و آب در دیده گردانید فرمود  
 اینک آنحضرت می رسد چون خواجہ رسید پدر خود را ندید پس آندو عنان مرکب خواجہ را گرفت و گفت یا  
 رسول الله پدر من کو خواجہ فرمود که پدر تو من باقم گفت یا رسول الله ازین سخن بوی خون می آید و اشک  
 از دیده وی بریزان گشت و باران تیر سبوا فقتل او در گریه در آمدند بعد از آن گفت فاطمه یا رسول الله کیفیت  
 شهادت پدرم تقریر فرمای گفت ای فرزند اگر آنرا صفت کنم دل تو طاقت نیاید و خروشن و نا لایق ضعیفه  
 زیاده گشت و در اینجا حکایتی غریب است که نقل کرده اند که چون آنحضرت صلوات الله علیه بر تریول فرمود از اکثر  
 خانه های انصار آواز گریه شنید مگر از خانه حمزه فرمود لکن لا یوکی له یعنی حمزه زنانی که بروی گریه کنند  
 ندارد انصار چون این سخن شنیدند زنان خویش را گفتند که نخست سجانه حمزه روند و بروی بگیرند آنگاه سجا  
 خویش آیند و بر کشتگان خویش گریه کنند زنان انصار میان شام و خفتن سجانه حمزه کردند تا نیم شب بروی





بدنی که لازمه بشریت است می باشد نگاه با فاطمه فرمود که پیران خود را پیش آری پس فاطمه حسن و حسین را  
 علیهم التحیه و التذیة و این سخن حضرت صلوات الله علیه آورد چون او را بد آن حال دیدند گریه آغاز نهادند و چنان گریه و زاری  
 کردند که از گریه ایشان هر که در خانه بود بگریست آنحضرت صلوات الله علیه ایشان را بوسید و در باب تخطیم و احترام محبت  
 ایشان صحابه و تمامه است را وصیت فرمود و در روایتی آمده که آنجا که بر فرجچه بودند بگریستند چون او را  
 گریه ایشان بگوش مبارک رسید آنحضرت علیه السلام تیر بگریست ام سلمه گفت یا رسول الله که گمان گشته  
 و آیند و تو معذور گشته موجب گریه چیست فرمود گریه من برای رحم و شفقت بر امت است که آیا بعد از  
 من حال ایشان به کجا خواهد رسید بعد از آن عاقلان پیش رفت و گفت یا رسول الله چشم بکشای دور  
 من نگاهی فرما و وصیت کن چشم مبارک حضرت بکشان و فرمود ای عاقلان تیر بگریست و فرمود که ویروز  
 که وصیت کرد و همان است باید که بموجب آن عمل کنی و حفصه تیر پیش رفت و با و سنویری که با عاقلان مکالمه  
 فرمود با حفصه تیر گفت و تمامه از ولج سطره را وصیت کرد بعد از آن فرمود بر او رسن علی را بیا برید سطره  
 بیا و بر بالین آنحضرت بنشست و سر مبارک را بر انبساطی خویش نهاد و آن سر و فرمود ای علی خلاص  
 میودی پیش من چندین مبلغ دارد که از دی برای تهیه لشکر اسامه بقرض گرفته بودم زنهار که حق او را  
 از من ادا کنی و فرمود ای علی تو اهل کسی خواهی بود که در لب حوض کوثر بمن برسی و بعد از من  
 بگرد و مات تو خواهد رسید باید که دل تنگ نه شوی و صبر کنی و چون به بنی که مردم دنیا اختیار کنند باید که آخرت  
 را اختیار کنی انتی چون مردم نکته سنج درین مقام بر سندانها و آنحضرت را صلوات الله علیه بعد از من بگرد و مات تو  
 خواهد رسید باید که دل تنگ نه شوی و صبر کنی و چون به بنی که دنیا اختیار کنند باید که تو آخرت را اختیار کنی نیک  
 نامل نمائید که صدق این سخن خلافت خلفا از من نیست فافهم و لا تکن من الغافلین و جناب الفضل المحققین  
 و سید المحدثین سحمان زمان حضرت سیدنا علی خان اعلی الله مقامه فی افراد لیس الجنان در وجهی می فرماید  
 و از آیات زاویه و حج با بهره که دلالت قطعی بر غصب خلافت از خلیفه برحق دارد و اگر بخاریر علما جمع شوند و  
 قادر بر شریک شو باشند و بوقی فتانی خود را عرقی لبحوض و غور سب از سر مودع این اشکال تعذر التفتی  
 نمائند که وحدنی است که صاحب کتاب ریاض الصغیر با این همه تعصب که تا بغش پیدا است بکتاب مذکور نقل

کرده عن علی رضی الله عنه قال قال رسول الله یا علی کیف انت اذ ازهد الناس فی الاخرة  
 ورجعوا فی الدنیا واکلو الترات اکلأما واجوا المال حباً جماً واتخذوا دین الله غلاماً  
 وصال الله وکلا فقلت اترکهم و ما اختاروا و اختار الله و رسول الله و الا سرا الاخرة و اصبر و صصبت  
 الدنیا و دلوها حتی الحق انشاء الله تعالی قال قل الله افعل ذلک به اخرج به الحافظ الشافعی و الا یحیی  
 حالیا این فاقدا لا دراک بنجرت علما می سنی عرصه میدید که وقوع ما الخیر و محجور المصادق لا ینکله هم انشاء  
 مشار الیه هم از حضرت مرتضوی بین بند ه سیر حکم که ان اشخاص موصوف بصفات کذائیه که امیر المومنین علیه السلام  
 اترکهم و ما اختیار و حق شان فرمودند کما بود غایتنا و لیل انخطرات در امثال احادیث دال بر چنین مضامین  
 آنست که برگردن جابر بن ابی سبیح می مروانیه می بندند آن خود با سخن فیه اسکان ندارد که مومی الیه بعد انتقال الیه  
 مومنان بفرادیس جهان پس از زمانی بوجود آمدند پس لا محاله بضمیق خنای مبتلا شده بحکم من ابتلی بسلطنت فاختار انها  
 برای سیانت خلفای راشدین بر وفق اصطلاح خود معاویه و از ادب او را مشار الیه مضمون ان حدیث در و درین  
 ان معنی هم بر اصول فخر و افتخارات خلفه نشان درست نمی افتد که عموماً اصحاب نبوی کلام عدول و باغی مخصوص  
 معاویه که جلالت الدین سیوطی مشار الیه را از خلفای عالمین مهدی و دین حق شمرده و صاحب صواعق مسموم و  
 خلیفه صدق گفته و بر انتقاد کرده از خلاف بر آمده میگوید الاعم علیہ ملعون و الطاعن فیه مطعون و صاحب  
 ظنیه الطالبن اگر مولفش ثروت الاعظم یعنی شیخ عبد القادر جیلانی باشد کفای به جلالت و الایحیون مثل شاه ولی الله  
 اهل سنت هندوستان در اذاته الخفا و آیات آن کتاب استناد میکنند در عظمت قدر مولف و مولف یحیی  
 معاویه را خلیفه برخی از شسته و محمد بن ثقات اهل سنت حدیث الله هم اجماعاً هادیام هل یأ و حدیث  
 اللهم قصه فی الدین از زبان وحی ترجمان نبوی روایت میسازند و دعای نبوی البتة و حقیقت مقبول  
 است پس یکیک تر و جمهوراً اهل سنت با غیره بقرینه عظیم القدر و مورد عنایت حضرت رسالت باشد حیف است که  
 او را متعصب باین صفات و سبیه هر حدیث گیرند که موصوف بان اوصاف البتة از دایره ایمان حقیقی خارج  
 است و این معنی نتیج نقض کلیات بین طائفه میشود و هم دور باش قول ابن حجر از خاطر محو نباید فرمود و اینهمه که  
 نزد عینان معاویه و الحاق است و میرا پایشان ننزد او شان حلیل المرثبه باشد متعصب که او را با امیر المومنین

این حدیث را در بعضی کتب معتبره و در بعضی کتب غیر معتبره نقل کرده اند و در بعضی کتب معتبره نقل کرده اند و در بعضی کتب غیر معتبره نقل کرده اند

علیه السلام میسازد معاویه را عاوییه متوقف نمائند و در لطف انکه این حدیث را از زبان خود امیر المؤمنین  
 ساخته اند و هر چند متعین این حدیث را منسوخ گفته اند لیکن شهادت علی الله صاحب درازا که انصاف و حسن  
 آورده اند و جماعتیان و عدوان مضمون معاویه را بخطا را اجتهادی که مرکب آن مستحق اجراست و لو کان  
 واحد انسوب میسازند پس اگر معاویه مصداق این حدیث باشد از سفیده صبح روشن ترست انجلا می پیروز  
 که حرب و قتال و باطلین بر حق برای حب جاه و ریاست بود و علی تدبیر مقتول شدن قریب مائة الف  
 بطرفین از صحابه و تابعین بر سرش خواهد بود و قاین غیر العاقبة بلکه در آخرت هم صدر نشین مقرر اصلی و تبعه همراه  
 خواهند بود و فیه حد و عظیم یلزم علی اهل السنة بلین هکذا هم کاهو غیر خائف پس اگر  
 با انبیه از عقیده خود نکول فرموده معاویه را مصداق مضمون این حدیث قرار دهند نعم الخاق چه شایسته  
 هم موصوف باین صفات بود مگر بافتقاری اثر و الفضل لمن غیر لکن بما اتیم فی سودی نخواهد بخشید زیرا که  
 امیر المؤمنین بسید المرسلین و عده فرمودند که اگر ترکیم و ما اختاروا و حضرت سید الانبیا تصدیق وعده شان  
 فرموده و عا فرمودند که همچنین واقع نشود نه خلف و عده از امیر مومنان و نه عدم اجابت دعای سید  
 مرسلان ممکن و متنی ترک امیر المؤمنین علیه السلام ایا و حربه و ما اختاروا و لیکه بعد تبلیغ و تفهیم هر گاه راه هدایت  
 بی سیر ساخت بلکه زیاد و ترساک طریق طغیان و غوایت شد فوج بر سرش بر و زد و قتالی واقع شد که بهرام  
 چون شام تو کوی که تا الیوم انبیت آن معرکه لرزه بر اندام دار و گامیش مائة الف از نفوس بشری چیدان  
 از باب هدایت و چاه اصحاب ضلالت عرض تنبیح الاکت شدند و بسبب فتنه که حکم معاودت بکوفه فرمودند باز  
 مصروف تعبیه عسکر و تسیار سامان حرب و ماده نهضت بودند و کما ذکره اهل السیر متعین که واقعه مائت شهادت  
 شاه و ولایت واقع شد و البته این همه معارک را کسی از عقلا نخواهد گفت که ترکوا و ما اختاروا پس مبرهن شد که خبر  
 معاویه متصف بصفت اکل ترات و غیره زانم مصر حدیث فرمود تا فرما باشد مکر تر و ک نبوده تا مصداق  
 این حدیث تواند بود و همچنین اصحاب حرب جل جلاله حضرت سید راضی نخواهند بود که غیاب طلحه و زبیر که  
 آنها را حواری رسول باری میگویند باین اوصاف میمیه موصوف گرفته شوند فضلا عن ام المؤمنین حضرت  
 عائشه و هر چند عزم این حضرات همه این امور متعلق باشد مگر بفرمانت عبت المال بصره و سلوک نامهربان با سهل

این حجت فرصت از کتاب این اموری یافتند و این همه بجزل عن الذکر بچاره طلوع و زینت قول و حضرت عائشہ  
 هم عسکر امیر خبیبر گرامی تر شریف از زانی داشتند و سبوح است لشوار که حکایتی است لطیف علم حضرت است  
 مدینه طیبہ افراشتند پس این زمره را کسی جبران نتروک میتوان گفت و خواج که شرف و قلیل بودند و جز اخراجات از  
 خلیفہ برحق باین صفات چه علاقه بلکه آن روسایان بجدی زید و نوح ظاہری داشتند که مردم بوادیر آن در  
 حال نشان داشتند می افتادند چنانچه این ابی الحدید شایع منج البلاغہ فصلی بسبب طعن حال و مقال نشان  
 نوشته و بدلائل حلیہ حاویہ و اخواب او را در ارتقای مدارج غایت و ضلالت برانها ترجیح داده باز ادا  
 همان حرف باید کرد که باجمع مقتول شدند متروک آری بموجب اخبار مستقبل از زبان صدق توانا منقول  
 چند کس بقیہ اسبیت باقی ماندند که بقای آن شجره ملعونہ از انما تا امر فراست و هرگاه این هر سه طائفہ مصداق  
 فخرای حدیث نباشند و دلوالین حدیث فردی الوقوع پس مصداقش زبان خلافت خلفای ثلاثہ متجهتم  
 خواهد بود و حتی حدیث تحقق که سیرات امیر المومنین را که عبارت از خلافت و غیره باشد منصرف شدند و خود  
 نشان را خلیفہ رسول افاق بلا استحقاق و واجب الاطاعہ کافه خلافت علی الاطلاق قرار دادند و مال خدا را  
 که حاصل ممالک بود و دست بدست گرفتند و جناب امیر المومنین ترکم و ما اختاروا یعنی بحرب و قتال باقی  
 وجه کان برنجاستند و بالاخره بمماشاة مهم برداختند و اذ و تیموه پس حکایتی بس رنگین بایست که  
 فاضل معاصر که ذکرش بدیباچ این و جیزه مندرج اسم بی سسی ابوالدین حسین قرار داده و او را شایع و نیزه  
 شمشیر سعید علامہ بی سید نور الله شوشتری و انموده خودش از نام مفروض مراسلات بمن میفرستاد  
 تفصیل این افسانہ شکرت و در رساله که بحواب ہفتاد تن نگاشته ام ثبت است در ذیل تحریرات بمشار الیم  
 انتہای تحریر این مقام اشعاری از تعذر تفصیل ازین استدلال تیر کرده بودم در جواب این از زبان نورالدین  
 منسوب بجا طلب فرمود این عبارت نوشت و رفیع را میرسد که از استدلال ببرد که غایت یعنی حتی الحق یک  
 بجمیع تعلق دارد و یا فقط بصبر و شوق اول تمام تقریر منقلب می شود که از حضرت امیر المومنین در مقابل  
 ناکشین و انوشین و قاسطین بکدام امر کف نفس یعنی صبر واقع شده و انقدر هم غور نمیرد که جناب  
 ولایت مآب ترکم و ما اختاروا فرمودند مگر ترک همین است که در مکرر حمل و صفین و نهران واقع شده

منصب

ثانی و دلیلش می باید و آن کجا و چون در این باب اول و موجبات او را خلق اختلافی کافی بخلاف قائل که  
استدلال دارد و علاوه بر ختم خواهد گفت که در وقت معاویه این امور بالاتفاق صدور یافته بلکه در مابین  
فریقین این از خصائصش امید است بخلاف خلفای ثلثه که بدینا زمینها رغبت نداشتند و در محال زید  
و در عیون و پس حمل بر معاویه باید نمود فان الاتفاق خیر من الاختلاف بلکه برای تعلق مجموع دلیلی  
خواهد آورد که اگر فقط بصیرت متعلق باشد لازم آید که حضرت امیر بر او صاف ساریقه خود باقی نباشد و موجبات  
خلاف مذکور فریقین پس مفاد حدیث تقریر مخالف آنست که جناب امیر المؤمنین جواب بحضرت سید  
المسلمین دادند که درین وقت با آنها کاری نخواهم داشت و اجتناب از طریق شان خواهم نمود و خدا و رسول  
و دار آخرت را اختیار خواهم نمود و صبر بر مصائب دنیا و بلوای آن خواهم نمود و آنکه جناب تو یعنی حضرت  
مصطفی صلی الله علیه و آله منتهی به چند حال این کلام بی نظام در نهایت ظهور و زمار حاجت بشرح و بیان  
ندارد مگر مره و سرنیه که مصداق ما شجرت نجاست است شاعر خود ساخته اند که هر کسی که  
دوکان خود فروشی چیده بحسب مسق زبان می آید تشاع کاسدش انقدر جان میخورد پس اگر از  
تعرض جواب اجمال رود طرف مقابل را متهم بجز میکنند و بزعم خود طغی میزنند و اینانیا چاکر  
بجھیل حاصل کرده می آید و بتقاضای اتصال سلسله کلام تقدیم و تاخیری در ذکر بعضی مقولات  
بکار رفته و هانا اشع فی کشف عوارض فواته قوله حریف را میرسد که از استدلال  
پیرمدالی قوله مگر ترک همین است که در مکرر محل و صفین واقع شده است اقول اما اولاً پس  
حدیث منقول بطریق سنیه است و بیان محل وقوع ترک بر ذمه ایشانست و آنست  
لهم ذلک غیر ان یحلولوا الذلک علی ترک امیر المؤمنین علی خلفاء هم الثلاثة کما  
سیظهر و اما ثانیاً پس ما رضا دادیم که حریف هر چه تعلق غایت مجموع خواه فقط بصبر ضا داشته  
و برای خود مفید انکار و اختیار سازد فان مقصود ثانی کلام ما حاصل و آنچه در شق تعلق  
مجموع دعوی نموده که تمامی تقریر منقلب گردد و باعثش عیست یا تعامی و الغالب هوا  
الاول چه در متروکین و ما خود زین تفرقه نکرده متروکین حضرت خلفای ثلثه و ما خود زین قی

تلمذه یعنی قاسطین و ناکتین و نازقین و چون تروکیت برین فرق تلمذه نهادار اطلاق نتوان کرد و نه  
 من اعلی الیه پیاست فرج ضمیر مفعول فی اترکم غیر آنها خواهد بود پس تقریر بخیر تحقیق که انقلاب از فطرت  
 انسانی کرده باشد متغایب نمی گردد و ترک بموقع خود و اخذ بموقع خود واقع شده تواند و روشن ثانی در مجلس  
 می بایند الی قول خلاف قائل که منصب استدلال دارد اقول باز بنما رعایت استدلال مربوط غایت  
 بصیر نیست که مدعای ما از تعلق غایت جمیع کما شئنی حاصل لکن تشخیز الذمین میگویم که اتصال غایت  
 بجمعه اخیر و شمول معنی صله یعنی علی تصبیات الذمین یا جمیع احوال البته مرجع تعلق غایت بصیرست و دائمی  
 ماقول را معلق احتمالی کافی مگر در صورتیکه خلق احتمال مسکنی داشته باشد و در بنیقام ناممکن کما سبذکر  
 قوله بلکه برای تعلق جمیع و یلیبی خواهد آورد الی اخره اذ الرام اقول این استدلال اگر ثابته از صحت میباش  
 موجب اثبات مای بود که اثبات مقصود ماسیکرد و لکن از تعلیق امری بامری اشکاف از اعدادش  
 بدون قریبه محصوره و صفت پس شکر و ناپس و دعوی خصم که از تعلق غایت بصیرت نقای ترک و اختیار لازم  
 می آید از اعجاب تقالات است و مباد و مثل سائر المعنی فی بطن الشاعر ضرب و نای و من مدعی طرف وجود  
 ندارد قوله پس مفاد حدیث تقریر مخالف آنست که جناب امیر المؤمنین علیه السلام بحضرت سید المرسلین  
 جواب دادند که در زیورقت کاری نخواهم داشت و اجتناب از طریق شان خواهم نمود الی اخره المثال اقول  
 ارباب ادراک از اهل هدایت نمی خود را از منصب هم ندب خود بر کنار داشته بفریادم برینند که اینچه کلام به معنی  
 و عمل است که بان کاری نخواهم داشت اگر معنیش این باشد که تعرض بآنها نخواهم کرد پس ایما و بانه که قول  
 و عمل استجناب تنافض باشد یعنی ارشاد این چنین و عمل استخوان که بجز و ساد و ارائی خلافت منصوصه بلا اجمال  
 معادیر مغزول و از آن که او پی سپردادی پر خوار عصیان و عدوان گردد و میر رنگ اماده جنگ بر سرش  
 روفد مدتی تمادی انجنان محرم که قتال کردم دارند که چنین ملهم در سابق زبان هم کمتر یاد کسی است هزار بار  
 از احزاب بن صاحب الاحزاب بکشند و از دست آنها اصحاب ابتداء گشته شوند و خودش را برای مقامه  
 ثبات اقدس خود طلب سازند تا قتل اصحاب باعث راحت خلق و ازاحت فتنه باشد و اول و زوید و رو  
 گرفت و بامر مستقر و حکم بجز و قیده منافقین در صدد و حالت قتل و انکار میخالفین که جنگ موقوف گردد و از

فضاخ الی موسی و عمرو عاص ظاهر شد آنچه ظاهر شد باز در صد و محارب و سامان قتال بوده اند که قضیه شد  
 واقع شد و مع ذلک که قول قائل صحیح باشد که با سنا کاری نخواهم داشت استعید با بدین انبیا و انبیا  
 و تحمید که جمله اجتناب از طریق نشان خواهم کرد سنی که ام فخره ارشاد و تقویست و لو اغضینا النظر عن هذا پس  
 السیاد بالله بعد تصحیح قبایح اعمال آن در هر که مقتضی بکفر است از پیشگاه سالت مگر اتباع ان فیض ضالمه از حضرت  
 امیر المومنین علیه السلام محفل بود که دفع دخل فرمودند که از طریق نشان اجتناب خواهم کرد و تعلید و پیر  
 شان نخواهم کرد و خود باشند من بذرة الفوارات و اگر فرض محال معنی با سنا کاری نخواهم داشت این باشد که  
 امر معروف و نهی منکر نخواهم کرد پس از شش اول هم در سلطان صریح تر است چاد و لا در چنین موارد امر معروف  
 و نهی منکر و جوب و ادریس بن ابی امیر المومنین علیه السلام چنان و عده ترک واجب میکردند و حضرت سید الشهدا  
 صلی الله علیه و آله که تخمین بران میفرمودند استعید با بدین الملک العلام من التقوه مثل هذا الکلام ثانیاً که ام  
 و تفسیر از امر معروف و نهی منکر بود که از امیر المومنین علیه السلام غیر مرجی مانده باشد نتوان کتب از ارشاد  
 امر معروف و نهی منکر است ایامی مبنی که شرط معتد به از کتاب پنج البلاغت صرف با معادیه است و در  
 بمثل عن الذکر این همه حرب و قتال که واقع شد خبر امر معروف و نهی منکر علقش چه بود مگر معاذ الله کسی اینجا  
 که عروس و نیاز اطلاق باتن داده و مکر غری غیر فرموده باشد نسبت می تواند کرد که بحسب جاه و طمع مال و منال  
 و حرص مملکت و ملک این همه تخم سونت متاثر و محارب شده باشد عا شایع با عن ذلک و بعض اصحاب  
 که انک محرم علی الامارة باجناب گفته و جناب خلیفه ثانی همین معنی محصل مارت را علت حرمان از  
 از تفسیر نفس خلافت ساخته اند جناب امامت مآب جواب دندان شکن داده اند که شما ما هر یس تردید که حق  
 غیر سیکرید نه منکر حق خود میخواستیم و چون تاویل باطل فاضل و محمل مضمون حدیث بر معادیه و استخوان بطل گشت  
 و شدار الیه که لفظی شاق قبل از شده بخیر اجمال اهل خانه خود معادیه را شصت باوصاف کفر گرفته نفی بجا لش  
 نکرده و اصحاب حمل نه در آن که از دایره مضمون حدیث خارج اند اما انکه فاضل فرمود با وجود اعتبار  
 نتوانست گفت و مضمون حدیث ضروری الوقع پس لا محاله از ان خلافت را شده بر غمهم مصداق نخوا  
 حدیث است مگر انکه شارا لیه فرمود که حدید پیدا کند لکن کیفیت ممکن باقی ماند انیکه معروف شد که مصداق

این حدیث خلفائے ثلاثہ را قرا می دہد و مقابلہ ترکہم  
 و باختار و انغیاباً باللحوق مقتضی آنست کہ خلفائے ثلاثہ باشند  
 نمایند اینکہ بعضی از آنها تاحیات و بعضی سید کائنات و حیات  
 باشند و الا ترک آنها تاحیات چنان مستحق تواند شد جو ابش باید  
 شنید و اگر دل و حسد مستحسن باید داشت است او گاپس  
 ترک از مضمومات سلبیست و قضیہ سالبہ با عدم  
 وجود موضوع ہم صادق میباشد پس بہ ترک تا عدم  
 شدن شان ترک مطابق ہم ثابت نمیشود و فائدہ ای نخواهد  
 داشت و ثانیاً اینکہ احکام و عقود شرعیہ کہ وعدہ ہم در آن  
 داخل بر حسب ظاہر جریان دارد نہ بر علم باطن و علیہذا  
 امیر المؤمنین علیہ السلام وقت عرض این مقال در پیشگاه  
 رسول ربّ متعال صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ علم داشتند کہ اقول  
 کہ ام کس ازین جماعت یعنی آنها و خود امیر مومنان بد آن  
 سفر خواہد شد پس حسب محاورہ مقتضای حال  
 عرضہ دادند کہ تاحیات خود تعرض بانہا نخواہم ساخت  
 و اگر کسی از آنها تاحیات مرخص زندہ سے ماند بطرزیکہ  
 در حال حیات شان تعرض زلفت تاحیات خود بہ ہم تعرض  
 نمی فرمودند و ثالثاً زہد و اکذا و کذا و ضمیر اترک ہم و باختار و  
 فقط خلفا مراد نیستند تنہا جناب شان چہ میتوانستند کہ  
 بلکہ مع شرکا و معاونان کہ در حقیقت آنها باعث این  
 جسرات علی اللہ و الرسول شدند و از آنها آشنایان



اکثر بعد از خلافت تا یوم شهادت امام امام زنده و موجود بود و در حکما ترک امیر المومنین و ما اختاروا  
 که لایق است که نام ما اختاروا و هر چند بتبع نسبت آنچه بتبع منسوب باشد شایع و واقع و از بلاغت کلام است  
 نگار اینجا نسبت حقیقه تحقیق که پیروان و معتقدان خلفای محمد و جین را سگفت ترک عقیده باطله بعد از خلافت  
 خود هم نشاندند و جناب ابن خطاب که در تقسیم غنائم بخوابش نفس تفرقه در هیچ و در افراد مسلمانان قرار  
 دادند و هر کس هر چه خواستند بخشیدند و آن را برای زاندا قائل تر و او بود و کربان کار نبند نشدند و جناب  
 ثالث که لبان صحاب مدرار و باره بنی امیه کما است تقیض کار بفرمایند بلکه در اینوا لیا فرمودند حتی که  
 فدک را بمعنی در جبار و بنو نهم و آن بخشیدند و بنظر ظاهر که جمله این عطایا بغیر مستحق و اتلاف مال غیر بود و گفته  
 امیر المومنین حسب و عده اترکیم و ما اختاروا و حکم نبوی عمل فرمودند و کل بنده لیل الا بنجر الوعدت و میل نعل  
 مستتر مبارک که اگر یاد عوی کنیم که حضرت امیر المومنین از ابتدای تا آخر حتی آوان خلافت خود که بصبر  
 فرموده اند این نقشه را باشد و این جناب صبر علی الاطلاق فرموده اند تا کسی بنای اعتراض بر آن نمند که  
 صبر از هر صبری که فرمودند بلکه صبر بقید صیبات الدنیا و بلوا فرموده اند و بنظر ظاهر است که از یوم طبران  
 روح اقدس مصطفوی صلی الله علیه و آله و سلم غرض از صیبات فرمودن چه صیبتها که با حیدر که اراد و چای نه شده  
 و هر بعد خلفای ثلثه از هجوم مردم برای احراق بیت انجناب و برگشتن مردم بجا عجب که در اینجا جنبه  
 و فلان هستند و جواب دادن شان بلفظ و آن و چه از تالم حضرت سیدنا رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم ازین تنگ و  
 هم از غضب فدک و چه از اطاعت من بحسب طاعته علیه السلام و ما تفرع علیه کما به شرح فی کتاب السیر الاثبات  
 و اخرج صبی مثل بی فریضی انداخته بان ایضا و سواهی و تنگ حرمت مثل عمار یا سر و عدم قدرت بر  
 حفظ اینها و قضا و لای تقوی بنی امیه و جوهر مسلمانان و بر روان مثل روان و استکراه از نسب و فساد  
 بیت المال و تقیض ریازت در آن و چه در بعد خلافت خود از معرکه جل الجصوص تنگ شتر مصطفوی جهت فرج  
 جناب عالیه و همچنین بخیان و عدوان معاویه از ابتدای جلوس بر سر خلافت منصوبه و بالاخره معرکه  
 صفین که ابتدا از تفرق آب بود و نیز صیبت یا قدرای احزاب این صاحب الاخراب با سارت  
 ادب برائی رضای معاویه که برای ارباب محضت اعظم مصائب است و قتل جناب خالص مثل

عمار بن یاسر رضی الله عنه و ذکر اصحاب بیت رضوان و قتل ابی جلیل القدر عاشق رسول صلی الله علیه  
 و آله و سلم و قری و دلمبا ساختن منافقین عسکر خاص مثل اشعث با مرتجعیم و حضرت حکیمت و رابی موسی اشعری که انجیر  
 از دست او منقون اهل ایمان بود و زیاده از آن ظهور گرفت و چو شش غارت بشترین ارطات برد و از اسلام  
 و قتل و منسوب سلمان و فرج اطفال صغار عبد الله بن عباس لی غیر ذلک و چه اشکراه از ریزش خوراج  
 و از زخمی آنها قیامت بر موی آنها نه بر کفر و سب و دعوی فقیر ازین زیاده چه خواهد بود که در خبر آمده که  
 حضرت حاتم الرستل صلی الله علیه و آله روزی ابن عم خود را دیده گرفتند و بر عرض انجناب که یا بیکیک  
 یا رسول الله را شاد کرد که فلان قوم با تو که بعد از من ظاهر خواهند کرد پس صابت مصیبات با انجناب  
 نبوی شدند و بود که قبل از وقوع صرف تصور آن سیدانیا را اگر بر در گرفت و بر جمله مصائب بام المشرق و المغرب  
 صبر فرمود یعنی اصلاح بر امری نقره و در حرف نکایت مخطوفی الفرج بر گزیر زبان مبارک نگذشت  
 بلکه قلبانی سپهر لایق رضا و تسلیم و بر جاده شکر مستقیم اند و همین است معنی صبر علی مصیبات الیقاض  
 و دفع توهم هست که شاید بینی الهی را اشتباه اند که حضرت امیر المومنین علیه السلام که اختار الله رسول  
 فرمودند یعنی موقت با نوقت بوده است چنانچه از جمله در نوقت با نکاری نخواهم داشت آنچه که نیک  
 ما مصیب گفته متوهم میگردد و نما هو الاوهم باطل الحیاذ باشد آن کدام وقت بود که جناب ولایت مآب اختیار  
 خدا و رسول و دار آخرت نداشت نه از حواله بقی کس از اصحاب ایمان نخواهد گفت که اختیار امیر المومنین  
 علیه السلام کند و کند اصلوح ابتدا و نهایت دارد پس لامحاله و بلا ریب خدیش این است که در اسحال آنها  
 را بحال خودشان گذاشته و تعرض با اتهام تحصیل خلافت ظاهری نه نموده صرف منتقل عبادت الله  
 و اتباع سنن نبوی و سرانجام را در آخرت نخواهم بود و پس در عهد خلافت خلفای ثلثه همچنین واقع شده  
 و ذلک بمنزله الدرایة لا اله الا الله و ایه سجدات زمان خلافت خود خلیفه بر حق و هنگام مقتاد و محاربه با فرق  
 ثلثه که کور غیر مرقه که چون خلافت ظاهری هم شتلق با انجناب بود و اتهام و حفظ لوازم آن و وجوب شهادت  
 و ان در حقیقت از تنفرات اختیار خدا و رسول و دار آخرت بود و قوله علا و خصم خواهد گفت که در وقت  
 معاویه این امور بالاتفاق صادر یافته بلکه در احادیث فریقین این امور از خصائص نبوی است

سخاوت خلفای ثلثه که بدینا رغبت نداشتند و در کمال زهد و ورع بودند پس محل بمضمون انجیدیت  
 بر معاویه یا بنمودن ان الاتفاق خیر من الاختلاف اقول اما اولاً پس من ممنون احسان فاضل معاصر  
 شدیم که تفصیل بر انصاف معاویه باین صفات جمیله حتی استخاد دین الله و علا فرمودند باید که این قول  
 خود را یاد داشته اند و آنچه با حق معاویه میگوشیم بخش بگویند و ان ارتقی من الادنی الی الاعلی کما اشار الیه  
 الله بانی خبره الله علی ذلک خیر الخبر و اسحق جمهور سنیه و باقتضای شان شاه ولی الله صاحب  
 از ان الفاظ روایه اش گفته اند باطل و مستقری انکارند و بر فرق اصحاب اهل تلمذ خود ثبات قدم دارند و  
 آنچه گفته اند که در احادیث فریقین امور مصره از خصائص بنی امیه است احادیث شیعه را بهما نشان دهند  
 که تفصیل بنی امیه و تنزیه خلفای ثلثه ازین اوصاف از ان استفاد باشند باقی احادیث سنیه علماء  
 سنیه نیز بهر مطلق بنی امیه را شصت باین اوصاف نمیگیرند بلکه تفصیل بنی مروان بکلمه بنو الزرقانیا  
 حتی که هر چند مفسرین تفسیریه و ما جعلنا الروایة التي اريناك الاخذة للناس و الشجرة الملعونة  
 بنی امیه را مراد میگیرند که علماء اهل سنت انرا تاویل بهمان بنی مروان میکنند و چگونه چنین نگفتند که  
 در اطلاق بنی امیه خطاب ذی النورین هم داخل این زمره میشوند و ان عین مقصود است بجان سنت  
 گفته قبول می سازیم علاوه چنانکه در منبع اعلام شرح داده شد زینهار هیچ سنی معاویه را موصوف باین  
 صفات نمیکرد و ناین الاتفاق حتی کیون خیر اس الاختلاف بل الخلاف باق علیه السلام  
 خلاف و ما معاویه را نیز بلا ریب موصوف باین اوصاف میدانیم مگر مجبوریم در اطلاق مضمون  
 حدیث برو که اگر کم و ما اختاروا بهیچ تاویل بر و صادق نمی آید و آنچه بنی امیه اشاره اجمالی بحدیث غیبت  
 خلفا سوسی دنیا نموده و ما تحریر افعال تفصیل میسازیم یعنی کون الخلفاء الراشدین منور عین و سنی  
 ضحاک بن العیش و را یه لا رواه الا خلافت فی تکلیف بخیر ان یقال فی حقهم انهم اكلوا الترات اكلوا سواد جوا  
 الال جیا جیا  
 کردید اما اولاً فعلی سبیل المطالبه عرض میدهم که چون باستفراغ و تصفیع فرق تحمل الصدق مضمون حدیث  
 و ابطال صلوح شان با ثبات رسانیدیم که نحوی حدیث مخمور و ذوات بابرکات خلفای عالی درجاً

له  
 بنی امیه را  
 تفسیر بنی امیه

در بیان

میان

کلمه

نحوه

بنی امیه را

بنی امیه را

است پس اینقدر توبه بخندول دارند که اکل تراش و حب مال را خود بپایه تپوت رسانند و برگردانند  
 بارت نهند و اگر اسنان نظر بکار و محض مطایبه نیست چه حدیث مروی بطریق نشان و تفسیر و تامل  
 بر زمین نشان کما ذکر و امانت نیا پس در اسراف و تبذیر جناب عثمان بروایات مستفیضه بررسی نیست  
 و سخی فی هذه العجالتی محله و هرگاه اعوجاج ازین مثلث متساوی الاضلاع ثابت باشد غرضی بعدیم  
 استقامت مثلث میگردد و برین قدر اقتضای نمیرود بلکه توان فیصل با خافرانید که کل تراش اعنی مال نه  
 در عبارات از نیست که شخص در اکل و ملاس خود ترفه بکار برود نه حب مال برای همین امر می باشد که  
 اینها وظیفه اشخاص فاضلهم است نه وجهی علی حوصا کان علاوه در صفات ذات خاصاتی که با کسی  
 اسراف می تواند کرد و نه قصه و نه مذهب داخل با کمال است و نه از لالی و یواقیت منبع حریری میتوان گرفت و بهر  
 قوم عرب و خاصه در آن زمان که بالوان اطعمه و لبن ملاس اصلا عادت نداشته اند و از تجلات ظاهر است که  
 کسی آگهی هم نداشت عده و وجه حب مال و صرف آن آنست که با حجاب و اصدقا و خصوصاً و افراد خلق عوا  
 انعام و عطار بکار برند و بزرگی عطای جواهر و صلات از زبان منعم علیهم شنید و سیاس کوشش انشای فرمود  
 متبرین خطوط انسانی حاصل سازند و اینمغنی حسب تفرقه مقتضیات وقت برای چنین فضلا عن ذی  
 النورین حاصل بود و جناب صدیق هم حسب مقتضای حال مراعات بمردم فرمودند و در عهد قار و ستم  
 که سعت مملکت بسط و اسوالا و اتقوا لا تقصوا از رجا و اعتقاد ممالک می آمدند و از نبل و عطا بقایه  
 قصوی رسیده بود حتی که صرف دختر برادر بزرگ خود یعنی حضرت عایشه بدون آنکه ضرورتی داشته باشد  
 بلکه بجان واحد بودند و از ده هزار درم مشا به مقرر فرمودند و حال آنکه از خود جناب مدد و عطا و است  
 است که دو سه شب متوالی کمتر افتاده بود که بعد نبوی شکم سیر خورده باشند همچنین از برای دیگر از وراج  
 طاهرات مکرر بمقدار مشا به جناب عایشه مانده معتد به معین نمودند و غیر از جناب زینب بنت جحش که  
 مغزی الیه خود ستود فرمودند و برای معاویه ابن ابی سفیان کمانی الاستیعاب هزار و دینار ماهانه  
 فرمود و بکذا القطنی ترسمه المثار الیه من حرف الیم قال صالح بن الوحید فی سنة تسع عشرة کتبه عمر ابن  
 یزید بن ابی سفیان یا مراه نفرو قیاریه فخرها

مختلفه علیها و سائر بیدالی و مشتق فاقام معویه علی قیساریه حتی فتحها فی شوال سنه ثلثه عشره و ثلثه  
 یرید فی ذی الحجه من ذلک العام فی دمشق و استخلف اخاه معویه علی عماله فکتب الیه عمر بن عبد الله علی ما کان  
 یرید لی من اعمال الشام و رزقه الف و بیاس فی کل شهر انتقی ما رزنا ایراده و حال انکه برای ذات خاص  
 خلیفه از بیت المال دو طایفه یکی برای صیفت و یکی برای شتا و اسبج برای ماکول ضروری باشد جائز می گویند  
 و بس و بعض حکام متوسع که بسیار ماموری شدند مطیع بود برای فرشتن خواب و ویش نشان می بود و غدر  
 بانی که معاویه و در مقابل قیصر روم و برایش تملک ظاهری ضرور بود و تمشیت نیست که اگر بدین وجه ضرورت داشت  
 برای خود خلیفه که سرگروه چندین حکام مثل معاویه و رئیس کل بودند و آخر خطای هر دیار و سفرای ممالک  
 باریاب آستان خلافت میشدند ضرورت می بود و محمد درین مقام بحث از جواز و عدم جواز نیست مقصود  
 همین قدر که صرفها سوال این کثرت در دست نشان بود و ما قیل قبیل ندانن تفرقه سهام الفی و انما تم  
 بین اهل الاسلام من ندان القیل بالاتال و قیل چه نفع استیغنی بذات خباب ابن خطاب از گردگان اکابر  
 و خطایزاده از حد رسید و از عمده اسباب رسیدگی دنیا طلبیان از امیر مومنان همین تشویه به سهام بدین  
 الانام بود و بر ظاهر است که تروک یکدین تسم تقسیم غیر جائز باشد القیبه از قبیل تصرف مال بغير حق خوا  
 بود و سند این معنی از ارشاد امیر المؤمنین تا چه زیاده خواهد بود فی نهج البیلاعه و من کلام له علیه السلام  
 لا حوت علی تصیر الناس سوار فی العطار من غیر تفصیل ولی السابحات و الشرف اما و نئی ان الطلب النفر  
 بالجور فمین و لیت علیہ و الله الاطوره با ستمیر و ما ام نجم فی السمار سجاد و لو کان المال لی السویت بنیم فکیف و  
 انما المال ل الله ثم قال لا و ان اعطار المال فی غیره تمیز و اسراف و هو یمنع صاحب فی الذی و یمنع فی الاثر  
 و یکرم فی الناس و همین عند الله و ان فی الحدید بقیه تفسیر لغات گفته و اعلم ان نهج مسکله فقیهه و رای علی و ابی  
 بکر و ما و احد هو التسویه بین المسلمین فی قسمة الفی و الصدقات و ابی نهج و سبب الشافعی و اما عمر فانه لما و  
 الثلاثة فضل بعض الناس علی بعض و فضل السابقتین علی غیرهم و فضل المهاجرین من قریش علی غیرهم و ان المهاجرین  
 و فضل المهاجرین علی الانصار کما و فضل العرب علی العجم و فضل العرب علی اولی و قد کان استار علی ابی بکر ایام خلافت  
 بکتاب قلم قبیل فقال ابن الندیم بفضل احد علی احد و لکنه قال ان الصدقات لا تقار و اما سائمن و العالمین

مایهها و موافقه و تمجید و توفیق و توفیق علی انفس الیه الخلاقه عمل بها کان اشأ اولاد و قدوس و کثیرین فقهار  
 المسلمین الی قوله و المستأهل اقمه و لا امل ان یمل بما یؤیه و یجتهاده و یحکمان اتباع علی عذرا و لی لا یتأثر  
 محضه موافقه ابی بکر علی المستأهل صح النجیران رسول الله علیه و سلم سوی نقد صارت المستأهل مستأهل  
 علیها الان فعله کفوله انتی و لیکن متذکر الیذا فانه منفع فی مواضع عذیره این معنی برای مالی حوصلگان و کسانی که  
 طبع ریسیانه دارند از اعلی مراتب حفظ ازال و مثال است که گفته اند کار و خوف و ترس و از برای و نوشتن آدمی  
 فرجه شود از راه کوشتن و ترس و طغی که ترس و طغی است و علی است از خباب نشان چه مستبعد که بذات خود  
 زبرد و زنده و حفظ انسانی و تمتع از مال خلق حاصل کنند بعضی سلاطین با آنکه خیلی تنگ بدینا بودند و بذات خود  
 منتهای جبر و خشونت زیاده از حد و ماکل و ملاس میکردند و چنانچه در تواریخ معتبره و ستان مندرج که ناصر الدین  
 بادشاه و علی قوت و لباس از کدیمین مهم میرسانید و بر همان اقتضای داشت از خیز و زبانه تان فطال  
 او رنگ زیب عالمگیر و زبرد ظاهر می همچنین بود و حال آنکه در جاه طلبی و طمع مال و حرص و توسیع و سلطنت  
 از اقران ممتاز و درین وادی از سلاطین متقدم پیشتر حتی که در قتل احوال هم باقی و چه کان نکران  
 وجه الشرح تقصیر کرده پس میرسانند که زبرد و ماکل و ملاس و لیل انقطاع از دنیا و عدم حسب  
 مال نیست و بنده کتابی در اقوال امیر المومنین علیه السلام مگر عبارت معینا از فکر افتاده حاصلش اینیکه  
 اعظم امور سفی هلاک اخوی خفی فیما یقضای انسانیت انتی و برینا هر است که حسب مال باز  
 لوازم عظیم الا فلک حسب جاه و ریاست است که برای صرف خاص ذات نباشد و مستر باشد که سخیه  
 گفته شد بر سبیل تزل و الا برگاه تراش تراش و تقصیری بود و از ان خلافت باشد که سبب است  
 عقیق برای ماکل و ملاس خود از بیت المال پذیرد خلافت گرفته و داخل اکل تراش خود را بدو و انجان  
 قلیل و خباب این خطاب که مشهور برادر رسم از بیت المال بصرف ذات خاص آورده بود و پس سخیه  
 اکل تراش صادق گو برای ادای ان وصیت فرموده باشند و معلوم نیست که متروکات خباب مدوح  
 بادای این دین معتد به کفایت کرده یا نکرده و برای در پوزه از قصیده خود که اشاره کرده بود و در آنجا  
 یاد اندوز و لکس که گفته بودیم و چون همچون احمد این همه بیان و اتمج سبب عرض رسیده که انرا

تا قدا لا و را ک بختین معنی تراش و مایعلاق به می پرواز و فاشمحو السمع الانصاف زیستی نیست و زیکی  
 هر دو جمله حدیث اعنی اکلو الترات اکلا و احوالا جابجا بصیها ایات قرآنی است بسوره و الفجر فرق  
 همین که اینجا صیغه مضارع حکامیه عن الماضي بالمعنی و اینجا صیغه ماضی مگر بمعنی صیغه مضارع بحکم ادات شرط  
 و مفسرین در تفسیر آیه مزبور به بالاتفاق اکل تراش غیر انفرادی خواه بانضمام میراث خود گفته اند فقط علامه  
 زحشری من اظهار النفس احتمال و کمر آورده بمعنی صرف میراث خود با صرف و هرگاه حدیث مشتمل بر الفاظ  
 آیت می باشد است معنی حدیث همان معنی آیه خواهد بود با تخمین فیما احتمال عقلی زحشری متطرق نیست لکن  
 تراش بموجب قول خود معادیه را گیرند خواه بموجب قول ما خلفا را گویند میراث ابائی کسی از آنها نبوده  
 ابو سفیان مالک ملک شام بود که بارت سپهرش ان ملک را گذاشته و نه جناب ابی محمد و خطاب  
 و عثمان سریر آرای ممالک عرب و عجم بودند که این اقالیم را برای اخلاف خود میراث گذاشتند پس او  
 نیست مگر میراث غیر و ان غیر نیست مگر خویشین بنحیه مالک دنیا و دین چه اولاد غیر یا غیر امیر المؤمنین که میراث  
 محمل التفوت بلکه متوهم هم باشد و با تخمین فی متوهم هم نیست و ثانیاً ارشاد سلطان البغدادی در صیغاً  
 یعنی سید الرسل فیما لعل علی علیه السلام کیف انت الحدیث اول دلیل است بر اینکه تراش متعلق بجهان  
 مدوح بوده است و هرگاه میراث میراث مقتضوی باشد اولاً که تراش سنت و اراث پیغمبران کس  
 نمی باشد و اگر می بود حضرت سید النساء و جناب عباس کما هو مقتضوی الفقهاء السنیة میبودند نه امیر المؤمنین  
 و ثانیاً و خانه رسولی را خبر نام پاک خدا چه بود که کسی متصرف میشدند که فردک و ما ضامه همیشه بپای خود  
 نمیتوانند زو پس میراث همان خلافت و نیابت نبوی متعلق خواهد بود و چنانچه در اکثر مقالات حضرت  
 ولایت پناه ذکر منسوب و غضب میراث خود همین معنی آمده علاوه فقرات ما بعد اعنی اتخاذ دین الله  
 و خلاصه مال الله و لاقرینه تطبیق بر اراده معنی خلافت و مایعلاق بها است و لو سلمنا که میراث مال باشد نه باضافه  
 بنحیض مانع چه بود ثبوت غضب میراث مال هم صلیح خلافت باقی نمی ماند بلکه الکلام فقیر است تمام فسانه کتباً  
 میکند که حضرات خود ارشاد سازند که معنی تراش چیست و اکل ان متصف بدغل گرفتن دین خدا و و اکل تراش  
 مال خدا و مسند التبرک علی ترضی کیست بنحیه التوجه و الاکن انی لهم و ان ارثوا الی السمار و انما صولانی انحری

الا ان بعض فحولی مورد الحدیث لیس الا خلفاء و کلمه بس لطیف و دقیق گذارش می پذیرد که اگر خصم  
 معترف شود که مصداق حدیث محو ث عنه معاویه یعنی اوست اکل تراش مرقضوی باطریق اولی  
 بانبوت می پیوندد که حضرات خلفاء را کلین تراش ابتدا ربوند و معاویه بتغضی امر انحضرت و الفضل  
 المستقدم فان من من سننه سینه فخر من جل بها علیه چنان تراش مرقضوی ماکول معاویه همان تراش  
 بود که پیش ازین در تصرف خلفا بود و لا غیر و ان کان شیئا اخر فعلى الخصم البیان و اتی ذلک و الله کسى  
 از عقل و اعتقاد گفت که مال میراث باشد و بر خلفا حلال و بر معاویه غیر سباح پس فحولی هر دو اصل المطر  
 و قاسوا تحت المیزاب صدق و چون قلم با بنابر سید فقیر تقصیر اقتضای بر بقدر اولی و دید چه خوش گفت  
 آنکه گفت من لم یفعله الضلیل فلا یفعله الاکثر و الا لزم اذال خلایقه که البته مطابق نفس الامر است آنست  
 استندالی که باین حدیث کرده شد طرف مقابل جوابی خیز سر پائین افکندن ندارد و لو کان بعضهم بعض  
 ظمیر او کنی باشد للمؤمنین معیناً و تفسیر فقط انتهی پنجم آنکه مرثیه گفتن سنت اهل بیت رسالت و صحابه کرام  
 است فیما بین شیخ عبدالحق و درایج الثبوت گفته و هر کدام از اهل بیت آنحضرت و صحابه عظام مرثیه و ثناء  
 آنحضرت در مسلک انتظام کشیده اند پس تشنیع بر مرثیه گوئی دلیل خروج مخاطب از دائره اطاعت  
 و پیروی آنحضرت است فاعتبر و یا اولی الابصار ششم آنکه جناب سرور کائنات صلعم علیه احکام و دین  
 توایم فرمودند و این ارشاد تفرمودند که در هیچ الاول هر سال النقا و محفل میلاد و قیام یوسف ذکر مولود  
 آنحضرت چنان چنین ضرورت و فواید دارد بلکه علماء عامه چه قدر درین امور مبارک و ازین فالجواب  
 الجواب سیم آنکه قول و جمله امور بدایت و تعلیم است تبصیر بیان فرمودند و ماضی است بقول شاه  
 عبدالعزیز صیحت قال فی التحفه العزیزه یتباید و انت که اول مسائل خلاقیه این باب آنست که اهل  
 گویند که بر ذمه مکلفین واجب است که شخصی را از میان خود رئیس گردانند و اتباع او را بنحیه موقر  
 شرع است لازم گیرند الخ یعنی هرگاه در باب تقرر رئیس از جانب آنحضرت بالتفصیل حکمی صادر نشد  
 و تقرر او بدست امت ماند پس در دیگر امور دعوی تفصیل نمودن تکلم محض است ان تراشی بجا  
 قال مخاطب او حضرت مرتضی علیه السلام که می اس و اقصی کی خبر موهبی نمی ده می تضرع بیانا



منین فرماگه احوال بنستین در ترجمه صواعق محرقه آورده و در ایتی دیگر آنکه حیرتیل بانحضرت  
 صلعم گفت فاک مقتل حسین را بنامیم تنوگستم بی انحاء سنگ زیره چند آوردم سلمه گوید من انرا  
 در قاروه کردم و چون شب قتل حسین در رسید شنیدم که قاضی میگفت ایها القاتلون جلا صینا  
 فابشروا بالاعذاب و التکلیل قد عنت علی لسان ابن داود و موسی و حامل لایخی یعنی ای کسانی که از  
 جبل و غار و پیش از تقبول ساقید شربت بادشمارا اعذاب و عقاب ایم و لعون گشتید بر لسان ابن  
 داود یعنی سلیمان و موسی و عیسی علیهم السلام انگاه من گریه کردم و آن قاروه را کشادم و دیدم که آن  
 سنگ زیره با خون شده بود و این حد از شعبی روایت کرده که علی وقتیکه یحنین میرفت زمین  
 که لاگزشت و چون محازی غمی که ویی است بر آب فرات رسید ایستاد و از نام آن پرسید گفتند  
 این زمین که لا است انگاه گریه کرد و چنانچه زمین از اشک چنان آشفته تر شد بعد از آن گفت  
 وقتی نزد رسول الله صلعم رفتم دیدم که آنحضرت صلعم گریه میکرد و پرسیدم سبب این گریه چیست یا رسول  
 الله صلعم فرمود که حیرتیل را از نزد من ببرد و خبر داد مرا که ولد من حسین در حوالی فرات در وضعی که آنرا  
 که لا میگویی کشته خوانند و حیرتیل تنوگ فاک از آن زمین گرفت و من داد که میوهم بعد از آن که آنرا  
 بو کردم بی اختیار از شکم من ریخت و احمد مختصر از علی بن جعفر روایت کرده و ملا روایت  
 کرده که علی بن موسی خنصرین گذشت و گفت لشکری از آل محمد درین سره کشته خواهند شد که آسمان و  
 زمین بر ایشان گریه کند و امصاب خود را نمود که این موضع جای خوابیدن نثران ایشان خواهد بود و نیز  
 مقام جای رحال ایشان خواهد بود و این مکان جای ریختن خون ایشان است انتی و این عبارت  
 چنانکه می بینی نقل است بر تیکه جناب امیر مومنان در مصائب جناب امام مظلوم با آنکه آنجناب علیه السلام  
 از حیات میره و در بود و حیران گریه فرمودند که سنگ زیره را ترشد و ذکر کرد که آنحضرت صلعم فرمودند  
 و این هم از شما که روایت می آید یقیناً بعد هذه العرصة تبکی علیهم السماء و الارض یعنی بر شما آسمان  
 و زمین گریه خواهد کرد و حضرت ام سلمه زوجه آنحضرت صلعم بعد وقوع حادثه شهادت گریه کرده قاروه  
 را صاعقه فرمود و در روایت مذکور شده که جناب ام سلمه آنحضرت صلعم را در محبت

بر فرض شهادت گریان و غبار الوده دیدند پس چگونه توان گفت که امیر مومنان هدایت عزت و کرامت  
 در تمام جناب سید الشهدا علیه التحنه و الثنا تفرموده و سابق دانستی که عمل فرایح متعارف است بواجب  
 و از شعائر اسلام است چنانچه مولوی عبدالواحد خان ابن الابن مولوی عبدالعلی در رساله الزلاله امام  
 تیر تخریه شریف از جمله شعائر اسلام گفته قال الله تع ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلق  
 الا یہ و پرده عصیت دیدہ حق بین محاکمات تخریه و زینہ پر روشن است کہ ہر گاہ محض شنیدن خبر شہادت امام  
 مظلوم جناب رسالت آب مکرم حضرت امیر المؤمنین را گریان ساخت پس بعد وقوع شہادت ما را کہ امام  
 از گریان و عائق است و موجب این ہمہ ممانعت شدید چیست الحق یہاں است کہ بعضی گفته اند فائز  
 یہ هیچ بعض الصحابہ و بطریق تنزل میگویم کہ تخریه ای حول اکابر علیہ السلام چنانچہ حضرت مولانا السید محمد تقی  
 بمقام میراث بدون موجود بودن تخریه و غیرہ مجلس کر صائب جناب فاسل الیاء معتقدی شود و در  
 مجلس شریف روایت صحیحہ معروض بیان می آیند و مومنین با صدق و صفا حاضر گردیدہ اشک حسرت از سینه  
 از دیدہ می بارند باید کہ اولیاء مخاطب باتباع جناب معظم الہیم ہر سال در محرم الحرام بانفا و محاسن ہر سال  
 اشتغال کردہ روایات موجودہ سند اعلیٰ منہل و صواعق مخمورہ و تخریر الشہادتین و سر الشہادتین و غیرہ  
 و فتوا بجا از این چنین مجالس داوہ ترغیب و تحریص مسلمانان بانفا و صحیح مجالس ہما و مثل عبدالمجید  
 مولوی اسمعیل ممانعت انفا و مجلس عزت نمایند و اللہ الموفق الی ہدای الصراط قال  
 خود بابتد جہاں کل کے زمانہ کے دوستوں کو ثواب کے کام سے بھیجی رہی و علی کو بھی معلوم نہ  
 اقول بنسختین موالیان البلیت طاہرین صلوات اللہ علیہم جمیعین برائی قیام می نمایند علیہ السلام  
 جناب محمد مصطفی و اتقائ علی مرتضی علیہ الاف التحیہ و الثنا بہت چنانچہ انفا بہت تمام من ترغیب یافتہ  
 بطریق تنزل میگویم اسچنانہی سنت و جماعت امور ثواب ایجا و کروند و از دستہ بی غیرہ اصنام تم ازاد  
 صحابہ عظام و البلیت کرام را تیر معلوم نہ بود کہ قال الامام الحافظ ابو النخیر بن الخزرجی شیخ القرانی کہ  
 عرفہ التخریف بالمولد الشریف من خواصہ انہ امان فی ذلک العام و بشری عامہ نبیل البنیۃ و المرام تخریر  
 الیہ بعد موتہ فی الترم فقبل ما حاکس فقال فی الزلالہ انہ یحقق علی کل لیلۃ شہن و ان ذلک اجابو

ثوبته عند الشتر منی بولاده محمد صائم و باوصا عما فاذا کان ابو لب الکافر الذی ترال لقمران بنو بنو  
فی النار فخر لیلته مولد محمد صائم یولد و یبدل الی و یحرمی انما ینکون الله الذکر یم ان ینخله بفضله خبات النعم  
انتهی فالجواب الجواب قال المصنف اورا سبک و یقین کر یا نو که حضرت امام کو نیز بایلید سے متقابا کاسب  
یہی تھا کہ وہ مرد و بدعت اور خلافت شیع کے کام کرتا تھا اور امام نے محض خلافت شیع اور بدعت کر  
امور دور ہونے کو لئے ایکو کر بار جان مال سے جدا کیا اقول پستین مرد و دست بچند و ہب اول  
انکہ باعث نقاب امام حسین علیہ السلام بانیہ کفر و فاق نیز بدوہ نہ محض فسق و بدعت  
چنانچہ شایع متفادہ در شرح عقائد اسمی کہ مصنف اوست گفتہ فخن لان توقف فی شانہ بل فی ایمانہ  
لنعمہ اللہ علیہ و علی النصار و احوانہ و دم انکہ تمامی اہل مکہ و مدینہ و شام و مصر و غیرہ بلکہ حسب  
مسلمانان حتی عبد اللہ ابن عمر صحابی جلیل القدر سوا حضرت امام حسین علیہ السلام و محدودی حسین  
بعیت نیز بدوہ و نہ کما فی کتب السیر و التواریخ پس مذاق مخاطب ہمہ مسلمانان بعیت کند کان بدعت  
باشند و اگر ہمہ بابین راضی ہستیم مگر اولیاء مخاطب عدالت بلکہ صحابہ کمال حد و جد ثابت می کنند  
در نیماض و غسل و فی النار بودن اہل بدعت لازم می آید فالنظر و ایہا المنصفون سیوم انکہ تقابا  
حضرت امام حسین بانیہ بدعت و طبع خلافت بعض علماء اہل سنت نوشته اند و ہمہ ابن القیم چنانچہ  
ملا علی قاری و در مالہ النجاشی کہ مسمی است بکتب ابی المہر التورول فی مذہب الامام المہدی نوشته  
اقول الثقات انہ رجل من اہل بدعت البغی صائم ولد الحسن ابن علی رضی اللہ عنہما تخرج فی اخر الزمان قال  
قد اتسلات الارض جبراً و ظلماً فیما لا یطاق و عدلاً و اکثر الاحادیث علی ہذا یدل و فی کونہ من ولد الحسن  
سہ الطیف و ہوان الحسن ترک الخلائق فقد فحل اللہ من ولده من یقوم الخلافة الحق المتضمنة العدل کما  
یلای الارض و ہذا سنتہ اللہ فی عبادہ انہ من ترک شیاناً عرضہ اللہ اذا اعطی و زینہ افضل مما تنہا  
و ہذا بخلاف الحسین فانہ حرص علیہا و قاتل علیہا فلم یطغر بہا نہ لفظ ابن القیم و سہ لیس یقیم فان الحسین  
ما شاء ان ینکون حریصاً علی الخلافة و لا عارفا علی المقابله بل انہم سبھا لبتہ جماعۃ من الائمة ان باقی  
الکوفۃ و تخلص المؤمنین عن یدی الظلمۃ و الفجۃ فوجب الاتیان الیہم فلما اشرقت علیہم خافوا الخ جہانم

انکہ ابن حجر عسقلانی فقہ حنفی عیان از علماء اہل سنت نے پیر از حلیہ خلفا را تباہ کر کے روایت منسوخ  
 سے منسوخ کیا ہے۔ پس ایدہر کہ بایزید مجاہد کہند از حلیہ مجاہدین خلفا موجودہ باشند فی تاریخ الخلفاء  
 قال القاضی عیاض و نہ الامرو بالاشی عشر من ہذہ الاماویہ و ما شاہدنا انہم کونون فی مذہب الخلفاء  
 وقوة الاسلام واستقامتہ امورہ والاجتماع علی من یقوم بالخلافتہ وقد وجدنا فیمن اجتمع علیہ الناس  
 الی ان اضطرب امر بنی امیہ و وقعت فیہم الفتنۃ الی زمن الولید بن یزید فاقصبت فیہم الی ان قامت  
 الدولۃ العباسیۃ فاستاصلوا امرہم قال شیخ الاسلام ابن حجر فی شرح النجاشی کلام القاضی عیاض حسن ما  
 قبل الحدیث وارجو تبادرہ بقولہ فی بعض طرق الحدیث الصحیح کلمہ شیخ عیاض الناس وایضاً ذاک و اولاد  
 بالاجتماع انقیادہم لبعثتہ والذی وقع ان الناس جنہوا علی الی کہ شہم شہم عثمان شہم علی الی ان قتلہم انکیز  
 فی سفین فسمی معاویہ یومئذ بالخلافتہ شہم اجتماع الناس علی معاویہ فسمی الخلفاء الحسن شہم اجتماع علی و لہذا یزید  
 ولم یظلم للحسین امر بل قتل قبل و اوصاف چند کہ در اخبار مذکور گردیدہ مثل عزت و قوت اسلام و صلاح  
 و استقامت امور و مانند آن لابد کہ در زمان خلفا را تباہ کر کے از انجا کہ یزید بن معاویہ است یا نہ شود  
 و در زمان یزید امریکہ باعث شکوت دین اسلام بر طرف حضرات اہل سنت و ائمہ بود و غیر از سر کہ کہ قتل  
 مگر گوشتہ سید انبیا یا اولاد و اقربا و اسرو غلبہ حرم محترم آن قتل و ہذا بوجہ نہ بخیرستہ چہ محرمہ قتل  
 و غارت مدینہ بزم اہل سنت باعث تہک دین اسلام بود و فاعضد الامر فی معرکہ السلف پس قتیل کہ  
 قتلش باعث عزت و مناعت اسلام باشند چگونہ شہیدش خواہند و قتل او و شہادت حق تعالی و انند و ان ہذا  
 الامم بین الضدین و قول بالمتنافیین انتہی لمخص من ثمرہ اخلافتہ قال ابن طایب اب جو کوئی خلافت او  
 مدیعت کے کام کر کے حضرت امام کو راضی کیا چاہے تو وہ چہ تو کہ یزید بن معاویہ حضرت امام حسین علیہ السلام  
 کا ہے اقول ہن تعین مرفوع است بچند وجہ اول آنکہ در تقریر و انشا و انقاد مجالس عز و اسباب امام  
 مظلوم امری خلاف شرع نیست کہ امر و اگر عوام غدا و فراہ را اہل کتبہ شہیدین و شہوانیدان آن منہ  
 من الانواع جائز و انیت کا علیہ الفتن من مولانا السید فی مجملہ العصر و الزمان و ظلالہ الناس  
 دوم آنکہ اگر کسی مرتکب بدعت گرد و مبتدایہ یزید شود و چنان چون انکار و در بار گاہ لم یزید از شہادت

اتفاق گوی سبقت راجد از حدی از عاصیان و فاسقان و متبدعان هم تشریت او نمی تواند شد و اگر  
 مخاطب بریر را مسلمان دانسته بخاطر اسلام دوست آن مردود باشد تا هم در فسق مسلمانان این زمان  
 در مشق نریزد و نیز بدان فرق است از زمین تا آسمان و الحافل تکفیه الاشارة و المشاغب لا یجید  
 عبارت سوم آنکه فی جامع الاصول و فی صحیح مسلم عن نافع قال لما خلوا نیرید بن معاویه و جمعیوا علی ابن  
 مطیع انما ابن عمر فقال عبد الله بن مطیع اطرحوا الی عبد الرحمن و سادۃ فقال فی لم اتمک لا جلس التلیک  
 لا حد تک حدیثا سمعته من رسول الله یقول من خلع ذرا من طاعة لقی الله یوم القیمة ولا تجرد من مات لیسیر  
 فی عنقه سبعین مائۃ جالبه و قال بن ابی الحدیدان عبد الله بن عمر طرق علی الحجاج لیسابح عبد الملک کثرا  
 الملک الیلۃ بلا امام لانه ردی عن البقی انه قال من مات و لا امام له مات میتة جاهلیة و جناب علامه دہلوی  
 طالب نراہ و در تہذیب اثنا عشر ص ۱۰۱ فرماید عبد الله بن عمر کہ از سمعت حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام ابدا  
 منوہ قاعدہ زید در وقت تسلط حجاج در پیش او حاضر شدہ گفت دست بیا تا با تو جیت بخلافست  
 و امامت عبد الملک بن مروان کہم حجاج با آن تو مصب و غما و کہ با الہیت داشت گفت ویر و زان  
 علی قاعدہ منوہ و مرد زامہ کہ سمعت با عبد الملک بن مروان کہی دست من از سمعت تو باز داشتہ شد  
 الیک یا من ما فرشت اتفق فقیری گویم کہ روایت قاعدہ عبد الله بن عمر از سمعت جناب امیر المؤمنین  
 سبب کثرت شہرت حجاج است و نیست حتی کہ شاہ ولی الله و از الہ الخلفا اقرار آن کردہ و از  
 سمعت کردن حضرت عبد الله بن عمر با حضرت زید و حجاج با این تشدد و احتیاط تہذیب و زید بیان  
 در اطفا نور شمع مبین ویدنی در خدا مندی امام مظلوم عباس بن و حیان ملاحظہ کردنی است بقولے  
 جوئی و در سی اشنا نہادش بگ اسکو و در بدو یکما یعنی در پر زید کے یا یا ابن یوسف کے یا  
 پر و یکما قال مخاطب او و ہلا انی مقل سے بوجہ کہ اس تفریق کے بنانے اور مشیہ کے گمان سے کیا  
 حاصل ہوتا ہے سو اذلت اور شکست اور تہک ناموس امام کے اور سی نکلتا ہوا قول و نتیجہ  
 انچہ فادہ خودہ مردودست بچہ و ہ اول آنکہ در بنا ساقون تفریق و خواندن مرانی اظہار صبر و شجاعت  
 جناب امام مظلوم و ظلم ظالمان ہی باشد و آن نوع من الانواع موجب ذلت نیست و دیگر

آنکه غنا اگر چه در مرتب اہل بیت رسالت حرام است و دامن یومنین متقیین از شمار میراست  
 لیکن اگر ایما را از عوام مکتب خواندن سرائق پر غنا شود اہل سنت و جماعت را تشویج بان غیر مستحکم  
 تقنی بقرآن نیز در مذہب شان جائز است کافی مدارج النبوة سیوم آنکہ ما فتنہ امویہ و فتنہ لہ  
 مضامین واقعیہ و گریہ نمودنی در مصائب جناب امام مظلوم باعث ثواب با است کہ زبان تسلیم  
 از بیان آن معترف بہ عجز است و در محزون و مغموم بودن اقتدا است بجناب سرور انبیا و علی مرتضیٰ علیہما  
 الصلوٰۃ والسلام من الملک المستال کما مر انفا قد ذکر قال الخاطب کوئی جہانمین اپنے بزرگوار  
 دوست کی فتح اور بہتری دہوم و دہام سے بیان کرتا ہے یا شکست اور رسوائی تائشے اور قبول سے  
 سر باز بیویکے نام والے ہندو اور مسلمان کے سامنے زبان پر لاتا ہے اور اس طرح ایک بار کہنے میں  
 شہرتائے ہن پر بیہوش گذرے تہمین شرم ہتین آتی پڑے بشیرم ہولقا ایسی جیانی پر سچ ہے  
 ایسی ہی لوگ نیرید کے بہاٹ ہن اقول یہ یستعین خدو مثل ست بچند دجہ اول آنکہ تذکار غنا  
 انبیا علیہم السلام و دیگر گذشتگان و کلام اللہ و احادیث و تفاسیر و کتب تواریخ اہل اسلام موجود  
 است و احدی از مسلمانان تذکار مصائب انبیا علیہم السلام را موجب قبح شان جناب نشان  
 نگفتہ و یہ ظاہر کہ اگر بنیان مصائب موجب ننگ و ذلت انبیا علیہم السلام و ذریعہ کرم و زقران و حیدر ذکر  
 آن لغز و دے دوم آنکہ ورفقان حمید و تفا سیر آن نام از واج انبیا علیہم السلام و جناب مریم طہ  
 عیسیٰ علیہ السلام مرقوم است حتی کہ ذکر تہمت زنا بجناب مقدسہ موجود و واعظان یہ ملا و مردے  
 ہزار ہا مرقوم بیان می کنند و ہزار ہا و نہ الذیہم انہم تفاسیر مطبوعہ کردین مطالعہ دوست و دشمن میسر  
 و کہے از اس وجہ شرم و جیانی نمی و اند سیوم آنکہ و کلام باری عز اسمہ ذکر فواستکاری زلیخا برای  
 زنا از حضرت یوسف علیہ السلام مندرج با آنکہ زلیخا زان بعد شرف از دواج آنحضرت رسبیدہ اگر  
 کسی از اہل زمانہ ذکر بطواری سابقہ زوجہ کہے و سچ کتاب نماید انگس بالبدہیدہ و جہانیت بہند  
 ساز و حضرت باری عز اسمہ و فسیق نسبت حضرت یوسف علیہ السلام امر مذکور را جائز و اشتہار چنان  
 اہل زمانہ نسبت بہ اصحاب خدا قیاس مع الفارق است چہ در حق خاصان خدا عالم اقمی در است

راست بیان کردن محذوری ندارد بلکه در افتخار آن قباحست با است و لغم با قیل و نقی موجب است  
 خدا را سزاوارتم آنکه نواختن تاشه و دهنول اگر چه نزد ما سیه حرام و ممنوع است مگر اهل سنت را طعن  
 نمودن غیر سید میسر شیخ عبدالحق در مدارج النبوة نوشته گفته اند که بودند عبداللہ بن جعفر را جواری  
 که نقی میگوید و نزد محمد و نیز در سراسر وی و آورده اند که سعد بن المسیب که بفضل تابعین است زنده می شد  
 یومی مثل هر سرع می شنید غنا را و ستلزمی شد سماع آن همچنین سالم بن عبداللہ بن عمر و قاضی شریح  
 می شنید غنا از کنیز یکان با جلالت قدر و کبر سن وی و سعید بن جبیر که از اعظم تابعین است شنید از جابر  
 نقی میگوید و در وقت میر و همچنین عبدالملک بن جریج که از علماء و خطا و فقها و عباد که اجماع است بر عدالت  
 و جلالت وی می شنید غنا را وی و انسب الحان را و ابی اہیم بن سعد مروری بود امام عصر خود و رفیق و قاضی  
 می شنید از انبیا ترغما و فتوی داد در مجلس شریف تجلیل غنا و پسیدند از وی از احوال مالک پس گفت  
 خبر دادند مرا که نقی بود و در پیشی بر نوع و با قوم و قوت بود و عود ما که نقی می کردند و لعب می نمودند بر آن  
 و بود با مالک و فرمایند که نیز دانند نقی می نمود و انشاء علم حکایت کرد از صاحب مذکره که پرسیده شد  
 امام ابو حنیفہ و سفیان ثوری از غنائین گفتند هر دو نیست غنا از کبار و نه از اسود و معتز را نقی و نیز قالہ  
 یسیری گوید و صاحب اقتباس همین عود را اصل ساخته و فرمایند دیگر را بران قیاس کرده از نوع طرفه  
 اینکه اولیا را مخاطب روایت می کند که آنحضرت صلعم اجازت تماشای حبشیان و غنا و خمر عایشه  
 فرمودند چنانچه جناب بخار مستقول و منقول محیط یکسان فرمود و اصول و اقف و اوقف و امور و نیست  
 عارفان احوال اسرار نقی قبول را بگاه رب العزت و الناس المفقی میر عباس دام فضلہ در جواب غفر بن یحیی  
 و اینها حمیدی و جمیع بن العجین با بسنا و خود نقل کرده که قالت عائشہ رایت النبی شیری فی وانا انظر الی  
 الحبشہ و ہم یجیون فی المسجد فزیجهم عمر بنیہ عائشہ میگویی که دیدم پیغمبر خدا را اشاره تماشای کند و من  
 در آنوقت تماشای حبشیان میکردم و آنها در مسجد سرگرم لعب و بازی بودند پس عمر آنها را انبیا  
 از آنها میپرسید که لعب و بازی در خانه خدا و تماشای آن از علم مستحبات است که رسول که را  
 زود میگوید و بخار را بان اشاره کرده و حکمین خصوصاً پیغمبر برای دوست و حبیب خود و تجویز نمی کند الا در کبر

در این کتاب از حدیث امام

در نهایت خوبی باشد و بنویس این مرام است آنچه حمیدی در حدیث دیگر نقل کرده عن عایشه قالت دخل  
 رسول الله عندی باریان ثقیان بغداد بنات فاشطبح علی الفرائش وحول وجهه ودخل ابوبکر فاشهر له  
 وقال فرما زه شیطان عند الیابی فاقبل علیه رسول الله وقال عها فلما غفل غمرتها فخرقا یعنی عایشه می گوید که یک شب  
 خدا داخل شد در حالتیکه من در دوختن بطور زفره بنات میسرا میزد پس آنحضرت بر من فرمود و در آن  
 و روی خود را برگردانید و درین بین ابوبکر آمد و بر من فریاد زد و گفت که مبارک شیطانی نزد یک پیغمبر  
 خدا پس آنجناب متوجه شد و فرمود که او را سجده کن و او را چون ابوبکر غافل شد من آنرا را اشاره کردم که  
 بروید رفتند چنانچه حدیث مستفاد می شود که هر چند ابوبکر ما گفت کرده اما آنحضرت جان نداشت و  
 با وجود آنکه اطاعت پدر عم و مادر او واجب و فرمان برداری پدری که چون ابوبکر باشد واجب است  
 اما جناب نبوت آنگاه عایشه را درین باب حکم کرد که بگوید پدر را از مخالفت ممانعت نمود و این  
 بر شریعت اوجب و تصدیق مطلب دلالت واضح دارد و اتقی مضافاً بنجم آنکه مولوی سلاست الله تعالی  
 تحریر الشهادتین می فرماید یعنی چون ناسره قتال هر یک که کشید و کار از ایران و موالیان و فرزندان و  
 برادران و عمر و گان و گذشت و نوبت بحضرت سید الشهدا رسیدن تنها سیف مسلول در دست  
 گرفته بمقادیقشون اشتیاق پر داخت و زبان بلاغت ترجمان را باین اشعار بدارت شنا ساخت  
 قطع انا ابن علی الخیر من آل باشم کفانی بهذا فخر حسین افخرت و جدی رسول الله اکرم من شی و سخن  
 سراج الله فی الارض نیر و فاطمه امی سلاله احمد و محی بدعی ذوالجناحین محقر و فینا کتاب الله  
 انزل صادقاً و فینا الهدی والوی و الخیر یذکر و ذکر هر سیک از لشکر مخالفت و ربوری او میگشت او را میگشت  
 تا آنکه جم غفیر و جماعت کثیر از دست و تیغ او به مادی و دوزخ شتافتند و تر لرزه عجیب و فخرش غریب  
 در فوج مخالفت راه یافته پس هرگاه عرصه مقاتله بر لشکر اعدا شک شد از دور حمله کرده او را زیر نیزه گرفتند  
 چون ازین هم کار سه نه کشود شمردی الجوشن جلیه و گرانگشت و التشن تندیز تازه و کاسه قریب بر خنجه  
 چون لشکریان ابن سعد تاب مقابل و محاربه جناب سید الشهدا علیه الوفاء النجیه و التنا و خود نیاقتند  
 شمرد یکدیگر جلیه و گرانندشیده خود را با جماعت خود میان کسین و حرم محترم حامل کرده خواست که بکشد



تقرض اهل بیت نبوت و از آنکه که امام مظلوم نفره و بیگانه با شیعۀ الشیطان زده فریاد کرد که من با شما  
می جنگم اینچه نام دوست که بزرگان بگفتند می نازید بجز و اصغای این صدای مهابت انما شمار از قرص من  
سر اسیر و عصمت و طهارت دست کشیده با هم را میان خودش متوجه با تحفرت گردید پس ز طرفی جماعت  
شمار از طرفی دیگر قویج آخر حمله آورده جناب سید الشهدا را پس پیش در میان گرفته انقدر باران سیر و نیزه  
از هر دو سو بر سر وقت امام مظلوم باریدند که آن بکشته نازیدند و غایب جام تیمم و وضو دست گرفته از پیش  
اسپ بر زمین نهادند و افتاد و غنای حریمت از حیات ایچان بی ثبات یکسو کشیده خفت آه است  
نفر و دوس علی گشتا و گویند که این ساختن بعد زوال شمس از نقطه دائره نصف النهار بوده که جز و اول از نظر  
وقت نماز پیشین است و گویند اینحال را بر آنست که تکبیر افتتاح بر پشت ابرش و رکوع بعد از آن نماز اول  
و بعد از گام و موصول بر زمین دست داده و باین صورت و هیئت همگی نماز ظهر خست ظهور دیدم و اسپین  
کشاده و اختلاقی که در قاطع مبارک است و در اصل رساله دوست و اضع همین است که این تفاوت  
را در اندل بنی ناصیه حال خولی بن یزید مال نوشته اند اگر چه پادی این شناعت نصر بن فرشته را گفته  
اند و در اقصیت که چون تن مبارک بکثرت جراحات سهام و رماح غریبال شد شمر محزون تنفس با صفا  
خود کرد که با و صفت مشکب شدن بدنش بر خنمای تیر و نیزه و نیزه زده گذاشته آید که ناگاه تیری از دست  
پیشینی از یزید بنان بجام حضرت امام حسین رسیده کار او را تمام کرد که از پشت اسپ بر زمین افتاد و  
در همین حال شهر نام و شمشیری بر روی مبارک حواله کرد و سنان بن انس نخعی از پی رسیده و پنجم  
نیزه هرج ساخت و خولی بن یزید را اسپ فرو رنده خواست که قطع سر پر دازد که و شمشیر لرزید و قبل  
بن تیرید سگ زد و برادرش حال را اسپ فرو داده سر مبارک را از تن بریده پیش برادر خود خولی انداخت  
و بعد از آن اسب از دست بیاد و لشکر یان شمر و ابن سعد بر بقیع آل طه و حسین رفت بیانش می رود و با جمله  
چون سر حسین مظلوم را به خنجر یاد از تن جدا کردند و شجره رسالت و دودۀ نبوت و نبالت را به پیشۀ ظلم سپردند  
که تیرد قیس بن اشعث پیر پیش از تن بی شتر بر کشید و خب بن بدیل شمشیر او گرفت و شمر با هم ایوان خود  
قصه خبیل بیت عفت و طهارت نموده تباراج پروا خست علی بن حسین که بر شتر پیاری افتاده و توبه را

که نظر بر دانش افتاد خواست که او را بکشند که شخصی دستش گرفت گفت که مسلمانان اطفال کفار را  
نکشند و تو این جایرستان را میکتی شهر جواب داد که امیر شیخ این زیاده فرموده است که فریاد از آل عبا  
ناید گذاشت او گفت که این همه را پیش امیر باید فرستاد تا چه خواهد خواست او باشند بعل و در پیش شهر  
و این منحد گفتند که اسپان را بر تن حسین و او را در چاه بخت کسان را سواران جمع شریف و عنبر لطیف  
حسین را پامال هم اسپان ساخته شد چنانکه استخوان تن مبارک بریزه زریه شده بشکست و سر مبارک  
را بر تیره کرده با بنشین مالک و خلی بن زید یکو فقه پیش این زیاده فرستادند و زنان اهل بیت را بختی آن  
بی پرده سوار کرده و علی بن حسین هم را بر پشتی انداخته روانه بکوه ساختند و گویند که این حدیک روز  
در کربلا مقام کرده کشتگان خود را در کوه نموده و تن حسین و عبا را پیش تا سه روز همچنان افتاده  
ماند کسی دفن نشیکرد تا آنکه موم خافیه که قریه امیت برکنار فرات فرام شده تن حسین را در یک گور  
و دیگری ما ششم را در جنب او و باقی شهدا را یکجا کرده و دفن کردند حالا تفصیل سامی شهدای اهل بیت  
که با جناب سید الشهدا در کربلا شهید شدند باید شنید و سرشک غم از دیده پریم در ماتم این اخبار اهل عالم  
باید باز پرده بعد فاصله نقل از بعض مکاتیب مصنف رساله شهدا و تن آورده و از فرزندان عبدالعزیز  
جعفر طیار برادر حضرت علی کرم الله وجهه و پسر همراهِ حضرت امام شهید شدند که محمد و عون نام داشتند و  
خواهرزاده های حقیقی حضرت امام بودند و اورا نشان حضرت زینب که دختر حقیقی حضرت امیر المومنین  
علی علیه السلام از طبق حضرت قبول بودند خواهر حقیقی حضرت امام بودند و اباجید السید بن جعفر طیار نکاح  
شده بود و حضرت امام زین العابدین صحر بن الحسن و محمد پسر عمر بن علی و دیگر صاحبزاده بنیر الحسن  
در نبدیان رفتند و حضرت زینب خواهر حقیقی حضرت امام و شهر بانوز و حضرت امام و حضرت سکینه و حضرت  
حضرت امام و دیگر زنان اهل بیت که همراه بودند در بلاد شام رفتند انتهی کلامه الشریف اینست مال  
همه ایان که بلا که همراه سید الشهدا بودند بیست و یه خواهد بود که شهادت جناب سید الشهدا و شهادت که بلا در کربلا  
بیچشم و هم محرم روز جمعه بوزال آفتاب سال شصت و یکم هجرت اتفاق افتاد و حسین علیه السلام و آن روز  
پنجشنبه و شش سال و پنجاه و پنج روز رسیده بود و در دولت با سواد و تقیم شعبان سال چهارم هجرت



گفتند سخن زن را اعتباری نیست پس نگاه این زیاد بر علی بن حسین افتاد و پرسید که این پسر  
 کیست گفتند که پسر حسین بن علی است گفت این پسر را تیر کشیدند که دوست ندارم که از نسل فاطمه زهرا  
 باقی ماند شش شهر خواست که علی بن حسین را کشیده برد و بیرون تهرش بکشند زینب او را در کنار گرفته  
 خود را سپرد و گفت اگر میکشد مار بکشید که بی فاطمه یک کس باقی نماند است که محرم ما زنان اهل بیت  
 است اگر او را هم میکشد با حمله زنان بیرون محرم باقیم این زیاد را از کلام حضرت زینب پستی و درگرفتگی  
 و از سرخون علی بن حسین در گذشت گویند که چون زنان اهل بیت بر شتران پی پرده و پیراهن دریدند  
 و کوفه رسیدند کوفیان حال خرابی و دو دمان نبوت دیدند و گریستند ام کلثوم گفت که ای مردم کوفه  
 حالا برای چه گریه میکنید این همه بیدار که بر سر مارفت از دست شما رفت ما را شکستید و باز می کشید و این  
 ابیات بر زبان عفت بیان راندا **ایات ما و اتقوا لولن اذ قال الله لی کم ما و افعلم و انتم هم الامم**  
**یقرتی و ما لی بعد فقلانی منم اساری و قتلی ضرر ابدی کم کما ان هذا خرابی ما نصحت کم ان تخلفونی**  
**بسنونی ذوی رحم هم حاصل ایات جواب بیت شمارا اگر سوال کند محمد عربی از شمار و خبر**  
 که آن چه بود که با اهل بیت من کردید و چون طلبک بقافتم از سرای فدا و جای آنکه شمارا سخن نمودم  
 راه در و ابود که چنین با بار سز شما **انقر ابن زیاد بعد ملاحظه حال سیران اهل بیت حکم داد که آنها**  
**را در بندر بخانه و ازند و سر حسین را بر نیزه گذاشته در کوفه ای کوفه گیر و انداخته چنانچه دست علی بن حسین**  
**بسته و زنان اهل بیت را گرفته و اهل زندان خانه کردند و سر حسین را بر نیزه سوار کرده خانه بخانه**  
**در مسلک و شوارع کوفه گردانیدند بعد از آن ابن زیاد و سر سید الشهدا و شاه شهیدان و ششت کرد**  
**و حمله سیران اهل بیت را با شتر ذوی الحوض شش بسوی دمشق بپوشیدند و بیرون معاویه فرستاد پس قافل**  
**زنان و یتیمان اهل بیت بر شتران پی پرده سوار و سر حسین بر سر نیزه و بر شهر و دیار که می رسید**  
**فریاد و اولاد و اصحاب از زمین تا آسمان سر میکشیدند آنکه بعد قطع منازل و طی مراحل قافله سبایی**  
**اهل بیت دمشق رسید بینکه نیزه بر عیبه استیحه را خبر شد قصه امارت آراسته و بترتین قمار خود**  
**پیراخته و در زمانیکه حمله عظیمی شام پیش او حاضر بودند حکم باحضار سیران و ابوالفوار سبای شهید**

و اهل بیت و اولاد و شتران

را با زنان و یتیمان اهل بیت بحضورش آوردند خنجر سحر یک را از تنه ایشان در میان و حال حسب  
 آن سر را پسیدن آغاز کردند و خنجر سحر وی را بر شش سر مبارک حضرت سید الشهدا علیه السلام  
 پیشین او گذاشتند و به اظهار اجرای جنگ با سیاهات و افتخار پرواختن با صفای واقعه که بلا و شایسته  
 حال بسیار و سرهای شهدای معصومان استغفار و فرج و انبساط از ناحیه حال آن خسران مال عتیبا بیخیا خنجر  
 ایستاد این اکثری معنی صریح است یعنی حیدر شدند و انما آخر می جاوید و آن حال تهنیت و نشانه خنجر  
 می یابید و چوب خیزان لب و دندان شاه شهیدان را میزد و میگفت که ای ابو عبد الله مرا گمان نبوده که  
 سنین عمرت تا ایندت رسد و سروریش تو از خضاب محفوظ باشد و بتناقب السوات منقوست که  
 در آن ساعت که سر مبارک حسین پیشین یزید پدید میروند همین در شادی می شد و خمری خورد و سر مبارک را  
 با نواع امانت میکرد و خبره معنی صحابه رسول الله صلوات الله علیه بر گفت گریان آمدند و گفتند ای محسن و یزید میگی التیاز  
 حکم قتل کرد و هفت مصایه را آنروز گردن بزد و گوشتی که سمه من خنجر از صحابه که حاضر آن مجلس بود چون  
 ضرب خیزان بر لب و دندان شاه شهیدان ملاحظه کرد و دست ضبط بر آورده بایزید پدید میخواستند  
 گفت قطع الله دیک که چوب بر لب و دندان من نیست که بوسه گاه رسول خدا علیه الصلوة و الثناء بوده  
 است یزید را چون بتغیب رفت گفت ای سمه اگر شرف صحبت تو یا رسول خدا مرا مانع نمی شد اینوقت  
 گردنت می زددم سمه گفت سبحان الله که در حق من ملاحظه صحبت رسول میکنی و با جگر گوشه گان رسول  
 و فرزندان متول فیان سائله کردی که هیچ کافری با مسلمانان نکند این گفت و از آن مجلس برخواست  
 بعد از آن بفاصله قلیل می نویسد یزید جواب رسول قصیر بیکوت ندیده متوجه بطرف زنان و یتیمان  
 اهل بیت شده زینب و کلثوم و علی بن حسین را نزدیک طلبید چشم حضرت زینب چون بر سر مبارک  
 شاه شهیدان افتاد و گفت واجده و آمده بعد از آن خطاب بیزید کرد و گفت که هیچ میدانی که زنا  
 خود را در سر پرده عزت و حجاب نشاندی و دختران رسول خدا را باین بی پروا گویا برشته آن را  
 کردی و در مجمع مردان چنین خود طلبیدی فردای قیامت از همه خود چه جواب توانی داد و یزید پید  
 که این کدام است گفتند زینب خواهر حسین عا و دختر فاطمه زهرا است پس از آن کلثوم برخواست

و بر سر حسین افتاد لب و دندان خود را بر لب و دمان چندان مالید که بهوش بر زمین غلطید  
 چون بهوش آمد و عای بد و رحن نیزید کرد و گفت ای تریتمتع از دنیا نیابی و چنانکه مادر را با انگیزی  
 تو هم در دنیا و عقبی روی راحت نرینی نیزید بیدید گفت مگر این زن هم خواهر حسین است گفتند آری این  
 کلمه هم در حقرا طمعه است پسر توحید بسوی امام زین العابدین که بر سر سید که سید کعبه است که این علی حسین  
 پسر حسین بن علی است گفت که شنیدم که علی بن حسین کشته شده گفتند که حسین را سید پسر پسر علی که بر علی است  
 و علی انصاری علی که بر علی انصاری دو کشته شد و علی واسطه که چهار پسر و ده امیر کرده آورده و هم نیزید گفت ای  
 کوک سیدانی که پورت میخواست که بر سر منبر را غلطید بنام او خوانده شود و انصاری  
 که بمراد خود رسید علی بن حسین گفت که ای نیزید که این منبر را پدران ما داده اند یا پدران تو نهادند  
 و امامت از ان پدران ما بوده است که در راه خدا جهاد کردند یا از پدران تو که شکر با خدا نمودند  
 جز معامله با دشمنان فیصل شدنی است و کریمه حسین ازین ظلمت و انقلاب بقلب بجان خوانده ختم کلام  
 فرمود و پسر نیزید حکم داد که سبایای اهل بیت را بر و نگاه ایستاد و سر حسین را بر دروازه و مشتاقان  
 نمایند چنانکه گویند که سوز سر مبارک بر دروازه و مشتاقان ماند بعد از آن فریاد حسین را با سر  
 مبارک او روانه زمین کرد و مقولست چون نیزید علی را استیضه اهل بیت رسول و در بیت قبول را روا  
 بگردید نمودن بن بشیر را با جماعتی از سواران مقرر کرد که آنها را بر زمین رسانند چنانچه امام علی بن حسین  
 سید الشهدا و سربازی دیگر شهیدان داشت که بلا اگر فتنه همراه زنان و یتیمان اهل بیت روانه مدینه شد  
 شد و این روانگی هم عاری از حلیه زلت و خواری نبوده چنانکه کلام ابن جوزی محدث دال بر اینست چنانکه  
 گفته که از جور و سب و این زیاد که نسبت اهل بیت خوی علی آورده عجب نیست که او حکوم و مقام نیزید بود  
 لیکن از گمراهی نیزید خفت عجب است که چوب بیرونان حسین زده و اهل بیت را بر شران بی پرده  
 و خواری سوار کرده با سر مبارک بطرف مدینه فرستاد و پسر گفته که هیچ مقصود ازین نبوده مگر نفیض  
 کردن اگر در ولایت جا بلیت و عداوت کشته شدن اقرارای او که بر سر پدر از کفار کشته شده یعنی ابو  
 هرانیة تعظیم و مکریم سر مبارک میکرد و کفن میداد و دفن میداد و شکوای اهل رسول و در بیت قبول

می نمود و الفقه چون قاضی اهل بیت از مشفق عازم مدینه شد نفعان بن بشیر که از طرف تیر میسین بوده  
 بداعیه عداوت از لی بحسن خدمت و در راه باو زیت جمیع پیش آمده مراتب اطاعت و تعظیم و تکریم و  
 اغزاز و احترام چنانکه باید از جانب خود بجا آورده مدینه رسانید و در زمانیکه خبر حاجت اهل بیت رسالت  
 مدینه رسید او را دماجر و انصار و دیگر اربابی مدینه از انصار و کبار استقبال و دیدار چنانکه در بیت رسول و  
 جگر گوشه های بتول را بتلاصصیت و دیدار عالی از غم و اندوه و گریه و زاری برانیشان گذشت که خارج از  
 حیطه شرح و بیانست گویند که صیبتی که روز وفات حضرت سرور کائنات علیه افضل من الصلوٰه و التحیات  
 بر اهل مدینه گذشت بود و همان مصیبت آنروز گذشت که امام زین العابدین با زنان و یتیمان اهل بیت  
 نبوت و سر مبارک سید الشهدا علیه التحیه و الثناء از مشفق مدینه برگشت فریادی عجیب و شورشی غریب در  
 مدینه بر پا بود که یا و از شکامه قیامت میداد و بلند را ب دین در اندوه و در دین و همه از کین و همین از  
 غم و غصه حزین بودند و ماتلبه عارض حال ام المؤمنین حضرت ام سلمه گشته از آن چه توان گفت کفر و  
 فرادی از زنان و یتیمان اهل بیت نبوت را بکنار میگرفت و میگفت تا آنکه همراه فریت بتول متوجه روضه  
 مقدسه حضرت رسول صلی الله علیه و آله و سلم شده و از راه میاناید و زبان حال میگفت ای سادات رسول  
 الله برادر و رفقه سزای بگریه اهل بیت خویشین را از راه غمناک و حزین و در بلای دشمنان دین گرفتار  
 آورده و کس مباد و در جهان یارب گرفتار انجمن چه انتهی نجدت بعضی عبارت المتعجب بعد ملاحظه عبارت  
 مذکوره از شاد و شو که پر دگیان عصمت و طهارت را با چنان چنین نام برون و احوال شهادت جناب  
 امام مظلوم تفصیل هر چه تمام تر مع و قاریع سر مبارک و اسب و اندیدن بر بخش اطهر قلم سپردن و  
 باز از اسب طایع برون جابر است و در وایا موجب خفت اسلام و باعث ملامت در صورت اولی همان  
 جواب از طرف واقف خوانان مضایب امام مظلوم و واعظان احوال شهادت جناب سید الشهدا در تصور  
 باید ساخت و در صورت تانیه اولاً سینه روایت نقل نمون و بعد نقل در نقل زبانی کتابت آوردن  
 و از کتابت طبقه اولی ترتیب به تحریر مختصر الشهادتین رسیدن و باز از موجب تنگ اسلام و باعث شرم  
 و حیای و دانش و خواننده از آتش خوان تیر گیر گفتن چه معنی دارد دفاعیه وایا اولی الالبصار ششم آنکه

نناخوان تیرید فرقہ الیست کہ اورا خلیفہ الرسول و مہر و بہ خلفا را اثنا عشر می سازد کما قال  
 القاضی حیاض و ابن الجوزی انکہ اورا کافر می راند قال الخطاب خدا باتا ہے سب دروگو  
 سنا جو کہ کہتے ہیں کیا ہم سنا نوکی بھی میں ملکی ہیگت ہوئی اقوال و بہستین از نیابت  
 نصب و خروج مخاطب بجمال ظهور واضح است حق تعالیٰ جزا ان را دہی ہے کہ خودت خدام  
 جناب امام مظلوم علیہ السلام چہابی اموی کی کند بلکہ حضرات و ہابیہ اہانت و استحقار و خفرت  
 صائم را ذریعہ تفاخر کا شستہ اند چنانچہ صاحب رسالہ غایۃ المرام مخاطباً بمولوی نجم الدین قسوی  
 بہ صفحہ ۹۴ فرماید علم قدرین را دکان اشعار سے ظاہر ہو گیا کسی ملحد کے یہ اشعار میں لایق  
 دلیل و سند پکڑنی کی نہیں ہے اور ایسے ہی شعرا کے حق میں حق تعالیٰ افراتا ہے و اشعار  
 تبسم الخادون ان اشعار میں تفصیل و تصدیق مجاہد قہار و محدثین و اولیاء کرام متقدمین و متاخرین  
 مستحقین کے اور اہانت اور استحقار و خفرت صائم کے سراسر مذکور ہے اور اطلاق بہت کا  
 نسبتنا خفرت صائم کے کیا ہے مولد خانہ و بنی خانہ کو تجانہ قرار دیا ہے جیسا کہ پیشوا علی ہل علیہ السلام  
 عبدالوہاب فی ضم اکتبر شریف الخفرت صائم کا نام رکھا انتہی مخاطب چاہے خدا کو برا کہے  
 چاہے بجناب نبی ص صاحب بے ادبی و گستاخی کرے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے و بخدا کے کعبہ  
 اکثر ہنود بعد سماعت احوال مصائب جناب خاسر آل عباس علیہ التحیۃ و الثنا و ہدی نقیر بجمال  
 تقدیق و مضوع و مشوع بیان کر دے کہ از اوتار ان مایچنین امر جلیل علوہ ظہور و گرفتہ فی التوام  
 شہید کر بلا آئینہ حق نہا است ورنہ انسان ضعیف البیان را چہ یاراکہ در گرسنگی و تشنگی روز  
 بجمال شجاعت و ادمردانگے دادہ و مرگ نو نہا لان جانداں نبوت گوارا نمودہ و جبر و استقلال  
 جمیل شربت شہادت نوش فرماید قال الخطاب اگر تمہارے باپ بہائی کا کوئی ایک  
 نابوت بنا کر تمام شہر میں نکالے اور آگے آگے اور سکے مارا اور گالی کھائے کہ بیان کرے اور تمہارا  
 عورتوں کے نام لی تو تم پیٹ مارنے کو موجود ہوا و شہر میں خوب مر وادہ حضرت امام کا  
 اپنے ہاتھ سے یہ حال کرتے ہو کیا انصاف ہے صہبہین اپنی دولت ہوا صہبہین امام کی تعظیم



پوچھو اور جو کام پر زید مردودنی ایک سال کیا تھا تم ہر سال ہر شہر میں کرتے ہو ورا خدا سی ڈر کر کہو  
 یہ کام پر زید کا ہی یا امام کا قول و بیستین انچہ افادہ نمودہ تخریجی پیش نیست چه بقولی کار باکان  
 قیاس از خود دیگر گر چه ماند در نوشتن شیر و سیر چه بالبداهہ معلوم است کہ اگر کسی حال شخصہ کہ  
 موجب کسرتان ظاہری او باشد باخبار و چاپہ در آر دانتخض بسیار بسیار تنگ دل و بخیلہ خاطر  
 خواهد بود و احوال جناب امام حسین در صد کتاب بیج نمودن و بازار انرا بچاپہ سپردن کار اہل بیان است  
 نیز زید بی ایمان فلاحتکن من الغافلین قال النخاطب اور ہم تمسے پوچتے ہیں کہ بی تربتین اور نعش بنا کر  
 اور کو چه بازار میں لیا اگر کسی کو کہاتی اور سناتی ہو اقول و بیستین بنا ساختن تعزیر و تابوت برا  
 گریہ در مصایب امام مظلوم و اظہار شجاعت و جبرہ حضرت ظلم ظالمان می باشد قال النخاطب  
 اگر کسی سے فریاد کرتے ہو تو زید ہی نہیں ہے کہ ہم اس وقت اس سے جا کر زمین اور اگر نادان ففون  
 سناتی ہو سیکڑوں برس سے فصاحت کرتی ہو کوئی ایسا نہودا و رسلان اب باقی نہیں رہا کہ اسکو  
 نہ جانتا ہو کیا سال ہر میں پی سبقتی محرم کی بہول جاتے ہیں اقول و بیستین انچہ مخاطب افادہ ہو  
 معارض است باینکہ احوال مصائب جناب امام حسین و کتب سابقہ درج بود و الحال ہر الشہادتین  
 و تخریر الشہادتین و شکوہ و شہادت نامہ و غیرہ تالیف نمودن چاہے کنانیدن برای ہمیت اگر کسی  
 خیال دہی کند علانیہ کہ جاسٹ کہ برای شہادتین ناواقفان است آن ہم بچاہے کہ کتب سابقہ و است  
 حاصل گردیدہ و الجواب بخواب اگر کار اندکانہ مصائب حضرت موجب ثواب اخرویست نہوا المقصود  
 قال النخاطب و جو غم کے واسطے ہے اقول و بیستین نعم کہذا و لا قباحت فیہ کاسیضخ ملک قال  
 النخاطب تو اس کے در صورت میں میں ایک توجہ کہ رونے اور غم کے یعقل اور شرعی کی رو سے کوئی  
 پھیر سنانی درست نہیں اقول و بیستین این دعا محض است بدون قیام دلیل قابل اعتنائست قال  
 النخاطب و معنی یہ کہ ایسے کیا خیال کر کے رویا نہیں آیا اقول و بیستین در تنہائی تیر بعد تصور  
 معرکہ کہ بلا مؤمنین در یاد آگیا کہ می سازند لیکن چون تصور کامل بوقت سماعت و آیات مقتل جناب  
 امام حسین دست می برد و خواندن شہادتین روایات مذکورہ ہر یک است و شوارہ نہاد و نہا جہج گردید

می شوند و گریه می سازند و کدامی امر باعث بران گردید که گریه نمودن در تنهایی جایز باشد و در جمیع  
 نار و امن ادعای فعلیه البیان قال الخاطب اگر یون کو که بهار سے دل سخت تیرمین ہو کہو سطح روایت  
 آتا تو سید و ناتھارا کیا ہو ابری شکل ثابت ہو سے اقول بہ ستین مومنین ہم در جمع و ہم در تنہا  
 گریہ بہ صائب جناب شہید کربلائی نمایند کہ ہوا ظاہر کمال الطہور و من لم یجعل لہ نوراً فاعلم انہ نور  
 قال الخاطب کہ جب ایک امام باڑہ بنی اور مرثیہ اور کتاب وراثتی اور دھول بہت سی روشنی و آواز  
 ایک ڈھانچا ہی ہوتے کہیں نہیں و نا آوے اور چو سید شامہ ٹھکونے تو تم رو چکے اقول بہ ستین  
 و زیولا بہ شہر کہ شوق بہت بفتا و مجلس بعشر عزم الحرام ہر روز منہ قدی شوند کہ دران سوای روایات  
 صحیحہ دیگر نظم و تر خواندنی شود و چیز از لوازم تہذیب و ادبی باشد و الوفا و الوفاء و الوفاء  
 جمع میشوند و گریہ نمایند اگر صدق دل داری و در عین مجالس شیک شو و گریہ نما و یک رسالہ و باب  
 استحسان انفعاد مجلس اتحیر کر دہ برای خواندن روایت صواعق محرقہ و مقتل فاضل بلوئی مولوی  
 سلامت اند صاحب جانت فراوانہ متعجب ہو کہ نہ عافیت حزن و مصائب غلغلہ آل عبا است صاحب  
 صاف تحریر غالبکہ باقتد حضرت نوح لا ینال منہ عا شوره لہ ہوا اعیان تجویز فرا و جواب تفصیل تصریح  
 این بقولہ سابق گذشتہ فقد کر قال الخاطب افسوس ہو کہو تمہارا حال خیال کرنے سے رونا آتا ہے کہ  
 تم سنگ لون جوئون صرف اپنے دلی پیاد لگا لینے والو کو حضرت امام علیہ السلام کا خیال کر  
 رونا نہیں آتا اقول بہ ستین مخاطب الامام خدایا خدا را حاضر ناظر دانستہ است راست بگوید کہ گاہی  
 خیال صاحب حضرت امام حسین بودہ گریہ کردہ بہت یا نہ در صورت اولی کہ امام کہ امام عالم او شان بچہ  
 خیال بندی را اجازت دادہ اند و ان واجب است یا سنت و مباح است یا سخت و دلائل انہا  
 و با فادہ مخاطب کہ در فصل ثالث گفتہ او جب حادثہ ہو کہ گذر گیا اور مقدمہ برکس ہو کہ دشمن کیسی  
 اور دوست سرفراز ہوی پیرا تم اور مرثیہ دشمن کی نصیب ہی خدا دوست کو خوش رسکے تھا مخاطب  
 بہ خصوص حال جناب امام مظلوم خوشی و نشاط کردن باید نہ حزن و بکا شاید در صورت ثانیہ  
 ہو کہو تمہارا حال خیال کرنے سے رونا آتا ہے الخ فالجواب الخ قال الخاطب و تعجب بہ کہ گریہ

روقی ہوا بس تک اس قدر مشق نہیں ہوئی کہ اکیلے بیٹے شام نہ جب چاہو تب رد و اقول و بہتین  
بلا سطر روایات شہادت جناب امام حسین و بلا لفظ اخبار بعض تصور صاحب آنحضرت گریہ  
تو انیم ساخت اما العقاو مجالس اجتماع مومنین ثواب عظیم دار و دام مذکور ثابت کنم بدو طریق  
اول احادیثی کہ بطریق امامیہ درین باب وارد گردید و بیرون از حد و حصر اند مگر بحکم الایدیک کہ  
لا یرک کل من نقل و حدیث اکتفای رود و در کتاب اخبار الاحزان مستطوریست صاحب قربا لاسناد  
عن الازدی عن ابی عبد الله علیه السلام قال قال الفضیل تجلسون و تعادون قال نعم جعلت  
فداک ان تلک المجالس اجنبا فاحبوا امرنا یا فضیل فرحمہم الله من احبنا امرنا یا فضیل من ذکرنا  
او ذکرنا عندہ فخرج من عنینہ مثل حجاج الذباب غفر الله ذنوبہ لک ان اکثر من العجری یعنی صاحب قربا لاسناد  
روایت کردہ است از ازادی و او از ابی عبد الله علیه السلام گفت کہ فرمود ابو عبد الله فضیل را کہ شما  
می نشینید و ذکر حدیث در مجالس نمود می کنید گفت فضیل کہ آری قربانت شوم و ذکر حدیث می کنم  
گفت ابی عبد الله علیه السلام کہ تحقیق کہ آن مجلس حدیث را دوست می دارم پس زندہ دارید امر مارا  
ای فضیل پس رحم کند خدا تعالی کسے را کہ زندہ دارد امر مارا ای فضیل نہ کس کہ ذکر کرد امر مارا یا ذکر کردہ  
شویم نزد او پس بیرون آید از چشم او مثل پر گس خواہد شد خدا تعالی گناہان او را اگر چه باشند گناہان  
و کثرت مثل کف و ریاء الشیخ الثقف محمد بن عمر بن عبد الله الغریز الکشی فی کتابہ جالہ عن زید الشحام قال کان  
عند ابی عبد الله و نحن جماعة من الکوفین فدخل جعفر بن عثمان علی ابی عبد الله فقربہ و ادناہ ثم قال یا جعفر قال  
لنیک جلیۃ الله فداک قال بلعینہ انک تقول الشعر فی الحسین یتجد قال نعم جعلہ الله فداک قال فانشدہ  
فیک و مرجولہ حتی صارت الدمع علی وجہہ لحنۃ ثم قال یا جعفر والله لقد شہدت الملائکة المقربون ہنا  
یسمعون قولک فی الحسین ولقد بکوا کما بکینا و اکثر و القدا و جاب الله تعالی لک یا جعفر فی  
الساعة الجنة باثرها و غفر الله لک فقال یا جعفر الا ان ید قال نعم یا سیدی قال ما من احد  
فی الحسین شہد ان لا یبطل الجنة و غفر الله لہ شیخ ثقة محمد بن عمر بن عبد الله الغریز کشی و کتاب رجال از زید شحام  
روایت کردہ است کہ گفت زید کہ بودیم ما نزد ابو عبد الله و ما جماعتی بودیم از کوفیان پس آمد



باہم بجا جہ فقیر قوم لا یعنی ابی ہریرہ یا ابی سعید خدری رضی اللہ عنہما ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا  
 اللہ تعالیٰ نے فرشتگان سیاحین کو زمین پر مقرر فرمایا ہی جسوت وہ پانی میں کسے جماعت کو  
 سماعت ذکر کرنے حق تعالیٰ کے وہ پکار تے ہیں اوس جماعت کو کہ جلد و مقصود و مطلب اپنا  
 پس وہ فرشتی آتے ہیں محفل میں اور محبت کرتے ہیں ساتھ اوس کے پس جس وقت وہ فرشتی آسمانی  
 جاتی ہیں حق تعالیٰ اونی پوچھتا ہے کہ کس حالت میں تم ہماری بند و نکو چوڑاتی ہو اور وہ کیا کرتی ہیں  
 پس فرشتے عرض کرتے ہیں وہ لوگ تحمید و تحمید و ذکر تیرا کرتی ہیں پس ہی سبھی اندہ پوچھتا ہی ان فرشتوں  
 وہ کیا مانگتی ہیں فرشتے جواب دیتی ہیں کہ بہشت مانگتی ہیں کہتا ہے اللہ تعالیٰ کہ کیا بہشت وہ بہشت  
 فرشتی جواب دیتی ہیں کہ نہیں دیکھا پس کہتا ہے اللہ تعالیٰ کہ کیونکر دیکھیں گے اوس کو کہتی ہیں فرشتے  
 انور دیکھتی بہشت کو ہرگز نہ ہوتی وہ لوگ طاعت گنہگار واسطے بہشت کی پھر اللہ تعالیٰ استفسار فرماتا ہی  
 کہ یہ کس پیروی مانگتی ہیں وہ کہتے ہیں و فرخ سی پس کہتا ہے اللہ کیا دیکھا ہی و فرخ کو فرشتے  
 کہتے ہیں کہ نہیں دیکھا پھر کہتا ہی اللہ تعالیٰ کہ کیونکر دیکھیں گے فرشتی کہتی کہ اگر دیکھتی ہوتے وہ  
 لوگ خائف تراوس سے پس فرماتا ہی اللہ تعالیٰ کہ لوگو! کہتا ہوں میں اس بات پر کہ میں نے مغفرت  
 اونی کی پس فرشتے عرض کرتے کہ فلاں گنہگار اوس مجلس میں اوس کسی مطلب کو آیا ہے اوس جماعت میں  
 نہیں ہے حق تعالیٰ فرما و گناہ ذکرین ایسی قوم ہیں کہ نا امید نہیں ہوتا جنہیں انکا اور حدیث دوسری  
 یہ بھی وی عن النبی ﷺ قال اجلس قمریہ کر و لہ الا فادام منا دن لہا و قوموا فقد بدلت سبائکم  
 حسدات و غفر لکم و جہا و ما صدقہ من اهل الارض دین کر و اللہ تعالیٰ لا یقعہم عذاب الا انک  
 یعنی فرمایا ہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم انی نہیں بیٹھتے ہیں گروہ ذکر کرنی والا اللہ تعالیٰ کا گنہگار و جسے  
 اللہ تعالیٰ آسمان سے کھڑی ہو پس تحقیق تبدیل ہو گئیں بیان تمہاری ساتھ نیکی کے اور تم کے  
 مغفرت ہوئی اور زمین بیٹھتے ہیں جس قدر آدمی زمین میں کہ لوگ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا گناہ بیٹھتے ہیں  
 انکی ساتھ ایسی قدر فرشتی اتھی چون مراتب و مدارج ذکرین از قسم شریک ہوں فرشتگان  
 و صحبت نمودن با او شان و تبدیل شان حسدات و کینات و مغفرت نمودن جناب باری

غواصان و نشان لا اگر گنگاری در آن مجلس بر آکار دیگر نیز آمده شیرکس ذاکرین شده باشند  
و هم نایب نمی ماند و مخفی شود در یافتی اکنون بر آن که ذکر جناب سرور کائنات صلعمین  
ذکر خداست این معنی بوجه کمال ظهور محتاج استدلال نیست اما بنابر اطمینان قلب ناظرین  
بمقل یک ذکاوت فاعلی رود و مولوی سید روف احمد در رساله غایب المرام صفحہ ۱۰۱ و ۱۰۲  
می فرماید اور حقیقتاے نے اطاعت اور نافرمانی رسول مقبول کی اطاعت اور نافرمانی  
یعنی اور ذکر رسول کریم کا بعینہ ذکر اپنا فرمایا ہے اور کتب احادیث اور سیرت میں متواتر آیا ہے  
کہ جس مجلس میں سلمان ذکر خدا اور رسول کرتے ہیں فرشتگان آتی حاضر ہو کر و نیز سایہ  
کرتے ہیں اور تا اتمام حاضر رہتے ہیں اور ان کے حق میں دعا کرتے ہیں اور سفارش کرتے  
جناب حق تعالیٰ کرتے ہیں اور ان مسلمانوں کو رحمت الہی اعطا کر لیتی ہے اور گناہ  
ان کے مرتفع ہوتے ہیں اور جس مقام میں درویش یا جاہل فرشتگان سیاہین جناب آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ غلام نے شخص سے درویش اور غلام سے  
کہ ذکر اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم غسل میں ہو وہاں خود اللہ تعالیٰ فرشتہ  
اور فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور تقویٰ آنحضرت کا ہوتا ہے اور روض نبی کریم حاضر ہوتی ہے  
کاوی فتویٰ علماء الکتابۃ النفاوی ہدی الانامہ فی مسئلۃ القیام زمان سب مغفور ہوتے ہیں  
اور حاجات او کی سباحت برکت براتی ہیں اور محل استجابت دعا ہر انتہی ما اردنا نقلہ منتخباً  
چنانچہ در ترجمہ صواعق محرقة و ردہ ابن سعد روایت کر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود  
انا و اہلبیتی شرف فی الجنة و اعصاھا فی الدنیا فمن اتھا الذی یتبعنا من الہدیت من ذریک شجر اہم  
آن شجر در دنیا است پس ہر کس کہ خواہد کہ فرا و بقرب سب فرید کار خود را سبب نیر و طاعت کو قرار دے  
بجائے دیگر نوشہ د چون حق سبحانہ و تعالیٰ دنیا را بطیفیل حضرت رسالت پناہ مسلم  
آفرید و دام و نار ابد و ام آنحضرت و اہل بیت در چہ خیر کارا امام ہارمی بعضی از ان روایت  
کر کہ ہم مسامحہ آنحضرت اند و دلیل دیگر آنکہ در حق ایشان فرمود اللہم انظر الیہم منی و انما ہم

و در بعضی از روایات کہ آنکس کہ در آن مجلس حاضر ہو کر ذکر خدا و رسول کریم کند

بار خدا یا اهل بیت از من اند و من از ایشانم و دیگر آنکه چون فاطمه رضی الله عنہا مادر ایشان است بعضی گفته  
 جزوی از رسول صلعم است ایشان نیز جزو رسول الله اند بنا برین اہلبیت قائم مقام آنحضرت  
 اند و امان اتہی و بفاصلہ چند اوراق باز میفرماید و از احادیث سابقہ وجوب محبت اہل بیت  
 و تحریک بغض و عداوت ایشان معلوم شد و بقی و بغوی تصریح بل و بمحبت اہل بیت چنانچہ قبل  
 ازین مذکور شد کہ محبت ایشان از فرض برین مستحکم کرده اند و شافعی رضی عنہ برین معنی کرده است  
 و شافعی از وی منقولست **شعر** یا اہل بیت رسول الله حکمہ فرض من الله فی القرآن انزلہ و در  
 توشیح غری الا یمان باری از امام حرامی کلاسی نقل کرده کہ حاصل آن کلام آنست کہ خوا  
 علمای و در دل خود فریقینا بر از جہت پیغمبر صلعم می یابند باز از جہت محبت ذریت آنحضرت بواسطہ  
 علم ایشان بیابانگری و برگزیدگی گردیدہ آنحضرت اتہی بعد از ان بفاصلہ سیر نوشتہ و برین شعر نیز اشارت  
 در شرح اہل بیت رضی اللہ عنہم فیہم الیہ وسیلۃ **اچو ہم اعطی غلا تبدی الیہن صحیفۃ بغیر اہلبیت**  
 پیغمبر مواتہ التذو سلار علیہ باعث وسیلہ من خواهند بود و نیز پیغمبر صلعم واسیہ آن مدام کہ بسبب  
 ایشان در روز قیامت نامہ اعمال مراد است راست می دهند و حساب من با سالی بگذرد  
 انتہی بکلام خطہ روایات مذکورہ کہ از اہل ایمان توان گفت کہ براسے ذکر خدا و رسول محفل نمودن مستحب  
 و باعث ثواب کہ در برابر ذکر جناب خاص آل عبا علیہ التیمۃ و التنا کہ در جنابشان حضرت پیغمبر  
 فرمود حسین متنی مانندہ گوذر مذکور موافق روایات صحیحہ باشد و بر ضمیر مرئوس روشن و ہرید است  
 کہ چنانچہ ذکر رسول کریم عین ذکر خداست چنان ذکر اہلبیت آنحضرت بعینہ ذکر رسول مقبول است  
 چنانچہ در مسودہ واقع خواجہ نصیر الدنکابلی سطور است قال الشیخ الجلیل فرید الدین احمد بن محمد نیشاپوری  
 من امن بمحمد ثم یؤمن باہلبیتہ فذلین مؤمن و آنحضرت صلعم جا بجا اہل بیت نبوت را با کثر اوقات مساک  
 ذات بابرکات خود فرمودہ **کلمۃ اللکبت المختصرہ** فتتصر و لا تکن من الغافلین قال المصاحف  
 سیر و ناکسا و خالیو نکا گانا ہو کہ بے ربانی گاہی ہین سکتے پلک ہر ہی متے کانا ڈ خالیو نکا گوانا  
 کہ ایک فقہار بانا در کار ہے اور تم کو جب بڑے بڑے اور تاشے اور قریشے اور کتاب اور توشے

تب تم روینکه قابل گھر بلکہ اس میں بھی شبہ نہ ہو کہ ہر مرتبہ پڑھنے والے سے روزا اور رقت حاصل نہیں  
ہوتی جب کوئی بندہ سوز اور غم سے مضمون کا مرتبہ اور میر علی سیارین و الا ہو تب کہیں تمہارے آنسو  
نکلیں تو نکلیں پناہ رب کی رحمتیں تو کچھ اسباب کار ہے شبہ تو کیا جانو کیا کروا قول و  
ہستعین انچا فادہ نمودہ مرد و دست بڑ و جا دل آنکہ سابقا بمرض بیان آمدہ کہ در مذہب حق  
غنا و فرامیر حرام است دیچیک سامان بخیر قصور جناب امام حسین علیہ السلام و مذکار مصائب آنحضرت  
برائے گریہ در کار نیست و فرس کردن و در زنی نمودن و غیر ذلک برائے مومنین مجتہین اقبیل  
صحیحہ گریہ بودہ است و نظم نمودن روایات صحیحہ و خواندن آن بحسن صورت و محذوری ندارد و حکایت  
روایات کا ذبح و موضوعہ مطلقا حرام است خواہ یہ نظم باشد یا نہ و برایت مقتل حسینؑ باشد و یا نہ  
صحایہ لیکن امام غزالی بحمد علی الواعظ و غیر روایت مقتل حسینؑ علی فرمایند جناب سلطان الغلا  
تاج الفقہاء مجتہد العصر و الزمان حضرت میر سید محمد صاحب دہلی فیوضہ در رسالہ ثمرۃ الخلاۃ متعلق بہ نظام  
پتھم آنکہ انچہ مفتی ممدوح افادہ فرمودہ اند کہ از قول غزالی بحمد علی الواعظ و غیر روایت مقتل  
الحسن و حسین نفی شہادت جناب ممدوح ثابت نہی شود و مقدم است باینکہ تحریر روایت  
مقتل از مودعات نفی شہادت است نیز اگر شہادت امر سے مطابق واقع و حق و صدق  
می بود پس در بیان حق و صدق نفی و تحریر ہی از طرف شارع نہی توان داشت و اینچہ است کہ غزالی  
و امثال اینہا تحریر روایت وفات حضرت سرور کائنات و روایت شہادت فاروقی و غیر  
فتوے خواہند داد پس تحریر روایت مقتل آنحضرت مؤید نفی شہادت خواهد بود و اگر این منع و تحریر  
از حیثیت تبیح بعض صحابہ عارض گردید پس معلوم می شود کہ سلسلہ علل معدلات این واقعہ  
ہائیکہ توسط بنیدے شتی بطرف خلفائے راشدین ہم نشین و پس ضرورت اقتباس عدالت صحابہ  
داعی نفی شہادت آنحضرت خواهد بود و مؤید این معنی است تعبیر غزالی و نظرای او بطریق کہ  
و اشارہ از شہادت بلفظ قتل و مقتل و احاطل تکفیه الاشارہ اما انچہ از عبارت صواعق متواتر  
این تحریر مستفاد می شود کہ مراد از ان نیست کہ اکثر جملہ دعا و اخبار کا ذبح و ممنوع و ہائیکہ



نقل میسازند و محامل و توادیل آن را بیان نمی کنند و این معنی باعث میشود بر نفس و غنا  
صحابه پس تاویل علیل است زیرا که غزالی منع از نقل روایت مقتضی فرموده است مطلقاً  
روایات کاذبه فقط کیف و کذب فی الروایه مطلقاً ممنوع و حرام است اختصاً بر روایت  
مقتضی حسین ندارد و علاوه آنکه در این صورت تعلیل به تهج بعضی صحابه لغوی افتد زیرا که حکما  
روایات کاذبه موضوعه مطلقاً حرام است خواه هیچ عناد با صحابه باشد و خواه مورث محبت  
با ایشان معذاجواز از روایت اخبار موضوعه محتاج بمحامل و توادیل نمی باشد مگر آنکه مراد  
از مانند آن روایات مادی غیر موضوعه باشد و در این صورت هم با تخصص مقتضی حسین لغوی  
می شود و انتقایی با الفاظ الطیبه و موم انکار اهل سنت و جماعت و لایست ارادت را اضطرار نموده ثانیاً  
از کار خفی و عیله و غیره ایجاب کردند و باز برین قدر هم اکتفا نکرد و مطالب قولان خوش آواز و طفلان  
علم و سبقتی و ما بران غنا یا ساز و غرامی گردید و هر طریقه و جد و توابع احداث نمودند آیا نمی بینی که هر  
و چه کمبوره کلان کلان دستار خوش فوا و معنی خوب بصورت و خوش آواز و غزل های مضامین  
نوا حداث مثل شعر خود کوزه و خود کوزه گر و خود گل کوزه خود بر سر بازار خریدار بر آید شکست و  
روان شد باید تا هم سوار از وجه نصیبی حاصل انحضرات نمی شود و باین مام غزالی در احیاء العلوم  
می نویسد و منها موافقه یقین فی القیام اذا قام و احد فی احد شاق من غیر دیکار و کتلف و قام  
باختصاص علی الخ و چه در ظاهر ظاهر ظاهر ظاهر و با وصف اینهمه ساز و برگ در چله از محلات امر و هر  
یک قمر بلاست و در شا بهمان پور یک چند او هم بیان در دیگر شهر باران غوث لا علم صاحب  
پرستش باید تا هم و چه آید یا نیاید العیاذ بالله براسه رقص انقدر اسباب و کار است فلا اعتبار  
یا اولی الایضاد فقال الخاطب لو کت قوبت روسته بن لیکن اس نه میسره کوی  
شیرت بیا قبول الخ و که مخاطب را لا مقام گیر اکثر اشخاص قبول نمود و قمری مقام وال آ  
برایکه مراد از اکثر اشخاص در قول مخاطب بنیاد و صیاد اولیا و علمای دیندار هستند پس مخاطب را  
باینکه یا قضا را اکثر اشخاص موضوعین گیر استمار خود ساز و حضرت یعقوب سالها سال چندان

اگر بگویند که چنانچه آنحضرت سفید شدند و بر اسب خود سبب الحزن علاجه و مرتب فرستاده بودند  
**قال** الخطاب اور بخلا بکلا و تو که تم سبب مرثیه و تغزیه که رو سکتے ہو یا نہیں **اقول** میں نہیں  
 مرثیه و تغزیه معین علی الجناست موقوف علیہ کیا نیست **قال** الخطاب اگر رو سکتے ہو تو کیا  
 خیال کر کے رو لیا اگر یہ سبب بلکہ امر محرم کا دور کر و پکر حاجت نہیں **اقول** میں نہیں ایچا فافو  
 مرد و دست بچند و جہ اول آنکہ در حالیکہ گریہ و نوح بعد خیال کردن بر مصائب آنحضرت با تسار  
 مخاطب روا باشند کار مصائب آنحضرت و خواندن روایات شهادت آنجناب چرا و چنان  
 ممنوع گردد منافی با حدیثی است و م آنکہ اگر خواندن بر الشما و توبین و تحمیر الشما و توبین و غیره  
 ممنوع است پس فائدہ از تعقیف آن چیست سیوم آنکہ اگر منافعت نظم است و چنان بیان  
 باید ساخت و نیز بظاہر کہ خواندن اخبار صادقہ خواہ در نظم باشد یا شعر بخند و ری نذر و چہارم آنکہ  
 اہل سنت و جماعت را باید کہ مجالس عزائم و شہداء و شہداء و شہداء و شہداء و غیره خواندہ  
 گیرند و بکار مصائب آنحضرت کردہ باشند چنانکہ سلام است البدر است شہیدن روایات شہادت  
 حضرت امام مظلوم و گریستن بر مصائب امام یکس ہدایت نمودہ کہ در عبارتہ حالاً تفصیل است  
 شہداء اہل بیت کہ با جناب سید الشہداء در کربلا شہید شدند باید شنید و سرشک غم از دیدہ پرغم  
 در ماتم این خیال اہل عالم باید بارید و در نظر آفتاب آنکہ ہر امر مباح کہ وسیلہ عبادت باشد آنهم  
 عبادت است چنانچہ سندان سابقا گذشت پس حیرتم میر باید کہ مخاطب در حالت اجازت  
 گیرد چرا کہ از م آن را منافعت می نماید جناب سید الشہداء فی العالمین مولانا سید ولد دار علی خطاب نذر  
 کتاب مواظبت حسینہ افادہ فرمودہ کہ بدعت عبارت از امری است کہ در بین احداث گزینند  
 برخلاف طریقہ نبوی بعد از آن فرمودہ پوشیدہ نمازد کہ امری کہ بعد از زمان رسول خدا احداث کنند  
 سخالی از بین نیست کہ جواز آن از عیون آیات و احادیث مستفاد می شود یا نہ بر تقدیر اول  
 اطلاق بدعت بر آن جائز نیست چہ دانستی کہ بدعت آنست کہ خلاف طریقہ نبوی باشد و این  
 از ان قبیل نیست مثلاً بقتضای قوای اسلام بجا آید کہ علی حسین و جنت الہیست

ثابت شد که گریستن بر آنحضرت موجب ثواب عظیم است به نیت قربت از جمله عبارات مشهور  
خواهد بود و همچنین هر ضمیمه که دخل در گریستن داشته باشد مثل انعقاد مجلس مومنین و فرش  
کردن از برای نشستن ایشان طعام ایشان و اشغال آن اما اگر آن وسیله از جمله محرمات  
انگلی باشد مثل آنکه زنهای نامحرم مرتبه خوانند و مردان باراده گریستن گوشه کشند پیشک  
نیست که از جمله بدعات محرمه خواهد بود و چه ظاهر آنست که آنچه موجب دوری از حق تعالی باشد  
موجب نزدیکی او نمی تواند شد و هم دلالت می کند برین معنی بعضی از اشعار جناب میرالمومنین  
صلوات الله علیه و آله معاویه نوشته و حاصل معنی آن نیست که باستماع رسید که از اموال  
مسلمین مسجدی بنا کرده پس مثل مثل منی است فاشسته زری که از فوز حاصل کرده و در شرف بیان  
نماید و اے بر تو اے معاویه بنیدانی که حضرت رسول خدا و حق چنین زنی فرموده نزن انگلی و زنی چنین  
مال به کس و دمی و از جمله ضمیمه خیرات است ساختن مدرسه یا و پل یا و غیر آن از جهت آنکه معلوم است  
که تحصیل علم واجب است و مدرسه وسیله تحصیل علم است و ایصال نفع بخلق است از اسباب  
قرب آتی و پل از اسباب نفع خلق الله و دفع مضرت ایشان از غرق و هلاک و غیر آن است  
**قال** المخاطب اور منصفی سے بولو کہ ایسے مقام میں قرآن کا پڑھنا بہت ثواب رکھتا ہے  
یا فریقا کا **قول** و بتعمین آنچه افادہ نموده مرد و دست بچند و بعد اول آنکه خواندن قرآن  
هم ثواب دارد و ذکر و آیات شهادت جناب امام حسین خواهد به نظم باشد و یا به شعر نیز موجب  
اجر است و از بجا آوردن یک از دو امر ثواب ترک دیگر لازم نیست ملائمتی فعلیه البیان  
دوم آنکه اہل سنت و جماعت نام خلفاء اربعہ در خطبہ جموعہ بالعوض دو رکعت نماز شب  
درج کرده اند آیا این بدعت و تشریع را افضل از خواندن قرآن می دانند یا نہ در صورت او  
ما تم ایمان خود دیگر نہ در صورت ثانیہ نام خلفاء کہ گویا در نماز داخل کرده اند حکم ساحتہ بجا  
آن خواندن قرآن عادت سازند سوم آنکہ غنا اگر چه در مذہب مایہ و ام است مگر اہل سنت  
جماعت آورده اند کہ آنحضرت معلم فرمود لیس منام لہ یغنی بالقراء و شیخ عبدالحق دہلوی

در مدارج النبوت نوشتہ و اختلاف کردہ اند علماء و مسئلہ نفی بقرآن بعضی سطلق جائز و از بعضی  
 اگرچہ لازم آید افرط و در مد و اشتباہ حرکات و مانند آن و اگرچہ بقوا این موسیقی باشد و بعضی سطلق  
 منع کنند الخ و ہر گاہ کہ بتصریح سابق نفی بقرآن امر ضروری دیا جائز باشد یعنی بمنطوقہ روایات  
 مصائب اہل بیت نبوت سلام البتہ علیہم جہاںست جواز نہاشتہ باشد **قال** مخاطب اگر کو  
 کہ مرثیہ گانا تو ایمانین خلل ہے اور اگر قرآن کا پڑھنا کو تو مرثیہ کے عوض قرآن پڑھ کر دیکھو  
 اور حضرت امام کو تو اب **اقول** و بہستغین بہین مذاق میتوان گفت مخاطب والا مقام  
 افادہ نماید کہ در مقام ذکر ولادت آنحضرت صلعم رسالہ ہار مولد خواندن انسب و افضل است  
 یا قرآن و در صورت اقبے ایمان گشتند و در صورت ثانیہ قرآن باید خواند فاجوبکم فی جوابنا  
**قال** مخاطب اگر کو کہ قرآن سے رونائین آتا ہو تو ابو جہل ہو قرآن میں نویسی مصیبتیں بیان  
 کی ہیں کہ جس سے پہاڑ و دین تمام پتھر اور ولی اور امام قرآن کو پڑھ پڑھ کر روئے آئے ہیں  
**اقول** و بہستغین مد فوج است پختہ و جہاں اول آنکہ ذیاب مولوی محمد حسن رضا خان بریلوی  
 در شہادت نامہ نوشتہ کہ جب حقائق جل جلالہ نے ابراہیم علیہ السلام کو واسطہ فرج کرنے  
 حضرت اسماعیل کے حکم فرمایا فرشتوں نے عرض کیا کہ خداوند انور فیض منشور جناب سرور عالم  
 فخر موجود است رحمت عالمیان و صفوت آدمیان تمہ دور زمان احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کا پیشانی نورانی نے اسماعیل علیہ السلام میں پھیل کر وہ فرج ہو گا کہ نور منشور  
 حضرت خاتم النبیین شفیع المذنبین کا کیونکر ہو گا ارشاد ہوا کہ اگر کوئی اور بدلہ اسماعیل کے  
 قربانی ہماری قبول کرے تو یہ امر موقوف رہے کسی نے پاؤں جرات کا میدان شجاعت  
 میں نہ رکھا مگر روح پر فتوح امام حسین ع نے اسل مر کو قبول کیا کہ عوض حضرت اسماعیل  
 دشت کربلا میں ہو کے اوپر پیاسے خجڑہم اور تیغ ظلم سے شہید ہوے چنانچہ وفد بنیہ  
 بذبح عظیم بقول صاحب کشف اور مصنف مدارج النبوت کے اشارت شہادت حسین  
 علیہ السلام سے ہے شاہ حسین بادشاہ حسین پڑ پڑ دین و دین پناہ ہے حسین



میرا بجا و رونی میں کسی فی نہیں کہے تھو رونی کی تدبیریں خوب سوچیں اقول وہ تیسری بات  
 تکرار ذکر یافت کہ بنا ساختن تغیر امر نیست سبح و مثنی گفتن سنت اہل بیت کرام و صحابہ عظام  
 کما مر از اہل پس و تثنی برین راجع باقوال و تقاریر این حضرات است و ہو کاتری و غنادر  
 مذہب اما میر غلام است لکراہل سنت را بآن تثنی نمی رسد چنانچہ عبدالحق در مدارج النبوة جلد اول  
 ص ۱۰۴ فرمودہ کہ در حدیث صحیح آمدہ است کہ آنحضرت فرمود لیس مائمن لم یثن بالقرآن  
 و بعد فاصلا بسیر آورده و اختلاف کرده اند جلد اول مسئلہ تثنی بقرآن بعضی مطلق جائز و از بعضی اگرچہ  
 لازم آید از اطراد در رد و اشباع حرکات و مانند آن اگرچہ بقوانین موسیقی باشد و بعضی مطلق منع گفتار  
 و ہر کاد فی بختی کہ و میداند کہ مراد از تثنی در حدیث مذکور حسن صوت است مگر ادب و مخاطب بقوانین  
 موسیقی خواندن قرآن شریف جائز و از رد و مقصود آوردن حدیث ایس مائل و در مقام مہین است  
 کہ آنحضرت حفظ تثنی را بقوانین موسیقی حل کرده اند و با انہمہ بر خواندن مرتبہ تثنی می نمایند اذالہ  
 التثنی فاصنع ما شئت ازینجا است کہ حفاظ این فرقہ خواندن قرآن بقواعد موسیقی عادت گرفتہ اند  
 کہ ترانہ و ق خدادا فی بود و تثنی است فی راح ریحانی بود و تلاوت نغمہ سازی میکنے  
 ینگی بالو و باز میکنے با ادب بخوان ترانہ نیست این محفل چنگ چغا نیست  
 و بی تریم و در تہ طبلے فکرم تو قارے و یا مریخے سورۃ قرآن با عجز نیست  
 یا کلام حافظ شیرازی نیست کی توان در خواندش تکریم کرد معینش باید بدل تحریر کرد  
 میری و در اندر شرع قدیم و در مسرا و اراط المستقیم و از رب العالمین روح الامیں  
 یا کہ رب العالمان الامین است یا یوم یا خود و شہنا چہ بیت ایدای ربی ایہم  
 کہ تو خود را خواستے ز اور چون سلیمان حکم سنے طیر قال الخلاب او جو کہ بعضی  
 نہیں جانتی تو ترجمہ قرآن شریف کا توری و نہیں مریخ و تغیر کی طرف کیون نہیں کہ کہیں  
 دین اور دنیا کا کام بخاوی اور دنیا پس اسبہ کجی آری اور اسکو حضرت امام علیہ السلام  
 چہ تری رہتے ہیں اقول وہ تیسری بات خود فرمودہ و در حدیث چندی آہل انکہ قرآن می خوانیم

و معنی و تفسیر آن را می دانیم که ازین لازم نمی آید که تکرار فضائل و مصائب اهل بیت را ترک کنیم مگر این  
 فعلیه البیان دوم آنکه اهل سنت و جماعت بجای اعتقاد محافل میلاد خواندن قرآن مجید را چرا  
 شعار خود می سازند خواهی که میگویند یا نه و سوم آنکه صوفی اهل سنت ذکر خفی و جلی و دیگر بدعات مستحبه  
 را ترک نموده عوض آن قرآن بجهت سبب نمی خوانند لفظ صوفیان در ذکر بدعت کرده اند  
 انحراف از شریعت کرده اند و گاه می رقصند و افشانند و گاه چون دیوانه و گاه مست  
 گشته ببلبل سگ برانند و از سگان پوستان پوشند گاهی گریه سان ظاهر از گروه هم میسکن ترانند  
 با طنانا مانند سگ مردم درانند و منظر چون گریه برخوان کسان بچوسک جوایس مردار جهان  
 پای کو باشند غافل از اصول و منحرف از جاده آل رسول شبله اندر بلبل چون بهر بوزند  
 بر اصولش فاخته که کوزند و عوسه حب است که میکنند وین همه افعال و آب میکنند  
 هر که بر راه رسول صادق است که کند دعوی حب حق حق است خواهی از قرآن بر این معنی نشان  
 حرف آن کنیم بخون را بخوان هر هر و صدق و صفای مولای با به باب علم مصطفی صولای است  
 هر که بر عکس طریق حیدر است نیست عارف کاذب است و حق این فروع است و اصول ازو  
 کفر باشد دین ایشان بیک پیش محمد الدین خداست که بود وین توین یا بر و طارے بود  
 گریه و موش و خروجا موش ایک وجود است و بود و موش اوست و پیراهن هر مرد است  
 هست چون دیر او و حشر عالم گفته در تبیع و تنزیه خدا را از اشبار و هوکینها  
 هست این تبیع یا تشبیه حق منزله از چنین تنزیه هست قف برین مذهب چیدیا کیست  
 آوست این یا فرا یا کیست این مدح این مذهب کثرتی شواهد و کاشانه ز منمنا نشو  
 نیست حاجت عیسی گویم اگر چون زنده را که که رسد هر درومی بار بار و نیده است  
 به قصد پیوند و قالب دیده است میدید بوسه تناسخ این کلام پیر دانش معرفت کردند نام  
 مصوف آمد از پی پاکان دین نیست ان حظر سکان با یقین و از قرآن مغز را برداشته  
 استخوان پیش سکان انداخته که از الحق جائز از خلاج بود بهتر از و صاحب معراج بود

ظاہر از شدت عجب و ربانہ غار خشتش گردید با یخو ییا پس بکم چشمش بر روی پیشانی نظر  
 صورتی ساخت از حق جلوه گو نفس از سو فرج آن ششہ کہ ترکیبش کہ تو عین است  
 سر بر دعوی جیلانی غلط از سنگ نیاک بھول غلط گفت ما شیر بود و در غار  
 پیچ بود آہ و افغان را بب + گیر گیر بادشاہ کہ بلاست + فعل ناز و کار را در آید  
 چون از حدیقہ الکریمہ است + روز فرخش لاتی شور و شکر + کینا این صوفی ناری ہمین  
 میکند منع از غار داری بین یکفلا نیکی علی + الامام + وهو مقتول علی بن ابی طالب  
 یکفلا نیکی جوی ماناکیہ + کر علیا مع عیون باکیہ + کیت لانیکی عطا شاعر  
 لمریزا لاسجد آوردن + لطف نفس من شفاہ و ابلاہ + او من صرح علی سبط العزیز  
 قد و هام قاصح لای صفت + قاتل الله العاصی ما انصفوا + کیت کان فلت  
 لسط المصطفی + وهو من جوح و مجنون القمناس  
 جزہ سیف الشیخ الارذل + وهو منقلد ما کالجدول  
 احمدش بریان جنت گفتہ است + شیر شیان جنت گفتہ است + ماتش فوز جنان + جنت  
 بر عزا دریش جنت واجبست + آسان بر حال او گریان شدہ + سینہ عین ملک بریان شدہ  
 این روایت را ز من کہ شنو + بشنو از عبد الغفریز دہلو + در بحث گردون و کون و کوار و کوار  
 تاز و مجو شیر خوشی از زمین + کردہ نقلش مسلم شان و صحیح + کی بود و عوا این کافر صحیح +  
 اصعوا عن سعد قنا انکم + انه قل عدل من اعیانکم + گفت رنج و محنت دال کلام  
 ششہ گشت است در عالم تمام + کردہ حیوان گواہی دوست + و آنکہ انکارش کند مغرور است  
 بود و زیبا سز نش افلاک را + منع می بالیست کرد افلاک + استعطا قتل لعل الرضی  
 لمری عوافیہ حق المصطفی + ثم غار و علی الالکر امرأۃ منهم حر و قاتل الخیام  
 اخر جواعنا النساء الطاهر + باکیات فاحات حاسرات + راسہ فیہ الالسا الشور  
 عرش چون بنیان ترک روم + عترت پاک نبی آوارہ بود و خلق بیستہ مورد عبادت



اوھم وھذا ما اُخذ بھذا ما اُخذ از ان وقتیکہ در پیش نیریدہ گشت حاضر عترت شاہ شہید  
 آن لعین معروف عیشیان بودہ بر اس طہریر تخت افتادہ بودہ ناگہا بالعود فی اسنانہ  
 ناطق اطوار الی سنوافہ صوفیان ہم بطریق آن لعین و شادی باشند در روز چین  
 یوم عاشوراء من اعیادہم \* اہ منہم \* من الحادہم \* انہ یوم الایس و المحدثہ  
 فیہ اقطار السماء اغیرت \* کہ اداقت فیہ اسیاف اللہ من دما الفاطمین الکرام  
**قال** المحاطب اور اگر کسی کو اس مقدمہ میں شبہ گذرنا ہو کہ مرثیہ تو درست ہی دیکھو حضرت کی  
 فاطمہ فی اپنی باپ کی غم میں کئی بہین کہیں تین اور حضرت امام کی غم میں بھی جن غیرہ سی روایت  
 اسکا جواب یہی کہ تمہاری اور اونکی درمیان اسبائین تنافر ہی جس حسبہ و کافر منہی میں  
 اسکی اتنی حقیقت ہی اپنی تنہائی کی بیان اور میت کی اوصاف میں دو ایک شعری اختیار  
 بلا قید کہی منہ سی نکل گئی کہ اونکی گھر مرثیہ کی بیاض میں نہایت اسکی واسطے نال اور سرور گنگاری اور  
 سارنگی اور تارنچ اور دن جوابی اور سوالی مقرر تھی نہ اس میں حلقہ باندہ کہ بازار اور مکان میں پرتیا تھا  
 نہ اس میں فلت اور شکست مردی کی بیان ہی اور نہ کسی نقش اور تخت بنا کر اسکی آگے پرست  
 اور نہ اوپر سی ہول اور تاشی بچہ تھے علی ہذا انقیاس شہد اسکو کہتی ہیں جہین میت کی اوصاف  
 ہوں اور تم جو کاتے ہو اس میں میت کی رسوائی اور شکست سر اور نال سی نکلتی ہی عرض تمہا  
 جو مرثیہ میں اسکا نام جو طبع ہی لغت کی موافق اسکو مرثیہ نہیں کہتے حسب طبع تمہارا کام غلط اس طرح  
 تمہارا نام غلط اقول و بہستعین پچا فادہ نمودہ مرد و دست بچند و جا اول آنکہ قولہ اسکی  
 اتنی حقیقت ہی کہ اپنی تنہائی کے بیان اور میت کی اوصاف میں دو ایک شعری اختیار  
 بلا قید کہی منہ سی نکل گئے و غیر منع است چہ در کتب قواریخ اشعار کثیرہ موجود ہستند و ہم  
 عبد الحق دہلوی در مدارج النبۃ جلد دوم صفحہ ۲۰۵ می نوید و ہر کدام از اہل بیت آنحضرت  
 و صحابہ عظام مرتبہ و وفات آنحضرت در سلاک انتظام کشیدند اول ایشان فاطمہ زہرا علیہ السلام  
 عنہا بود کہ چون بعد از دفن بزیارت قبر شریف رفت خاکی از آنجا برداشت و بدیدہ غمیدہ

و گریه و این شعر افشا نمود ما ذاعلم من شتم توبه احدی<sup>۱</sup> ان لا یشتم مدعی لایان غولیا  
صبت علی صائب لوالفاه صبت علی الایام صبت لایالی بعضی گفته اند که این مقوله علی بن  
سبت کرم الله وجهه فاطمه زهرا انشا نمود نیز در وقت زیارتش میگفت<sup>۲</sup> اذا اشتد شوقی فزت قبرک  
باکیا + انوح واشکو لا اراک مجاولیا فیا ساکن الغیر اعلمت البکا و ذلک انک انما جمیع المنا  
فانکنت من عینی فالتب غائباً<sup>۳</sup> فما کنت من قلبی الخیزین بغائب<sup>۴</sup> و از جمله مرثی که منسوب بحضرت  
زهراست این دو بیت است نفسی علی فراقها محبوسه<sup>۵</sup> یا لینهما خرجت مع الزفرات<sup>۶</sup>  
لا خیر بعدک فی الحیاة و اما<sup>۷</sup> ابکی مخافة ان یطول حیاتی<sup>۸</sup> انتی و بر من تل خیر غمی نیست که قول  
صاحب مدارج النبوة و از جمله مرثی که منسوب بحضرت زهراست این دو بیت است ارج ادل  
دلیل است بر اینکه مرثی جناب فاطمه الزهرا صلوات الله علیها بکثرت اند فضا لا عن سائر اهل البیت<sup>۹</sup>  
والصحابه العظام و دوم آنکه مجلد نبودن مرثی در آن زمان قیام حق ندارد چه در آن وقایع احادیث  
هم مجلد نبودند سوم آنکه غنا و فراوانی مذهب ما نیست حرام است از همین جا است که خواص آن اجتناب  
دارند و اگر علوم احدی مرکب بشیندن مرثی بخاشود اهل سنت و جماعت را تشیع آن نیز نیست  
چون شیخ عبدالحق در کتاب مدارج النبوة جلد اول صفحه ۷۴ هم نوشته و اختلاف کرده اند علماء مسلمة<sup>۱۰</sup>  
بقرآن بعضی مطلق جائز دارند یعنی اگر چه لازم آید افراط و در حد و اشباع حرکات و مانند آن و اگر چه بعضی  
موسیقی باشد و بعضی مطلق منع کنند الخ در صفحه ۲۹۴ می فرمایند بدانکه صاحب متل ذکر کرده است  
در سماع سه قول را حرمت و اگر است اما بحث ذکر کرد دلایل بر مذهب و ترجیح کو مذهب اباحت  
چنانکه مدعاست دوست و جواب وادار استدلالات و تمسکات حرمت و اگر است و اطناب کرد  
در اثبات مذهب اباحت و اثبات کرد آنرا بکتاب و سنة و اجماع و قیاس و وجه قیاس آنکه چون  
ثابت شده در سننه صحیح جواز تغنی بقرآن پس شعر نیز جائز باشد و صفحه ۲۹۴ هم نوشته و نقل کرده است  
فاکهی در تاریخ که معظمه بسندی که دارد از موسی بن المعرة الحجی که خود و عطاء بن ابرج را پس در آمد  
و بودند در آنجا قومی که میرند و عود را تغنی میکردند چون میدیدند عطار که در آمد باز آمدند از آن پس گفت

نمی نشینم تا عود بکنند یا بنی میکروند پس نشست گفتی کرد و صاحب متاع همین عود را پس  
 ساخته و فرا میر دیگر را بر آن قیاس کرده اتقی المختصر شهادت مذکوره کالشمس وسط السماء  
 روشن و نخل گشت که گفتی تجرید و ترجیع و رعایت بقوا این موسیقی و نواختن عود و طبل و  
 و نقاره و تاشه بذهاب اهل سنت و جماعت مباح است هر کای قری لغم مافیل نظم  
 رفت و روی در حضور شاهین چه جعفر صادق امام المتقین و گفت چون من میروم بیت الخلا  
 میرسد در گوش من بانگ غنای مردم همسایه ام بر صوت عود و دمی کشند از سینه آواز سرود  
 می نشینم خوش چو سینه آید مرا می دهم گوش صدای نواز را منع فرمودش امام راستین  
 گفت سائل حدیث چیست این من آن پیش ایشان میروم چه حدیثی میباش خود بخود اگر بشنوم  
 شاید بر من رسد و قرآن خواندند و امر و نهی حق سبحان خواندند و در قیامت گفت حق لا یرال  
 میشنود و این چه کلامی است که میگوید که امام این آیه را تذکره سائل از کار خود استغفار کرد  
 گفت سرور اگر تو میانندی بر این به حال تو بد بود و در روی من بد مستیان این فعل اکثر می کنند  
 اقرا یا بر من کف نه به هیچ دم بعد از نماز این همه به جای تحقیقات باشد و فرمود  
 مردان غفلت گنان با ساز و صوفیان در پهلوشان بسته و در هوای شاهان شوخ و شنگ  
 نغمه پردازند با طبل و در چنگ و بزم شیطانی و نفسانیست این بهای مقام ذکر ربانیت این  
 حال کی در پیو جا حاصل شود که حضور دل درین محفل شود به با غنا قرب اسکی را محجوب  
 کی روا باشد نماز به وضوء و در می سازد زیارت قل و نه می کند منع از زیارت قول و نه  
 سینه باید که باشد در دو چشم و هر که باشد خلق مجروح از خوشه کن نمازی با بکا و تلبیه  
 که روا باشد مکار و تصدیق و یا دخالق در دل شبهه بگیرد دوست تنها ذکر او تنها بکن  
 چهارم آنکه تعین تاریخ و روز در شریعت ثابت پس زبان طعن بر آن کشودن تیشه بر پای نصاف  
 ردن است مولوی سید رؤف احمد در رساله غایه المرام صفحه ۳۴ نقل از بعضی ائمه فرماید  
 الحاصل حضرت ما از زمان مکان شرفی حاصل نیست بلکه زمان مکان از آن حضرت مسلم

شرفي سبقت قال الشيخ احمد بن الخطيب القسطلاني في الواهب للدينه واطكان يوم الجمعة النجاشي  
 فماده مخصص في ساعة لا يضافها عبد لم فسأل الله فيها خير الا اعطاه اياه فابا لك بالشأن الذي ولد في  
 سيدنا سليمان لم يجعل الله في الاثنى عشر يوم مولده من التكليف بالعبادة ما جعل في يوم الجمعة المخلوق فيه  
 اذ من الجمعة والخطبة وغير ذلك اكراما للنبي صيا التحفيف عزامة لسبب عناية وجوده قال الله وما  
 ارسلناك الا رحمة للعالمين من جهة ذلك عند التكليف من فائدة الانقاذ عن مسئلة عن صيا وراي  
 قال لك يوم ولد في رزق علي في النبوة رواه مسلم في السنة الثانية من رزق ان الذي كان في السنة  
 يوم الاثنى عشر خرج مهاجرا عن مكة الى المدينة ومثل المدينة يوم الاثنى عشر خرج المحجرون الاثنى عشر كذا  
 فتح مكة ونزل سورة المائدة يوم الاثنى عشر حالاً ان روايات كذا في حسان ابن علي وردت في كتبهم  
 في شوق قال القسطلاني في الواهب للدينه ناقلا عن ابن الجوزي في الشيخ عبد الله بن الجوزي  
 الدهلي في ما ثبت بالسنة في ذكر رضاعه صام ولان اهل الاسلام يفتخرون  
 بشهر مولده ويعلمون الولاء ثم ويتصلون في لياليه بانواع الصدقات وفيظهرون  
 السرور ويؤنون في المنبات ويعتنون بعقاة مولده الكريمة ويظهر عليهم من بركاته  
 فضل عظيم انتهى وقال الامام الحافظ ابو الخير بن الجوزي ومن عناية صلته امان في ذلك  
 العام وبشرى عاجلة لنيل البغية والمرام فرحم الله امرأته التي وليا بشهر مولده الميامين  
 اعياداً ليكون اشدة على من في قلبه من حسد وعناد ان شاء الله  
 بنجم انكم حال واقعي جناب سيد الشهداء عليه التحية والتشريف فخواتم نظم بيان نموذج ستمت  
 انجناب نبوت ايانة بني كاشاه عبد العزيز وابو في رسالة الشماوتين من فرايدم وظلوا  
 على الحرم واسروا اثني عشر غلاماً من بني هاشم ومن كان من النساء وامر ابن سعد وشيخه  
 فوكبوا خيولاً واطوا اجساد الحسين وارسوا الراس المكرم فدير في سكر الكوفة ثم اسلم مع رؤس  
 سائر الشهداء وسبوا اهل البيت الى يزيد بن معاوية مع شمر بن ذر الجهمي شمس كان في شمس  
 الخ وياورم مني آيدكم فطالب چنان بيان فرايد كاشاه صاحب براري فقلت ورسوا جناب

مظلوم کر بلا اینہم خامہ فرسائی نمودہ فاضل ولا تکر من الغافلین قال الخیاط اور ایک  
غلط در غلط ہو کو ہم یہی کہ جسکو تم تغیر کہتی ہو اسکی کیا معنی تغیر لغت میں جیست زدی کو صبر  
اور دلاسا دینی کے متین کہتی ہیں اور غرا کی معنی صبر کی ہیں پہلا سمجھو کہ اس تغیر میں صبر اور  
دلاسا دینی کا کہیں نام اور نشان ہی ہی اور کوئی کسی سید کے کہہ آگے کہی صبر اور دلاسا دینا تاکہ  
بلکہ کجست ہر سال بچاری سید و کونستی سے مضمون کی مرتبہ سنار کر دلاتی پٹائی ہیں اور ایسی جگہ اگر  
کوئی کہے ایسا جب چپ رہو اور صبر کرو تو پھر تغیر دار اپنی چپاتی چھو کر اسکی چپاتی پر گونے  
لگا دین اب سچ کہو یہ اولیٰ نام کن الٹی ہے رکھا ہی اور ماتم کر سیکو تغیر کیس لغت میں لکھا ہے  
کیا قدرت خدا کی ہی جسکا سری سے نام غلط اسکی اور کام کا کیا ذکر یہ وہ مثل ہوئی خود غلط  
املا غلط انشا غلط مثلاً اگر کسی باب پر مصیبت میں لکھا ہو اور کوئی اسکی اولاد اور دوست  
یہ کہی کہ بیٹی کیا کرتی ہو باب ہمارا ایسی غرابی اور آفت سی لار گیا کہ کسی پر ایسا ظلم نہیں ہوا  
مرتی متاری ہیں کون سے پاد نگی سرگلی میں بوق ڈال کیا پادی گیسٹہ کپری میں لیگی اور ہتار  
ما کی چادر سر سی اوتار لی تکر لازم ہی کہ ہے یہ حال بار بار سنو اور خوب ڈیٹو غرض سمجھو تو کہ کون  
اسکو تغیر کیا اگر کسی نے کا حال کے قریب کے سامنی اس وضع سی کو تو وہ ہر مانے بلکہ پیر  
ماری چجای بڑے آدمی کا حال سر باز دھول اور تاشی سے نقل ابتدا کر یہ ہمارا جگر اور صبر ہے  
کہ ہمارے باپ دادا کو کیا کچھ زید لوگ اور بعضی ناخلف ہماری رو برو پر پردہ فیضی کرتے ہیں  
اور ہم اپنی سلف صلح کی طرح صبر اور سکوت اختیار کرتے ہیں حضرت حسن حسین کی وقت میں  
ایک زید تھا اب اولاد حسن حسین کے وقت سیکرڈن زید ہوئی خیر ہر حال صبر اور برداشت  
کیا جانتی ان اللہ صابر قول و بستعین مدفع بہت بخند وجہ اول انکہ اطلاق تغیر  
بر نقل قبر و مقبرہ باصطلاح خاص بہت و لا مشاہدۃ الا اصطلاح دوم انکہ معارف بہت کہ  
مؤمنین و سادات در عشرہ محرم الحرام ہر گرا صبر و الاستیلاوت آید وافی ہایہ نا اللہ وانا الیہ  
راجعون و سیعلم الذین ظلموا انی منتقلب ینقلبون می نمایند و خود گریہ کروں دیگر را

گیر که کنایه از سنائی جنسیت ایام نبلی که حضرت یعقوب علیه السلام بفرق حضرت یوسف  
 آنقدر اندوه نموده بود و چشمها را آنحضرت سفید شد چنانچه او سبحانه تعالی وقت قدس در بیان  
 حال حضرت یعقوب میفرماید قال یا اسفا علی یوسف و ابیضت عینا من الحزن و هو کظیم  
 و فخر البکیمن تظلل العالی در رساله فتوحات حیدریه میفرماید در تفسیر حینانی که کشف نقل نمود  
 که او را است کرده که حضرت رسول خدا از جبرئیل پرسید که اندوه و زحمت یعقوب و مفارقت پسر  
 پسر مرتبه بود و جبرئیل گفت برابر بختا و ما و حضرت فرمود که او را چه مقدار فرود دادی گفت قبر و شصت  
 و او را از نقل این کلام ملا حسین داغی گرفته است و میگوید که پس در آتش مفارقت برابر یعقوب نشو  
 بقول چهل سال و بقول هشتاد سال از وقت فراق یوسف علیه السلام تا زمان حال او  
 چشم یعقوب گیر خشک نشد و از بار فراق جگر گوشه پشت مبارکش خفیدگی گرفت و پسرش  
 مشاهده اینحال را آنحضرت گفتند الله تعالی آنکه یوسف حتی تکون حضا و تکون الی الان  
 یعنی بخدا که همیشه تابشی که بناله در آری یاد کنی یوسف را تا وقتیکه بیار شوی به بیماری شریف برت  
 تا تابشی از جمله ملاک شوندگان یعقوب علیه السلام در جواب گفت انما اشکو بنی و حزن الی الله  
 یعنی جز این نیست که شکایت کنم غم دانه خود را بخدای نشا و نه بغير شانه منی سوم آنکه شاه عبدالعزیز  
 دهلوی در جواب سوالات مولوی رفیع الدین خان مراد آبادی نوشته اگر در مرقیه و کتاب  
 اقوال واقعی باشد پس شنیدن این قسم مرقیه و کتاب فی نفسیه مضائقه ندارد و نهی پس تشیع  
 بر مرقیه و کتاب حوال واقعی ناشی از جهل یا تجاہل مخاطب لانا فی سب و کذب روایات  
 بالاتفاق حرام فلفم و سنتم چهارم آنکه پادشاه کاری بر مخالفت کنندگان تخریر داری نهایت  
 بجا و مستحسن است و حال ما تم سابق گذشت فقه کفر فقه آنکه ابن عبدالبر در کتاب استیجاب  
 در ترجمه حفصه و خمر گفته عن عقبه بن عاص قال لما طلق رسول الله حفصه عمر فلیح ذلک عن رسول الله  
 یعنی از عقبه بن عامر روایت که رسول خدا صلعم طلاق داد حفصه و عمر را در رسید این  
 عمر را پس نیت بر سر خود خاک انستی در رساله سرور الحزن و ن نوشته روایتی آمده که حضرت رسول خدا

صالح خدای تعالی در اطلاق دادند پس محبت کرده و بکلیت آورده و در نواحی یعنی بر گاه عمر را در همین خاک  
بر سر خاک بستانید این خبر اطلاق یافتن و تشریف جانشینان را بپایست بر اچگونگی سیر کو سبب  
خدا انسان بنجام اطلاق بپایست می نویسم تعزیر که با عارف قول علامه اهل سنت و اجماع را در این  
و آنچه اگر بودی و سلامت آمد و در رساله تیر را سزا و بین حال واقع که لا به تفضیل تا متر کاشته و چه  
و در آن شکست بپایست محبت و طهارت بقلم سپرده که بنوی از آن بین ساله بود و حق بانی آمده و بدای  
مخاطب شاه صاحب مدراج نیز در هر چه کننده خاندان نبوت باید گفت حق اینست که در تیره و کتار  
اسمال واقعی شنیدن ثواب دار و دو حال واقعی را که از آن ظلم نیز دید و نیز دیدان ظاهر میگردد و در خفا  
نمودن خفا و تحقیق حمایت نیز دید ساختن است و لغت ماقبل سه کار پاکان را قیاس از وی دیگر  
که چه با آن در نوشته سیر و شیراز با آنکه ذکر قصص انبیا و اولیا خدا که متضمن ذکر مصائب و محن ایشان  
باشند و بگویند که است چنانچه حق تعالی شان در قرآن مجید مجیب حضرت یعقوب یا حضرت یوسف  
و اخلاص برادران حضرت یوسف آنحضرت را در چاه و در گریستن حضرت یعقوب آن سبب تا اینکه هر  
چشم آنحضرت سفید شدند و فرختن برادران تا بر حضرت یوسف را و فریفته شدن اینها بر آنحضرت  
در رسیدن حضرت یوسف بر تیره بلند بادشاهی مصر برکت بعثت تقوی بشری و بسط تمام بیان  
آن احسن القصص امیده چنانکه فرموده و محقق علی بن الحسن صاحب حریم می رباید که تذکار مصائب  
واقعی جناب امام حسین پیرا مخاطب گوارا می کند العیا بالله آنرا فضاخ آنحضرت و حمایت بر برادر  
دار و در ذکر آن اعراض می نماید یا آنکه جناب باری عز اسمه ذکر مصائب انبیا و احسن القصص  
و اگر کار دعایت مقتل جناب شهید مظلوم با تبعاع امام غزالی باشند میتوانند شد لیکن عدلت ما  
را یا رباید داشت و مخرجه تذکار خون ناحق امام مظلوم را خیال ناید ساخت که چنان باحقاق  
حق و باطل باطل یا بعض صحابه با عارف امام ایشان کشتان کشتان میرساند قل جبار الحق  
و در حق الباطل ان الباطل کان حق قال المخاطب مجیب حیرت می که خدا و در رسول کجوف و در  
سنت حسین نه پشگری نه ملگری بلانی پیری نه با نسل برک مشکافی نه تاشی و نهول بجانه دهم

توضیح

پچائی نہ لینے کی حاجت نہ کاغذ کی ضرورت سو سیکڑوں بار لوگوں کو قضا ہوتے ہیں اور جیسے  
 یہ کچھ مال اور حوال چاہئے اسکو ایک سال قضا نہیں کرتی اور اس کی جتنی فرض ہیں سب پر  
 موقوف ہیں کو تہی جبال ہو اور روزہ تب کہی جب بیمار نہ ہو لیکن ہر چند محتاج ہو تو خدا  
 تعالیٰ جو بنا ہوا ہو ضروری کرنا وی سبحان اللہ امام کی روح کیا خوش ہوگی کہ ہمارے دوستوں  
 نزدیک اللہ کے حکموں کی کھیر قدر نہ ہی اسکی فرض اور واجب پر حاشیہ پڑا یا ایسی مقام خدا  
 غضب سی پناہ مانگنا چاہئے اللہم حفظنا قول و بنس تعین مد فوع ست بچند وجہ اول آنکہ  
 جوار بنا ساقن تغیر از اباحت اصلی و ارشاد آنحضرت بساختن نقل قبر والدین بر اسلئے  
 مستطبت پس بر امر تقبیل ان قول رسول مقبول زبان طعن تشنیع کشادہ خود امر و دود  
 ساختن ست و انعقاد محفل ذکر صائب جناب امام حسینؑ بموجب حکام نہ اہل بیتؑ ست  
 تمسک بعروۃ الوثقا ایشیاں موجب یعنی از خلافت و اقتدا و اتباع ایشان باعث فوز و نجات  
 و سبب سنگاری از عوایت فطم کلک طعان تو بگاہ جدال و نہیز طعنہ پر سید بر و آل  
 قول توجہ حشو طمات ست بہ نزد تو گرچہ از کرامات ست و گر نہ بھی بگویم ای ذیشان  
 ست قول تو لعبت حبیباً فی غلطہ است یا تہ تبیس و متقبس از و سادس البیس  
 مرحبا مرحبا زراہ غر و در گشتہ از رہ ہدایت دور و گشتی از راہ کفر و غیبت چہل  
 با ہمہ فضل نائب بوجہل و مقصدی شدی معارضہ راہ با جناب شہید ہر دوسرا  
 قول و را کہ ست و حی تمام و می شماری تو از فضول کلام و انچہ آن مقتبس قول بنی ست  
 طعن بروی نمودن از دغلی و طعن آن طعن بر رسول خدا و قدح آن قدح از شیعیہ و را  
 قول او را بفضیحا نکارے و باز دعوی دین او دارے دین تو طعن سرور دین ست  
 این چہ دین ست یا نبی است و روحی ست و قول سول کے بود قول اہل ذرہ قبول  
 الحذر الخذر ازین گفتار و قاربتا عذاب لانا و دوم آنکہ اگر چہ کمال متبع  
 جمیع احکام شرعی می باشد مگر فی الجملہ محبت یا فستریہ چہ می شود و کام قتل ذکر سول آنکہ



اہل سنت و جماعت بانگہ و اجابت شرعی الپس پشت می اندازند لیکن از اعتقاد محض میلاد  
غفلت نمی سازند قال المحمط ربڑی صاحب اور دوستدار امام کی انس یا عین اپنی تین وہی  
لوگ جانتی ہیں کہ خلاف خدا اور رسول کے سازگاری نوازی اور تقاضی زنا کاری اور مال  
مردم خوری وغیرہ افعال شنیعہ کی تعمید داری کرتے ہیں پر پی عوام الناس سچا کھانی اور خشن  
اور فائدہ دینی کی پالچ انکے عیان جا کر شریک مجلس قی ہیں بلکہ ان غلستوں کو مؤمن و مومنہ  
خطاب تہی ہیں بعض جو ظاہر میں اچھی بھلی آدمی اور برسی کھلاتی ہیں باطن میں فاسق اور لاعلم  
وی ہی انکے عیان ٹری جاتی ہیں کہی یہ غرت نہ آئی کہ ایسی لوگ تو صرف اپنی نام کے لئی یہ کلمہ  
کرتی ہیں انکو امام سی کیا نسبت الیہون بیان بخائی اور انکا کہنا نہ کی بلکہ انکو سمجھا کر ایسی کشت  
سی باز رکھتے کیونکہ اگر امام برحق کے محبت ہوتی تو ان حرام کاموں کا نہ کرتی نہ کی ایسی کما  
جیسے شیطان کرے امام کی واسطے خرچ میں لگا اور اسی پیشی کو اپنی کئے جاتی ہیں اس معلوم  
کہ اون لوگوں کو شاید کسی نام اپنی خیال میں نام رکھ لیا ہی نہیں تو امام پاک کو اس ناپاک کھائی اور  
ریا کاری سی کہ جس سے اللہ اور رسول ناخوش ہوں کیا علاقہ چونکہ اللہ تعالیٰ اپنی حبیب کی طرف  
انیندوں سپاری کی دو کمر کوغ آیت ارایت من اتخذ اللہ ہواہ افانت نکون علیہ کیلا امر متحاب  
اکثر ہم لیسعون اریعقلون انہم الا کالانعا بلہم اضل سبیل یعنی پہلا تو دیکھو  
جیسے پرچھا اختیار کیا اپنی چاؤ کا کہیں قوی سکتا ہی اسکا ذمہ یا تو خیال رکھتا ہی کہ بہت انیندوں  
یا سمجھتے ہیں اور کہہ نہیں دیکھ پاؤں کی برابر ہیں بلکہ وہ زیادہ پہلی ہیں وہی سوان لوگوں کا حال دیکھا  
کہ شیطان اور اللہ کے قریب کی کسی کے سمجھا کو نہیں بلکہ ضد کر کی اور زیادہ بہکتی ہیں خیر ہم اپنا کام  
کرتی ہیں دی مانیں یا نہ مانیں ہدایت اللہ کی فضل پر موقوف ہے جسی چاہو دی جسی چاہے  
بازر کہی اور یہ بھی سنت اور دیکھتی ہیں ایسی کہ جب سی ریا کار بد اطوار جو دوستدار دنیا کی حرام کام  
حاصل کر کے اور اپنی نامورائی کی کاسرک ساتھ یہ کام ہی کر لگے ہیں اور اس جناب پاک کے  
نسبت سیکڑوں ملکہ کی سچا و سچا نعل ہیں ملاقی ہیں تو امام ص کی خاطر سی جو سیکڑی انکے ہیں

او سکی غضب میں کبھی گرفتار ہو کر آخرت کی عذاب الیم کی سواری دنیا میں ہی جلد خانہ برباد ہو چکا  
 اور بیتونکو پر جب س آیت کے فلما انما ذکرنا بفتحنا علیہم ابواب کلشہ اذا فرحوا لھا اوتوا الخ  
 بجنۃ فاذا هم مبلسون فرمایا اللہ صاحب سورہ انعام میں پر جب بھول گئی تو نصیحت کہتی انکو  
 کہ بولہ عی نہیں اپنے درواری ہر طور پر محاشک کہ جب خوش ہو کر لیا جہنمی او کو بے خبری میں رہ کر  
 نا امید گناہ کرنے کی فرصت دینا ہی ہر ایک مرتبہ ایسا کر لیا کہ او سکا اگر گڑا نا اور توبہ کرنا کفر فائدہ  
 نہ کرے گا اور کسی کی سفارش کر اپنی خیال ناقص میں او پر بھول رہی ہیں کام نہ آوے گی ہاں اگر پہلی  
 خبردار ہو کر اپنی بری کاموں سے باز آئے تو چوٹی او پر بچے اللہ تعالیٰ ہوگا اور جمیع مسلمانوں کو ایسے  
 بری کاموں کی پادوی آئین یارب العالمین اقول و یستقیم بکرات و مرات میرا سنی کہ انفقاد  
 مجالس مذکار مصائب جناب اس آل عبا علیہ السجۃ و الشنا و گیر کردن بشہید مظلوم دست و  
 اطعام مومنین ہر سنوں بناساختن تقریر امر لیت مباح و ذریعہ دست برآگاہ و بکا و بر نظام کر  
 ثواب طعام و بناساختن تقریر موقوف بہ دست بر صفا مال حلال و اشیا طہا ہر گیران ہاں و  
 جماعت را دیدم کہ از خانہ میردان شوت خوار دعوت یاسی خورد و ہزار ہا پر یہ حاصل می شد  
 و ذریعہ داری از غضب حکام توجہ باطنی بیان می سازند فاعتبر یا اولی الا بصار و ایسا بنا  
 ہر کس کہ مال حرام و اشیا غیر طہا و اطعام مومنین تقریر داری صرف میکند آنکس با قطع  
 بخدمت جناب مام مظلوم کستاخ و بی ادب ست و ہو کا تر سے قال الخاطب فصل  
 دوسری عجیب معاملہ ہے کہ جب جاہلون کو اسطرح کی کاموں سے منع کیا جاتا ہی تو عجیبے ح  
 وایہی تبای آخر انیل فر سوال کرنے ہیں سب سزا فات ورا ہل انکو کون بیان کری یہاں  
 چند باتوں کا مذکور کرتی ہیں باقی اگر خدا نے وجہ دی ہی تو اسی پر او سکا ہی قیاس کر لیا  
 بعض جاہل یوں کہتی ہیں کہ تقریر بنانا بادشاہوں کے وقت سے چلا آتا ہی ہر کسی کے عالم حاصل  
 گذری کسی نے منع نہ کیا انہیں بہت پڑ ہی ہوا و کوئی کیا پڑتا تھا ویکو فلا نے سیانہ کی پاس  
 ہم مدت بھر ہی را و ہوں نے کبھی منع نہ کیا اور جسکے چار ہی ماس و درجہ ہر یہی حضرت تاتہ

تغیر نہ ہاتے ہیں جواب یہ ہے بقول متاری بادشاہوں وقت سی جلا آتا ہی پہلا پیغمبر اور امام  
 کے وقت سی تو نہیں بناتا ہی اقوال و بستعین و رفقا احمدی نقل عن جامع التفقات  
 آورده مسئلہ مان باپ کی قدم چو مناسیلح ہی حدیث میں آیا ہی کہ ایک شخص نے جناب  
 رسالت مآب صلعم کی یاس لک عرض کی یا رسول اللہ صلعم میں قسم کہا ہی تھی کہ آستانہ جنت  
 اور حورالعین کی رحسار پر بوسہ دوں گا آپ فرمایا کہ مان کے پاؤں اور باپ کے پیشانی پر بوسہ  
 اوسنے پوچھا کہ اگر مان باپ نہون حضرت فی فرمایا کہ اونکی قبر چومی اوسنی کہا کہ اگر اونکی قبر معلوم  
 نہوار شاو کیا کہ دو خط کپنچ کر ایک کو باپ کی قبر اور دوسرے کو مان کی قرار دی کہ بوسہ دے گا کہ جانت  
 نہونکہ فی جامع التفقات داین حدیث دلائل گند برآینکہ صورتیکہ وصول باصل مقبرہ  
 یا متعذر باشد عمل آوردن بوسہ بر نقل قبر تجلیص از حلف شرعی حاصل میشود و نیز انجیریت دلیل  
 اباحت نقل قبرست زیرا کہ آنحضرت صلعم امر کر بوفائی نذر بان مقرر شدہ کہ نذر نمی شود و مگر  
 پیغمبری کہ از جنس طاعات باشد و نذر بعصیت جائز نیست و چون ثابت نگردد درست ثابت  
 شود و حالت و اباحت بدلات قول وی سبحانہ و احل لکم الطیب و ہر گاہ بدلائل شرع  
 اباحت نباسا حق تغیر کہ عبارت از نقل قبر و مقبرہ ست ثابت گشت و تعامل بان از  
 زمان بادشاہان اسلام و متشرع ماند عالمگیر بلانکہ بوضوح پیوست پس لین تعامل کا  
 سیرت است و ہوا لفظوا اگر گفتمہ شود کہ این اجازت برای سائل مخصوص بود جو انجیریت  
 کہ چند آیت افاک حق ائم المؤمنین عائشہ یا در حق ماریہ قطبیہ نازل گردیدہ و در ذیل آن یہ  
 والذین یرمون المحصنات لعنوا فی الدنیا والاخرہ ست باید کہ مخصوص بہان قصہ باشد و الحال  
 اگر زنان محصنات کسی مہتم سازد و در داخل نباشد و علیٰ ہذا القیاس و جمیع وعدہ و وعید  
 غائبین شامل نباشد و اگر گوئی کہ از پیوست نقل قبر والدین مستحب میشود نہ دیگران جوابش  
 اینست کہ نقل قبر تخمین حضرت رسول خدا صلعم کہ در دلائل الخیرات مکتوب ست ممنوع باشد  
 و انذلیس فلیس و اگر کسی گوید کہ این حدیث ضعیف ست در جواب گفتمہ خواهد شد کہ اگر این روایت

ضعیف می بود و فقہار اہل سنت در استنباط و استخراج مسائل فقہ بر آن اعتماد نمی نمودند و دیگر آنکه  
 بالفرض والتبیین علماء اہل سنت در کتب خود تصریح کرده اند کہ در فضائل اعمال مستحبہ تسکب و  
 استدلال با حدیث ضعیف جائز است **قال** الخطاب اب کوتم کہ بادشاہ ہونی است ہرچہ پیشتر  
**اقول** وجہ تسخین باصول موضوع اہل سنت و جماعت اطاعت بادشاہان اسلام بطریق  
 اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم تالی اطاعت رسول خداست و ہر گاہ اطاعت  
 پادشاہان مثل اطاعت خدا و رسول باشد پس بجا آوری احکام مجربہ او نشان واجب و لازم  
 و هو المطلق **قال** الخطاب در بادشاہان کہ تا مدتہا و وقت میگردن بری کام ہوتی آئی ہین  
 او کی وقت کی ہونی سہ ماہی او کی کر فی حدی کام اچھی ہین ہو کئے اور بادشاہ کیا مال پیغمبر کے  
 وقت سی بت پرستی چلی آئی ہر اور حرام کاری اور دغا بازی اور چوری سب ہوتی آئی ہے  
 کہہ دو کہ یہ سب کام ہی درست ہین کہ آگے سر ہین اور ہو یہ کہہ دو کہ ان کاموں کو آگے سے منع کرو  
 آئی ہین مگر سب لوگوں نے پھوڑا تو یہاں ہی اسے طے سی سمجھو کہ تغیر کو ہی منع کرنا ہے ہین  
 مگر لوگوں نے پھوڑا **اقول** وبتیین نہاد سرور وغیرہ از امور غیر مندرجہ اند و اجماع برانست  
 منع کردیدہ و خلاف آن منقول نیست و در حقیقت بنا کردن تغیر و اجماع ثابت نیست  
 اینکہ اجماع در فضائل عبارت است از انکہ اہل حل و عقد در زمان مخصوص ماوراء منہ مقارن  
 بر امر مشروع اتفاق نمودہ حکم بااحتیاط و سبب تغیری نمایند و بنا کردن تغیر یعنی نقل قبر و  
 ازان قبیل نیست کہ کای در زمان واحد یا از منہ متعارف بہ سبب است آن اتفاق اہل حل و عقد کردیدہ  
 باشد و من ادعی فعلیہ الدیان **قال** الخطاب او تمی کسی کہ طے جائے کہ کسی عالم از فضائل  
 آگے منع ہین کیا یا ب ہین کرتے **اقول** وبتیین بالفرض اگر کسی از رائے سبب تمام  
 باتمناع تغیر داری زبان کردہ باشد علایحہ ندارد و لیکن مولوی عبد الواحد خان  
 بنیرہ مولوی عبد العالی در رسالہ از الہ الا وہام ہین فرماید کہ علماء صالحین این عصر اسم نہ کر را  
 از شعرا اسلام تصور فرمودہ قطعاً فتوای ترویج و قیام آن دادند و فرمودہ التبعین صرح است

کہ مفتی را باید کہ بنظر حال و عصر زمان فتوے دہد پس درین عصر از ان علماء صالحین فتوے  
 ترویج و قیام تغیر ایمان مظلوم کہ دادند نہایت بجا و مناسب است و ترویج آن موجب توفیق  
 و اجر عظیم و فتوے علماء صحیح و موافق است و همچنین علماء یقیناً مناسب خواهند شد علاوہ بر آن  
 این مراسم تغیر داری امام علیہ السلام از صد سال جاری و مروج است و در زمان سلطان  
 اہل اسلام و متشرع مانند جلال الدین اکبر و جلال و شاہجہان عالمگیر و رنگ زیب و عسیرہ  
 کہ در تمامی ملک خود دنا خدا را مرگلی بود و لازم تغیر دار بود جمہ احسن تقدیم رسید و نواب سعد اللہ  
 وزیر اعظم شاہجہان عالم متبحر و قاضی القضاۃ مستعد خان کہ در ہر یک صفی المدبہ بود و نیز  
 و دیگر علماء آن زمان اگر مراسم مذکورہ را خلاف شرع دید می پذیرا نشدند مجبور سلطان حسین مراد  
 ساختہ در تمامی ملک موقوف می گنایند کہ در سرکار بادشاہین اختیار کلی می داشتند و  
 و بادشاہان ہم متشرع بودند بذات خود و در تمامی ملک تحت حکومت خود یا موقوف میکردند  
 و در ان عہد عموماً و خصوصاً مروج بود با حال جاریست و انشا اللہ تعالیٰ تاقیاً  
 جاری خواهد ماند و کسی را عوام و خاص از ان زمان تا حال انحراف از ان نہ کردہ در نہ صورت  
 ترویج از ان باجماع است بنی صلح ثابت و تحقق گشت و بتواتر رسید و در حدیث شریف  
 و اقصت لن یجتمع امتی علی الضلالة ہرچ ایشان بر آن اجماع کنند و اتفاق نمایند  
 حق بود پس درین عصر اگر کسی انکار نماید و این مراسم خلاف شرع و مکروہ و اند خلاف جماع است  
 و انکار از او اثر است و این معنی بموجب اصول فقہ نہایت ممنوع انتفی فافہم و استفسر  
 قال الخطاب جان عالم فاضل ہوتے آتے ہن وہاں ہندی جاہل ہی ہوتے آتے ہن  
 تمام جہان منہ کے سمجھا نے سے عالم فاضل کہ چھوڑ دینا چاہیے اور عالم جانی ہو کسی کہتے ہن  
 حقیقت میں عالم وہ ہر جو قرآن حدیث ہی خوب واقف ہو اور اللہ سے فرما دینا کی محبت  
 میں نہ پڑی اور خدا اور رسول کے خلاف نہ کر ایسے کو پڑا کہتے ہن اور جو عربی اور فارسی کتابیں  
 پڑھ کر لکے دنیا کمانی اور نام و نہرت کی لیے اور جاہ و حشمت کی واسطہ چاہے کمانی و پکڑنے کی خواہش

موت اور عاقبت کو بھول کر کافرون اور فاسقون اور بدعتوں کی خوشامدگری اور انکارِ اہل حق  
 اور دین کے کامونین انکی خاطر اور دہشت گستی کو کاذب آیت بہت باندھی نہ اور دہشت گستی عوام  
 بلکہ دین کے جو تو نکی طرح سے دنیا کی طمع سی کوئی میں نہ پیدا دی اور دین دار مولویوں کی شرعی پیکہ  
 باتوں کو جو عوام کو شرک و بدعت سی بچھڑ کے واسطی کہتی ہیں اپنی برای اور خود پسندی کی راہ سے  
 اس میں جبین منطفی نکال کر بچاری نادانوں کو اچھی راہ سے ہٹکا دے سو ایسے چھوٹے غبار مولویوں نے  
 حصول میں مانے میں غلط شرع کے لباس سوجا پئے ہیں آراستہ کر کے نہزاروں عوام مسلمانوں کو  
 راہ سے ہٹکا کر شیطانوں کو مسلط کر دیا ہے تو یوں ہو کہ باطن میں آپکی سوائے طالب نام اور جاہ اور جس  
 اور کینہ اور فسق اور بدعتی اور فساد کی دینداری اور خدا پرستی کے سطلق بو نہیں غرض ایسے  
 لوگ حقیقت میں نفس اور شیطان کے دوستا دین اور بیماری اور استدار رسول کی درگاہ  
 راندے اور ہٹکاری اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ایسوں کی صحبت بدی بچا دے اور انکو  
 دھوکے کی گئی کے پہنچد میں نہ پھسادی غرض نہ خدا سے دور نہ قرآن و حدیث کی موافق کام کرے  
 ایسے عالموں کو خدا نے قرآن میں گدہا فرمایا ہے جسیر کہتا میں لدقی میں پیرا اور پیر اور کدہا پیر  
 البتہ جو ایسا ہو گا وہ اور کو کیا نصیحت کرے گا خود نصیحت دیکر سے یہ نصیحت بھلا تعزیر کے  
 بات ایک طرف سیکڑوں مرد اور عورت مسلمان رت سے ظاہر ہے بوجہ میں اور چوٹیاں  
 کہتے ہیں اور ہندوؤں کی میلے میں پوری پوری پکوان لیجا کر چڑھاتے ہیں اور سیکڑوں لوگ  
 اس طرح سے جوئی و شراب میں گرفتار ہیں اور نہزاروں خلاف شرع کام کرتے ہیں اور کون  
 ان سے فراحم نہیں ہوتا اور ہتھیارے مولوی جتنی ہیں اب یہ لوگ ہی کہیں کہ ہماری سبب کام  
 حلال ہیں کہ مولویوں کے وقت میں ہم کرتے ہیں ذبح اللہ منہا قول و بدعتیں میں قیام  
 از کتاب محرمات شرعیہ کہ خلائے در آن منقول نیست برینا ساختن تعزیر کہ با غواف جلد اول  
 خان علماء صالحین نزار شعائر اسلام مقنن کر دہ ہوا ہے ترویج و قیام آن فتوا دادہ اند  
 قیاس مع الفارق است قال المحاطب و زفلائے میان انکو تعزیر سے منع کرتے اور سکھ

سے ادنون منع کیا تھا وہی میان بی بی سے بدتر ہی کچھ عالم و فاضل نہ رہتی جیسے تم دیس دے  
 سوتا کہیں ہوتے کو جگاتا ہوا چکر تم اور تمہاری باپ میری ہو گئیں نہ آخر بنادین اگر ایسی باتوں کو  
 مریدوں کو منع کرتے اور خود ہی باز رہتی تو میری جا دریلیدہ دیوڑی گنا کس طرح سے لاؤ اور بڑی جوت  
 اور داد کا گنبد کہاں سے بننا جیسے ہم میری دیس دے پیر جیسی روح دیس ہی فرشتی اقول و بستیں  
 اپنے افادہ فرمودہ مدفوع است یا نہ کہ صد پیر و مرشد مسلم الشیوخ اہل سنت و جماعت تغیر دار  
 و تعظیم تقریر فرمودہ اند و تفصیل آن کتاب ضخیم باید ہذا از ان طبع شد نموده بند کرد و پیر می پردازم  
 اول حکیم اللہ راق صاحب ہانسوی است کہ بدولت خانہ خود بدست خاص تغیر بنا کردہ سرویا  
 بر منہ ہر تغیر نہ تریف بر فر عا شورہ گریان می بودند چنانچہ نواب زادگان شاہجہان پور  
 مریدان اولاد حضرت شیرنہان و جہ تغیرہ داری سیکرند دوم شاہ نیا را احمد صاحب بریلوی است  
 کہ ہر گاہ بر فر عا شورہ محرم تقریر قرب مکان آنجناب میرسد بدوش خود گرفتہ تا سافت بعیدہ  
 می رسانند و تا آخر فرخزون و مغموم بہین کار صرف می ماند فضائل این ہر دو مرشد متفقین  
 عن البیان است قال الخاطب و پیر جی کی کہ بیان ہی مرید ہوتی ہیں اور اپنا کسب کئے  
 جاتی ہیں اور خرچی سے پیر کا خرچ ہی کالتی ہیں اب تہاری طرح کہ بیان ہی کہیں کہ ہمارا کسب  
 حلال ہے کہ جی کمانی کہاتے ہیں اور ہم سے فراہم نہیں ہو غرض ایسی ہی ہر دو پیروں نے تو  
 جہان کو خراب کیا ہے خدا انہیں خراب کری اور ان ٹکون سے اپنی پناہ میں بچا رکھے اور ہر مال  
 لین اور ہر ایمان اقول و بستیں این ثم این ثم این قال الخاطب اور بعض جاہل یوں  
 کہتے ہیں کہ اگر تغیر بنانا منع ہوتا تو ہمارا کچھ امام سزا دیتے اسکا جواب یہ ہے کہ تم بڑے جاہل تہا  
 جانتے کہ اگر امام کے ہاتھ سزا ہوتی تو پہلے یرید کو سزا دیتی آپ کیوں مصیبت اور ہاتھ سزا خدا  
 ہاتھ ہی اور وہ موقوف ہی قیامت پر دینا بخدا و سزا کا گہر نہیں ہے یہاں کہ وہاں ہلکے کے مثل  
 مشہور ہے جیسی بیان کرنی ویسے وہاں بہر فی اور بالفرض نہایت کام تم ہی حرام جانتے ہو جیسے  
 چوری حرام کاری شراب پینا جو اکیلنا اور ان کا سون کو نہرا لوگ کرتے ہیں چکر بیدار ہو کہ

سرانہین ہوتی کیا امام ہم یہ کام بھی اچھی معلوم ہوتی ہیں اقول دبستعین مخاطب رطوف خود  
 خدواں وجواب تراشیدہ مارا بیان سرکاری نیست قال مخاطب اور بعض بیوقوف یوں مفر  
 خالی کرتے ہیں کہ یہ باتیں نئی نکالی ہیں نہ پرانی پر کہوںسی نہیں سنی کیا جانے کون کتاب کھانے  
 نکلی ہو جس میں یہ لکھا ہو اسکا جیسا ہے کہ تم جو تعزیر بنائی ہو تو پیغمبر اور ماموں کے بعد دنیا داروں نے  
 مقرر کیا ہر اقول دبستعین لاسلم کہ دنیا داران رسم تعزیر داری مقرر کردہ اند بلکہ علماء دیندار  
 باصول مشرورہ بنائے تعزیر داری استخراج کردہ اند مثل مجلس میلاد فاضل ولا تغفل  
 قال مخاطب اور ہم جو کہتے ہیں پیغمبر اور امام کو وقت کا کہا اور کیا ہر اقول دبستعین  
 انہیہ دروغ نیست بلکہ انچو امیکو ہم ایمیکو ہم فرمودہ پیغمبر خدا و امہ ہدایت و یا مستخرج از ارشاد  
 آنحضرت است قال مخاطب ہماری کتاب قرآن اور حدیث ہی خدا اور رسول کا کہا ہوا ہر اور  
 ہمارا میراثہ و کتاب دیگر اور مسکین اور میان فلاں کا کہا ہوا ہر اور ہر سال نئی مضمون اور  
 سور کے مرتبہ گا کر جاتے ہیں ایسے کچھ پورانی باتیں در کتاب کسی ہر اور نئی کسکے اور دیگر اور مسکین  
 کسکے طرف اور خدا اور رسول کسکے طرف اقول دبستعین انچو افادہ نمودہ مردود دست بخند  
 وجہ اول آنکہ قرآن وحدیث کتاب ماست و اگر شاعری مضمون قرآن حدیث را نظم کنند غما  
 قرآن وحدیث لازم نمی آید نئی دانے کہ جناب سالت آب صلعم را شعر بودند کہ مدح آنحضرت  
 و ہجو کفار می نمودند چنانچہ شیخ عبدالحق در مدارج النبوة بصفہ ۷۷ نوشتہ اما شعرای آنحضرت  
 صلعم از آنہا کہ دفع میکردند و باز میداشتند کہ کافران را از اسلام حاصل آن در مدح رسول  
 صلعم اند علیہ وسلم و ہجو کفار لعنہم اللہ میکردند کہ کس شمر دہ اند حسان بن ثابت و کعب  
 بن مالک و عبد الرحمن بن رواحہ صبار و ضہیہ الاحباب میگوید کہ شاعران و خادمان رسول اللہ  
 از مردان صد و شصت بودند و از زنان دواز دہ بودند انتہی دار مشاہیر شعر از پیغمبر این  
 شہ کس بودند مثل نابوہ کہ شاعر جاسطوی طویل العمر و بیست سال یا صد و ہشتاد سالہ بودند  
 و حکایات وی از عجایب و غرائب است و ہند بن ربیعہ کہ شریف بود در جلالیت و اسلام



و صد و چهل سال با صد و پنجاه و هفت سال عمر داشت و سبحان و اهل که مشهور است و زود متوفی  
 بود مثل در فصاحت و در صفا ۹۹ و نوحته و گفته که هر که خدا آیتها را در از برای عطا کند  
 و بزرگم قدرت بخشد باید که در مدح آنحضرت صلعم و بجز دشمنان او قصیر نکند که بهترین کارها نیست  
 و گفته اند که کاجسان بن ثابت آن بود که معارضه میکرد مشرکان را در وقایع و ایام و آثار  
 و بجز می کرد ایشان را و ذکر میکرد قبائح و مثالب ایشان را و گذشت عمر بن الخطاب است  
 بر حسان و حال آنکه او شعر میخواند و در مسی پسین نگاه کرد بر کجایف حسان و گفت شعر بخوانی  
 و در مسی پس گفت حسان مرا و راحی خواندم من شعر در مسجد نز و کسیکه تهرات و بوعی بنی صلی الله علیه  
 و آله و سلم پس خاموش گشت عمر بنی دوم آنکه در رساله تحریر الشهادتین مرقوم است در روایت  
 است که چون تن مبارک بکثرت به جراحات سهام در ماح غریال شد شمر ملعون مخصوصه باصحاب  
 خود کرد که با وصف شبیک شدن بدنش بزخمها تیر و نیزه هنوز زنده گذاشته اند که ناگاه تیرهای  
 دست بد بخت از بد بختان بکام حضرت امام رسیده کار او را تمام کرد که از پشت اسپین  
 افتاد و در همین حال شمر نام و شمشیری بر روی مبارک حواله کرد و سنان بن انس نخعی از  
 سپه رسیده بزخم نیز مجروح ساخت و خولی بن زید را اسپین و دهنده خواست که قطع  
 سر بر داند که دستش از زید و سهیل بن زید سگ زرد را در شغال از اسپین و دهنده  
 سر مبارک را از تن بریده پیش برادر خولی خود انداخت و بعد از آن پنجارد دست پیدا  
 و شمریان و شمر و بن سعد بن قتیله آل مکه و سین رفت بیا نش میروشم دخول علی الحرم و اسروا  
 اثنی عشر غلاما من بنی هاشم و من کان من النساء و امر ابن سعد شمر نغز فر کبوا  
 خیولا و اوطوا جسد الحسین علیه السلام و اسلوا  
 الراس المکرم مع بشیر مالک خولی بن زید الی ابن زیاد پسر و آند بر جرم محرم و میگردند و دوازده  
 کس از جوانان بنی هاشم و هر کس را که بودند از زنان و حکم کرد ابن سعد و شمر که در  
 رایس سوار شدند بر اسبها و بر سر ساختند بن حسین علیه السلام را و فرستادند

سرکرده امام علیه السلام را بابا بشیر بن مالک و خولی بن یزید بن سوک ابن زیاد و ابی جهم  
 چون حسین منطوقم را بنحیر پیدا و از تن جدا کردند و شجره رسالت و دود نبوت و نبالت  
 را بر تیشه ظلم بریدند گویند که قیس بن شیبث پیش از تن پی کشید و حبیب بن بدیل شمشیر  
 گرفت و شمر را بر میان خودش قصد خیمه اهل بیت طهارت نموده تباراج پرداخت علی  
 بن حسین که بر بستر مبارک افتاده بود و همین که نظر شمر بر حالش افتاد خواست که او را بکشد  
 که شخصی دستش گرفت و گفت که مسلمانان اطفال کفار را نکشد و تو این پیار مسلمان را بکشی  
 شمر جواب داد که امیر یعنی ابن زیاد فرموده است که زینهار آل عبا نباید گذاشت او گفت  
 که این پیش از این باید فرستاد تا هر چه خواست او باشد بعد از آن آرد پس شمر و ابن سعد گفتند  
 که اسپان را بر تن حسین می دوانند چنانچه نسبت کس از سواران جسم شریف و عنصر لطیف  
 حسین علیه السلام را با اعمال شوم اسپان ساختند چنانکه استخوان تن مبارک ریزه ریزه  
 شده شکست و سر مبارک را بر ریزه کرده بابا بشیر بن مالک و خولی بن یزید بکوفه پیش ابن زیاد  
 فرستادند و زنان اهل بیت را بر شتران بپرده سوار کرده و علی بن ابی طالب را بر شتری انداخته  
 روانه کوفه ساختند و امر الشقیان زیاد بالراس المکرم فذیر بدی سکک الکوفه ثم ارسله  
 مع یوسف بن الشهداء و سبایا اهل بیت الی یزید بن معاویه مع شهر بن حوشب  
 و کان بد مشق و حکم کرد ابن زیاد شقی و خصوص سرکرده امام اکرم که گردانیده شود  
 در کوچه های کوفه پستتر فرستاد و سر مبارک را با سرهای باقی شهیدان و اسیران اهل بیت  
 بسوخته یزید بن معاویه بآمر فرستاد الجوشق بود یزید بد مشق بر ناظرین کتب میسر و اخبار  
 و با هر بنی اسفارتنا را حضا رخصی و محجب نموده باشند که هر گاه اسیران اهل بیت سالت و بنیدان  
 دو دمان نبوت و نبالت با سر مبارک سید الشهداء و سایر شهیدان و دشت کرد بلا  
 داخل کوفه شدند ابن زیاد لعنه الله الی یوم الدین اقصا ما اخذ و بیا رسته با هست و وقار در گفتگو  
 نشسته در خانه را بارعام کرد و چون وضع و تشریف از مردم کوفه حاضر آمدند سبایا را اهل بیت

مصطفیٰ ص و دو کور و انات ذریت رسول خدا را با سر مبارک سید الشهدا رکضه و خود را طبع  
 حسین که سر مبارک حضرت امام حسین علیه السلام پیشین نظرش رسید باز باریدید و  
 تبسم می کرد و چون بیکه بدست داشت بر لب و دندان مبارک می زد و مختصر این زیاد  
 بعد ملا خطه حال اسیران اهل بیت حکم داد که آنها را در بند یمن نه بارند سر حسین  
 را بر نیزه گذاشته در کوچه های کوفه بگردانند چنانچه دست علی بن حسین علیه السلام  
 بسته و مان اهل بیت را گرفته داخل زندان خانه گرد و نزد حسین علیه السلام را بر نیزه  
 سوار کرده خانه بخانه در سنگ و شوارع کوفه گردانیدند بعد از آن ابن زیاد سر سید الشهدا  
 و سایر شهیدان و شست کرد و جمله اسیران اهل بیت را با شتر و الاغ و شتر سوخته و مشتق  
 پیش از دیدن معاویه خبرتاد پس قافله زنان و یتیمان اهل بیت بر شتران بجهت پرو  
 سوار و سر حسین علیه السلام بر نیزه در هر شهر و دیار که می رسید فریاد و وادیل و وادیل  
 از زمین تا آسمان سر می کشید تا آنکه بعد قطع منازل و طے مراحل قافل سبایا به بیت  
 بدشت رسید پس که نرید علی ایستاده خبر شد قصر امارت آراسته و به تزیین قیامش  
 خود پر و اخته و زیناییکه جمله عظمای شام پیشین و حاضر آمدند حکم با جفا را اسیران و  
 بالفور سرهای شهیدان را باز زنان و یتیمان اهل بیت رکضه و شش آوردند چنانچه سر یک یک  
 را از شهیدان دیدن و حال آن صاحب سر را بر سیدان آغوا کرد و چپ را نگه  
 شمر زد الاغوشن سر مبارک حضرت سید الشهدا علیه السلام را پیشین او گذاشت  
 با خنجر با جریه جنگیای مبارک افتخار پرداخت با صغای و اقع که بلا مشاهد صورت سبایا  
 سرهای شهیدان شستبار و شرح و انبساط از ناحیه حال نخسارن مال می تابید  
 چنانچه ابیات ابن الرجب یعنی لیت اشیاخی بیک شهید آخر می چاوید و از کمال استنزاز  
 و نشاء بر خود می بالید و بچوب خیر آن لب و دندان شاه شهیدان را می زد و می گفت  
 که ای ابوعبدالله و اگمان بود که سنین عمرت تا این مدت رسد و سر در پیش تو از خفا محفود باشد

و در مناقب السادات منقولست که در آن ساعت که سر مبارک حسین پیشینیدیدید  
 بر دین حسین شادی می شد و خمر می خورد و سر مبارک را با انواع امانت میکرد و آنکس خاص  
 حال حسین دهن را گردون قرم لازم می لاکه جلد کا و قرم گردن قرم بگل گردانی کا چراغ قرار  
 لو تا چمن علی کوه کا نهر حریف و جب فوج گو سفید کو قصبات تیر و معمول می که پانی سپید کین تیر  
 قطره دیانه شاه کو کتنا طایب پیاسا می مارا تیر کینیا غنیمت گردن جو بوسه گاه رسالت  
 نیچے عدد کی تیغ کے وہ بوسه گاه و دہر کہ جس سے تاج آنا کو تیر و نیچے پر کربلا سی گیا شام کین  
 اکنون مخاطب براہ انصاف بربان آرد کہ این مشرکہ کتاب منقولہ سابق موافق حدیث است  
 یانہ در صورت اول قرآن و حدیث با کتاب موافق است و ہوا المطاوع در صورت ثانیہ  
 وجہ آن بیان باید ساخت و دلائل کذب بہتان مولوی شاہ عبدالغیر و شاہ سلامین است  
 باید آورد اگر کوئی کہنے الواقع این و آیات صحیح ہستند و خواندن آن خصوصاً و جمع خلایق جائز  
 گویم این مرد دیگرست کہ تذکار روایات شہادت جناب امام حسین ہر چند صحیح باشد گوارا نیست  
 سوم آنکہ کذب در روایت و غناد مذہب امامیہ حرام است مگر نیز دہل سنت و جماعت عنان  
 جائز است قال مخاطب در بعضی جواب کو قابل سمجہ ہیں قریون قابلیت جہاڑتین  
 کہ قرآن اور حدیث تو ہمیشہ سے ہی اور بہت لوگ پڑھی ہوئے ہیں لیکن بی معنی آیت اور حدیث  
 کی کہی نہیں سنتے تھی اسکا جواب یہ ہی کہ قرآن اور حدیث کے لفظ کی معنی تم پڑھتے ہو یا نہیں اگر  
 پڑھی ہو تو ہمارا ہاتھ پکڑ کر کہو کہ اس لفظ کے معنی یہ نہیں ہیں جو تم کہتے ہو اس طرح ہیں و جو تم  
 طوطی کی طرح سو کہ لفظ کے نہیں جانتی ہو تو پھر ناحق ہیں میں کیوں کرتی ہو کسی عالم مقبر سے پوچھا  
 تھا کہ اوسنی اس لفظ کی معنی کچھ اور ہی تھے اقول وہ یقین درگیرہ و زاری و تفریزہ دار کے  
 جناب خامس آل عبا علیہ التمجید و الثناء مخالفت قرآن و حدیث نیست بفاائدہ مخاطب  
 یہودہ سرا می کنند و سوال و جواب انہ طرف خود می تراشد قال مخاطب بعضی کتب حایل  
 جب سب طرفی ہا ماننے ہیں تو یوں کہتی ہیں کہ یہ ہم کہ نہیں جانتے ہماری بزرگوں سے

میرے بات چلانی شیوہم اپنی باپ دادا کی ایک پرچہ میں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ غیر خدا صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم کے وقت کی کافر ہی حضرت کی مقابلہ میں ہی کہتی تھے جو تمہاری جہنمی کہتے ہو  
 بھلا تم جہنمی پوچھتی ہیں کہ اگر تمہارا باپ دادا اندھا ہو یا ایک بار رستا چلنے میں کوٹھن جا رہا  
 یہ سن کر تم ہی اپنی آنکھیں پھوڑ لو گے اور کوٹھن جا کر گر پڑو گی کہ یہ ہماری باپ دادا کی صورت  
 اور سیرت ہی آخر یہ چال باپ کی ہرگز نہ چل سکو کہ بڑا تعجب ہے کہ دنیا کی نقصا میں باپ دادا  
 شریک ہیں اور دین میں ان کی ایک پرچہ جانتے ہو ذرا تو شرمناک کیسے کہ تم ہو کہ یہ ہی کا  
 اور ایک پرچہ اپنی باپ دادا کے اقوال و سنتیں انہی سوال و جواب مخاطب طرف  
 خود چا دیدہ مارا ازان تعرضی نیست حال مخاطب بعضی جاہلون میں ملاخرد و مہربانی  
 وی یوں مسئلہ چارٹے ہیں سو صاحب نام فی امت کے واسطی سر دیا اس واسطی یہ امت کا  
 فقر یہ بناتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تمہارا زلل قافیہ حسب کا کہین ہو نہ نہکانہ اسکے کیا منہ  
 کہ امت کے لئی سر دیا جو کوئی کیسے واسطی سر دیا ہی تو چاہئے کچھ دنیا میں اس کا بچا ہو یا  
 عقبہ میں بھلا تم جہنمی پوچھتی ہیں کیا اس وقت نیرید پلید تمام امت کا سر کا فی داننا تھا کہ  
 امام فی انکے سر کی عوضاں دنیا قبول کیا اور عاقبت میں ہی امام سر دینی سے ہمارے  
 گناہ کی سند معافی کے نہیں ملی کہین قرآن اور حدیث میں ہی کہ قیامت کو تمہاری گناہ  
 الامم کے سر کی عوضاں بخشی جاوینگے جان خدا اور رسول اس کا ذکر کیا ہی یہی کھا ہی کہ جو  
 کوئی ایمان لائے اور پہلے کام کریں اس کو خدا بخشی گا بھلا اتنا سمجھو کہ دنیا اور دین میں  
 کوئی ادنا کسی دوسرے گناہ میں مارا دیا ہوا نہیں جاتا اللہ ہماری عوضاں امام کو کیوں مارتا ہے  
 ہمارے ہر ہر ہر تو بگناہ ہم کریں اور امام باریجا دین اقول و بہ سنتیں انچہ افادہ نمودہ  
 و فروع سے پچند وجہ اول نہ کہ فرض تسلیم کہ قائلے گفتہ باشد امام فی امت کے واسطی سر دیا  
 میگویم کہ این مقولہ ماناست بقول اہلسنت کہ جناب امام حسین علیہ السلام حضرت اسماعیل  
 شہادت یافتہ اند چنانچہ مولوی محمد حسن رضا خان بریلوی در شہادت نامہ مولفہ خود

سیف یار پو شیدہ نری کہ شہادت میں اوس جناب کے چند نکات واقع ہیں اول نکتہ یہ ہے  
 کہ جب تشنگا جل جلالہ ابراہیم کو واسطی فرج کرنے حضرت اسماعیل علی حکم فرمایا فرشتوں  
 عرض کی کہ خداوندانور فیض منشور جناب سرور عالم فرمے جو ذات رحمت عالمیان صفوت  
 آدمیان و تمہ دور زمان احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشانی نورانی اسماعیل  
 علیہ السلام میں پس اگر وہ فرج ہو گا ظہور منشور حضرت خاتم النبیین شفیع المذنبین کا کیونکر ہو گا  
 ارشاد ہوا کہ اگر کوئی اور بدلہ اسماعیل کے قربانی ہماری قبول کری تو یہ امر موقوف رہی کسی  
 پادون جرات کا میدان شجاعت میں نہ کیا اگر روح پر فتوح امام حسین نے اس امر کو قبول  
 کیا کہ عوض حضرت اسماعیل کے دشت کر بلا میں ہو کے ادیریا سی خنجر شرم اور تیغ ظلم شہید  
 ہوئی چنانچہ وہ فدینا ہندج عظیم سے بقول صاحب کشف اور مصنف مدارج النبوت کے  
 اشارت شہادت حسین علیہ السلام سی ہی دوم آنکہ در کتاب الغر ائب نوشتہ کہ امام جعفر  
 در سیر کمر خود آورده کہ جبریل گفت ای سید این دو مینوہ باغ ترا شربت شہادت چشایند ویک  
 را بزرہ و دیگر را بتیغ بیدریغ خواهند کشت داین مصیبت ترا سبب زیادتی شفاعت است  
 ست انتی و شہاد عبد الغیر و دہلوی در سر الشہادہ نوشتہ کہ شہادت جناب حسین علیہ السلام  
 شہد کمالات جناب سرور کائنات صلعم واقع شدہ و کہ اجمعی فضیلت زیادہ ازین خواهد شد  
 و امت چہ چہ بہت جناب یامین ہامین بالعوض جناب خاتم النبیین صلعم شہادت یافتہ اند  
 سوم آنکہ صاحب دہ مخزن در کتاب مذکور نوشتہ کہ در حدیث آمدہ کہ روزی حضرت رسول  
 صلعم میرفتند و عثمان بن عفان بہراہ آنحضرت صلعم بود کہ فرشتہ از آسمان در رسید و گفت یا رسول اللہ  
 صلعم عثمان بن عفان را قوم او قتل خواهند کرد و سبب شفاعت عثمان بہ شہاد ہزار مردم  
 کہ قابل جہنم باشند مغفرت خواهند یافت الخ پس ہچنان می توان گفت کہ جناب امام حسین  
 را بوجہ شہادت رتبہ شفاعت بختہ نذر سبب شفاعت آنجناب لکوک ہامونین گنایا  
 مغفرت خواهند یافت قال المخاطب ای نادانوں حضرت امام علیہ السلام نے اپنا سر

انما یخبرنا بہ انما یخبرنا بہ انما یخبرنا بہ

اللہ کے واسطے دیا ہی کہ امتدادوں سے راضی اور انکو شہادت کی جو حکمین یزید جو حنا  
 شرع اور بدعتی تھا اس واسطے اسکی تابعداری قبول نہ کی کہ دین کا نقصان ہو جان جا  
 لیکن ایمان نجائے سبحان اللہ اس جناب پاک کی کیا تعریف کیجی پاک بندی مقبول  
 اللہ کے ایسی ہو ہیں انہیں کاموں امام تہی کہ اللہ کے جان اور مال سے غلام تھے  
 تحریر بنانی اور سر دینی سے کیا نسبت امت کو چاہی کہ اپنی امام کی پیروی کر میں محبت اسکا  
 نام ہی کہ اپنی امام کی موافق ہو جی اقول و نستعین انچہ افادہ نمودہ مرد دوست اول آنکہ قبول تھا  
 دوست جو خوش تو خوشی کچھ اسکو جو غم ہو وی تو جان کچھ ہر ور یار حاصل ہوا سر محبوب ہلال دوست  
 دلو میری اللہ یاد و تغیر و سید پاکست پس نسبت میان تغیر و ذکر شہادت آنحضرت ہویدا و ہم آنکہ  
 تبصرہ قاضی عیاض معاویہ بن ابی سفیان یزید بن معاویہ خلیفہ و امام سینان ست پس طلاق  
 لفظ امام بر جناب امام حسین عداق شان راست نباشد و لنعم ما قیل فی بنی امیہ نظم  
 بھیجا کار شان بگریر بگریرہ و گشت صلح عدا رند و خوریرہ سیر و یائے ازیر خطا ہا  
 حنا لالان ز خون آل طاہرہ امیر شان کف تیغ و سنان و ہر فقیر شان سنانے از زبان و  
 سپہر دین سخا کفتار و ایشان بنیامی شرع شد برادر ایشان ہمانا از و فائے نذر اند  
 بجز جو رد جفا خورے نذر اند نہ بود آسائے در و ایشان شب و خلقی و آہ از ہوا ایشان  
 یکی از قوم ایشان جو بود آ کہ بطیاری و خورش فخر جو دست ہر شہید نصرت کف میکرد  
 جفا بر سید ابرار سے کرد و یکی زین قوم مروان لعین بود کہ بدخواہ امیر المؤمنین و  
 از و ظاہر نشد غیر از شقاوت ہر ندیدند اہل دین ز و جہر و آوہ و گرازا بن بوسفیان چو گویم  
 در آن بیاب کے وطنیان چو گویم پیر را منع از اسلام او کرد و ہر بجمید جنگا در شام او کرد  
 ہون خور ہر در کام حسن کت کہ صد لخت جگر ز و در لکن نخت ہیکی در کربلا محشر بیا کرد  
 حسین تشہ را خونین قبا کرد و زبے آبی جگر با جملہ خون تشہ لب لعل لبان فیروزہ گوشت  
 پیر یا آب گر خون حسن خورد ہر سپر کا حسین از تشنگی کرد و سوم آنکہ نزدیک اہل سنت

و جماعت گواهی منصب نبیست و اطلاع امام بر حقیقت جواز ندارد و کما اعترف به الکفا  
 الشاه فی الحقیقة چهارم آنکه شیخ عبدالحق و بلو سکه و ایراج البیوتی ص ۲۴۲ نوشته و در حقیقت  
 محبت نورست و معصیت ظلمت و نور غیر از ظلمت است و گفته اند که نیست هیچ مقامی از مرتبه  
 و فضل از متابعت حبیب لیکن باید دانست که این اقوی و اکمل انواع محبت است و  
 هر که متصف است به صفات متابعت کامل الهی در عمل مرتبت است و هر که محال است  
 در بعضی امور ناقص المحبه او فی الدرجه است ولیکن از اصل سهم محبت و انفعال بدان  
 بیرون نیست و دلیل آن قول آنحضرت است در آن شخص که حذر و ده است در شرب خمر و مکر  
 واقع شد این فعل از وی پس لعنت کردند و بعضی مردم فرمودند لا یلعنوه فان یحبیب الله و رسوله  
 و آن شخص بود از اهل بدو و زاهد نام نزد آنحضرت می آمد و چیزی از اشیای بدو مثل تره و غیر  
 و مانند آن می آورد و آنحضرت علیه السلام نیز از چیزهای شهر از جامه و زر و مانند آن بوسه  
 عطای می فرمود و میفرمود زاهد دوستی ماست و با شهیری اویم و از بعضی کتب معلوم می شود  
 که نام ایشان را بنصره عبد الله است ملقب بنجار و زاهد دیگر است و اندر علم و انجا معلوم می شود  
 که اصل همان میل و انجذاب است اگر چه در متابعت تفسیری رود و نیز معلوم می شود که کتب  
 کبیره کافر نیست چنانکه مذرب اهل سنت و جماعت است لیکن باید دانست که استمرار از  
 محبت الله تعالی در دل عاصی مشروط و مقید است با آنکه آدم باشد بر وقوع معصیت  
 یا اقامت کرده شود بروی حدیث کفارت کند گناه را بخلاف آنکه واقع نشود و ندامت  
 از وی ترسل نیست که تکرار ذنوب است بر آن مرتبه طبع و رین و هم کشد و سلب کرده شود  
 از وی ایمان و اعیان و بابتد از علامات محبت آنحضرت صلی الله علیه و سلم کثرت ذکر شریف  
 اوست چه کثرت ذکر از لوازم محبت است من احب شیئا اکثر ذکره استی تفسیر محمد شریف  
 کثرت ذکر از لوازم محبت است و آن در تفریح و داران موجود و فنی و کائنات و المستمندان  
 قال المحاطب یکون نازک امام کی اگر نازمین کوئی پیچیده موافقت نه کری تو این نازی کی



اور اس کو امام سی مخالفت ہوئی بھلا جب نماز امام کی موافقت فرض ہی تو ایمان امام کی ادس سے اولیٰ تر ہی اب ذرا تو انگلیں کھولو ہوش میں آؤ کیونچہ ایسے امام کی کیا کر سکتے ہو موافقت یا مخالفت **اقول** وہ بے تعین الحدیث کہ مخاطب جناب امام حسین علیہ السلام امام قرار دادہ و پر ظاہر کہ بنا سائن بغیر دیگرہ ذراری در ماتم آنحضرت و تذکرہ حساب آنجناب امور موافقت نہ مخالفت **قال** مخاطب در بعضے جاہل جواب کو دلیل میں پڑا یکجا وجہ ہیں کہ یوں طوطے زیر رنگ ہانکتی ہیں کہ دیکھو صاحب بغیرہ کی بڑی تقبلیت ہی محرم کے دور دربار سنی کہ ایک راستہ میں اپنی چچا کی اناری پر لٹیا ہوا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ امام کے چہرہ پر بہت شعلیں روشن ہیں اور پیکر اس میں صحابہ سے معلوم ہوا بعد تھوڑی دیر کے غائب ہو گیا آپ ہی امام صاحب تھی اندرون آپ کا گذر ضرور ہوتا ہے بڑی قسمت ہماری جو ہلکے دکھائی دینگے اسکا جواب یہ ہے کہ پچھلے تو تم بڑی سچے ہو دوسری تم کیونکر جانا کہ وہ امام صاحب کے روشنی تھے سیکڑوں جن اور شیطان آدمی کے پیکر کو ماری پرتے ہیں جو کوئی قرآن اور حدیث اور امام زندگی کے وقت کی بات چور کر خواب و خیال اپنا دین مضبوط کرے اسکو جن اور شیطان ایسا طلسمات دیکھا کہ خواب کرتے ہیں منے اپنی چچا کی اناری پر یہ تماشا دیکھا اور عجب تماشا ہے کہ ہکو مسجد کے اناری پر سی ایک چراغ بھی کہی نہ دکھائی دیا کیون نہ شیطان اور جن جو جاتے ہیں کہ یہ لوگ ایسی تماشے دیکھ کر گر نہ پھیں گے قرآن اور حدیث کے خلاف نہیں مانتے ہیں ہم نزد مشعلیں دیکھائیں تو کیا بلکہ در لاجول پڑیں گے مگر یہ قوف لوگ ہماری آس پر ہیں ایسوں کو دیکھا ضرور ہے **اقول** وہ سچے مخدوش ست بچند و جہ اول آنکہ شیخ عبدالحق در جلد دوم مدارج النبوة صفحہ ۳۲۰ نقلاً از شیخ علاء الدین شافعی میفرماید و همچنین در میان قبور سائر مریدین و ارواح ایشان نسبت خاص است مستمکہ بدان را اثران رومی شناسند بدلیل استحباب زیارت در جمیع اوقات بعد از آن احادیث کثیرہ می آرد و میگوید کہ جمیع این احادیث و روایات دار بر آنکہ اہل قبور را در اک و سماع حاصل است و تشنگ نیست کہ سماع از اعراض است کہ شربت

بحیات پس همه حی اند ولیکن حیات ایشان در مرتبه کثرت از حیات شهدا و حیات انبیاء  
 کامل تر از حیات شهداست انتهی پوشیده نماند که بعد از اثبات حیات حقیقی حسی دنیادی اگر  
 بعد از آن گویند که حق تعالی جسم شریف را حاکمی و قدرتی بخشیده است که در هر مکان که خواهد  
 تشریف بخشد خواهد بعینه باستانی خواهد بر آسمان یا بر زمین و خواه در قبر تشریف یا غیر دست صورتی  
 دارد با وجود ثبوت نسبت خاص بقدر همه حال انتهی ملخص سخن آنکه بسند مذکور مشرف نشدن  
 مومن بهر مکان زیارت جناب امام مظلوم علیه السلام ممکن است و در مکانیکه ذکر آنحضرت اکثر  
 باشند خصوصیت دارد پس با وصف خصوصیت مذکوره و ملاحظه انوار بدگانی نمودن بدست  
 نیست فاعتبروا اولی البصائر و هم آنکه عبدالرحمن جامی در کتاب نجات الانس در ترجمه عمیق  
 آورده گویند در موسم حج عجمی پیش فرستند که برات من بمن ده که حج گزارده ام دیاران تو مرا بجز  
 نشان داده که برات حج از تو ستانم شیخ سلامت صدر رسادگی و یار و ید دانست که دیاران با  
 مزاج کرده اند بجز اشارت کرد و گفت که آنجا برو و بگو یا رب اعظمی الهیة ساعة بر نیامده  
 که آن عجمی باز گشت و بدست وی کاغذی بود بخط سیر بر آن نوشته که بسم الله الرحمن الرحیم  
 برآة فلان بن فلان الناحی الا فاده و در کاین تحریر از پیشگاه رب جلیل با اشاره ابو عمر در خا  
 جگونه بر عجمی نازل گشت آن حاصل این را از طرف حق جل و علا شمر دن و مشاهده انوار را کار  
 شیا طعن گفتن از اعجاب عجب است شوم آنکه مشرف نشدن مخاطب زیارت جناب امام  
 مظلوم بوجه فقدان محبت و حسن عقیدت و صلاح و تقوی است چهارم آنکه مولوی عبدالحق  
 در رساله صراط در ضمن حال احمد پیرزاده می نویسد آنقصه طهارت حبلیه در صدر طبیعت ایشان  
 پیدا و انوار سعادت از لیمه رحیم مبارک ایشان هویدا بود و اینکه مفتاح کنوز سعادت که ابواب  
 فحلقة هر دو طریق بغیر طریق نبوت و ولایت باعانت آن گشاده کرد و حضرت ایشان را  
 بدست آمد آن حصول ملازمت جناب هدایت آب قدوه ارباب صدق و صفایزده  
 اصحاب فنا و بقا سید الاولیاء سید العالمیاً حجه الله علی العالمین و ائمه الانبیاء و المرسلین

مرحوم کل ذیل و غیر مولانا و مرشدنا الشیخ عبدالغفر بنوع الله المسلمین بطول بقائه و غزنا  
 و سایر المسلمین لمجد و علاه است و حضرت ایشان را بموجب ایشان در طریقه نقشبندی شریعت  
 حاصل شد و ازین حصول دولت و حرکت توجهات آنجناب معاملات بس تسکین و تسکین  
 که بسبب همان وقایع عجیبه کمالات طریق نبوت که محلا در بد و فطرت مندرج بوده تفصیل و تشریح  
 آنجا مید و مقامات طریق ولایت بر احسن وجود جلوه گر گردیده اول و افضل مقامات نیست  
 که حضرت ایشان جناب سالت مآب را صلوات الله و سلامه علیه در مقام دیدند و آنجناب فرمایا  
 بدست مبارک خود گرفته در دهن حضرت ایشان را خوانیدند و ضعیف یک یک خراب بدست مبارک  
 خود گرفته در دهن حضرت ایشان می نهادند و بعد از آن میدار شدند و نفس خود را ترک از رویا  
 حقه ظاهر و باهر یافته و بهین واقع ابتدای سلوک طریق نبوت حاصل شد و بعد از آن جناب  
 ولایت مآب حضرت علی مرتضی کرم الله وجهه و جناب سیده النساء فاطمه زهرا رضی الله عنهما را  
 بخواب دیدند پس حضرت علی مرتضی علیه السلام حضرت ایشان را بدست خود محسوس دادند  
 و ایشان را خوب نشست و شکر و نایام را طفال خود را و جناب حضرت فاطمه الزهرا الباسه  
 بس فاخرست مبارک خود ایشان را پادشایید پس بسبب بهین واقع کمالات طریق ولایت  
 جلوه گر گردیده و اجتناس از یک در ازل الازل کنون بوده منبسط ظهور رسیده و عنایت رحمت  
 و ترتیب زردانی بلاد اسطه احدی شگفل حال ایشان شد و معاملات متواتره و قایع متکثره  
 پی در پی وقوع آمد یا انکه روزی حضرت جل و علا دست راست ایشان را بدست قدرت  
 خاص خود گرفته و خیر را از امور قدسی که بس رفیع و بدیع بود پیش روی حضرت ایشان کرده  
 فرمود که ترا این خیر داده ام و خیر را به دیگر خواهم داد یا آنکه شخصی بجناب حضرت استدعا  
 بیعت نمود و حضرت ایشان در آن ایام علی العموم احد بیعت نمی کردند باری علیه ملتزم شخص را  
 هم قبول نفرمودند آن شخص پیش از پیش حاج کرد حضرت ایشان با شخص فرمود که یک دور فر  
 توقف باید بعد از آن هر چه مناسب وقت خواهد بود همان محل خواهد آمد یا حضرت ایشان بنا

استفسار استبداد آن بجناب حضرت حق متوجشند و عرض نمودند که بنده از زندگان خود  
میکنند که بعیت بنین نماید و تو دوست مرا گرفته و هر که درین عالم دست کسی گیرد پاس دستگیری همیشه  
می کند و اوصاف ترا با حلاق مخلوقات هیچ نسبتی نیست پس درین معامله چه منظور است از آن طرف  
حکم شد که هر که بدست تو بعیت خواهد کرد و کلمات باشند هر یک را کفالت خواهم کرد و حیرتم می راید که از کجا  
معلوم شد که حق تعالی دست راست او نشان گرفته و شیاطین همیشه در تنقیل بندگان حسد او  
می باشند غالباً شیطان خود را نموده باشند و پیر صاحب بایمار شیطان عمل نموده لکوک باور  
را تابع خود ساخته و از دستان بعیت گرفته بجهنم بردند فالجواب الجواب از لطافت مقام اینکه  
و پی که از انظار علمای اهل سنت است تمامی اکابر صوفیه را از اهل بدعت شمرده و شیخ عبدالحق  
و بلوی در ترجمه مشکوٰت گفته که این جوری از کتاب است مشهور تلبیس بلایس همان کرده است  
و رویه طریقه های که راه یافته است شیطان بطول الف مردم و واقع شده اند و بدعت و فلاح  
سنت خصوصاً بر طائفه صوفیه و مبایعه کرده و در رد و انکار بر ایشان نیز شیخ و بلوی تصریح نموده  
باینکه این جور است هم شیخ عبد القادر جیلانی و منکر بزرگ ایشان بوده و این جوری در تلبیس  
ابلیس گفته که در زمان رسول صلی الله و سلم بحزب است اسلام و ایمان نیست و دیگر نموده و تحقیق  
اهل سنت و جماعت گفته اند و ان الذی قتاده الصوفیه من متابعه المتصوفین بلایس گفته و این جور  
در کتاب تلبیس بلایس گفته و لم یجاسد الزنادق ان یفوضوا الشریعة حتی جات المتصوف فوضوا السیما  
وقالوا حقیقة و شریعة و هذا قبیح لان الشریعة وضعها الخالق بمصالح الخلق  
فکل من دام الحقیقة فی غیر الشریعة فغیر و رخصاً و دع  
انتهی و در رساله تفسیر ابو سعید حرامی آورده که گفت فریدم آنحضرت صلعم را در مقام و گفت ای  
معد و دارم که محبت خدا باز داشته است مرا از محبت تو انچه و دیگر میگوید پیغمبر یا پیغمبر خدا دارم من  
پیغمبر دای مصطفی دارم و مثل بن از ابوعبیدیه نیز نقل میکنند قال الخاطب ادیر یک روز  
ایک جا اهل یون نقل کردند که دیکو صاحب کل غلامی دوازده ساله از من عجب خواب و کلمات

الحق  
الارواح  
المتنجس  
بسم الله الرحمن الرحیم

کہ ایک شخص بزرگائی اور اس کے ایک طمانچہ مارا اور کہنا کیون مرد و دوتونی دو سال سے  
 تعزیر نہیں بنایا و پھر اٹھ گیا بولا کہ مجھ سے حضرت بھول چوک ہوئی ایک دو سال کا تعزیر نکالو  
 اس کا جواب یہ ہے کہ ڈھارس کا خواب ہی مال سر کا ہی قربان جاے تمہاری بوجہ کی جو چھ ما  
 سات دن شراب پینا اور کبھیون کو چلاؤ سو حضرت امام کو دیکھو اقول وہ ستعین مرد و دوتونی  
 بچند و جہد آل نہ این خواب فتح محمد فرخ آبادی بعد توبہ از خاص حلوہ ظہور پذیرفت پس تشہیر  
 بافعال سابق محض بیجا ست دوم آنکہ ہر گاہ نزد اہل سنت و جماعت یعنی بقرآن و اشعار  
 جائز ست تعزیر بآن سر اسرار و اپنا پنچم در جلد اول مدارج النبوة ص ۴۹۴ نوشتہ بدانکہ  
 صاحب امتیاع ذکر کردہ ست در سماع سے قول را حضرت ذکر است و اباحت و ذکر کرد دلائل  
 ہر مذہب را ترجیح کرد مذہب اباحت را چنانکہ مدعی او ست و جواب داد را استدلالا ست  
 حرمت و کراہت و اطلاق کرد و را ثبات مذہب اباحت و اثبات کرد آن را بکتاب ست و اجا  
 و قیاس و وجہ قیاس آنکہ چون ثابت شدہ در سنت مجعہ جو از تعنی بقرآن پس در شفعیر جائز باشد  
 انتہی سیوم آنکہ بنا ساقون تعزیر امر نیست مباح و در یہ ست بر آگریہ و کجاو گریہ در مصائب انبیا  
 داو صیا معمول خاصان خدا ست چنانچہ مکتوبی عبدالواحد خان در رسالہ از الہ الامام نو  
 پس درین عصر در مان علماء صالحین فتوے برای ترویج و قیام تعزیر امام مظلوم کہ داو مذہب  
 اجا و مناسب ست و ترویج آن موجب ثواب و اجر عظیم و فتوای علماء صحیح و صواب ست  
 ہیچنین علماء یقینا ثواب خوانند شد الخ و شیخ عبدالحق در مدارج النبوة جلد اول ص ۴۹۴ نوشتہ  
 و از عبدہ بنت خالد بن معدان آوردہ اند کہ گفت نبو و خالد کہ بنائے میکرد و بچانہ خواب خود میگذا  
 و کہ میکرد و شوق خود را بر رسول خدا صاحب دسے از حجابین و انصار و نام می برد ایشان را و  
 می گفت ہم صلی و نقل ایشان اصل من اند و بسوے ایشان از رو میکنند دل من را از  
 شوق من بسوے ایشان زود کن ای پروردگار من قبض روح مرا بسوے خود و گریہ میکرد  
 و می ناہید و میگفت این کلمات را تا غلبہ میکرد و در خواب الخ و علی محمد خان فاروقی حنفی القی

در رساله عمده از فتوح الجنان و معارج النبوة نوشته که طراح ابن عدی روایت می کند که در روزی که  
که بلا در حالت غش بر فرشته مات امام حسین افتاده بود دم وقت شام هرگاه قوم اشترار از کربلا  
روان شدند به پیش آمدند و راه رفتن از اینجا ساختن گرفتار نشدند در میان لاشهای شهدا افتاد  
ماندم در اینجا دیدم که گیسوی سوار بر لباس سفید که بوی مشک عذری آید در دو دهنم و دهنم در دهنم  
یاران عبداللہ بن زیاد و حبیب و لاش حسین علیہ السلام آمدند که درین اثنا سواران مذکور  
از پشیمانی خود دافس و داند و از جدا آنایک بزرگ لاش حسین علیہ السلام برداشته نشانید  
و بطرف کوفه اشاره کرد و بجز اشاره حسین رسید و ملحق بحسین گردید چنانکه در زندگی بود همان بیان  
شد من که بعد تا بل دیدم آنحضرت بزرگ محمد رسول اللہ صلعم بودند و گریه ای گفتند و در دنیا فتم  
که بحضور نبوی چیرے گفتگو نمایم باز جناب نبوی صلعم از دیگر بزرگان که در اینجا حاضر بودند فرمود  
ای آدم پدر من و نوح ابراهیم و اسمعیل و ای برادر من موسی و عیسی و شما یان دیدید که امت من  
بعد من چه کردند و بر سر لاش حسین علیہ السلام بوسه میدادند و گریه میکردند و در غنیمت الطایفین  
مقوم است که از فرشته مات امام مظلوم بر قبر حسین علیہ السلام از فرشتگان عالی مقام  
اشتی چهارم آنکه بر تقدیر تنزل و فرض تسلیم اگر چه ماثل فرض و حوققا است می گویم اینجا  
قبل وقوع توبه مشتاده نگزیده چون رقص و وجد و طرب نزد اهل سنت از محرمات شرعی  
لذا قابل طعن نباشد زیرا که در لغت لغت اشتقاق نوشته که رقص و وجد و طرب از محرمات شرعی  
قرار دادن اقراست بر خدا و رسول خدا صلعم زیرا که دلیل بر نبوت این و تکرار مجید است  
نه در حدیث و نیز سید کسیر که حلال و حرام گردان پذیرا در دین غیر ضد و نفی از جناب شارع  
بقوله تعالی فی الظالمین افتری علی الله الذکب او الذکب بایات است  
لا یصلح الظالمون و بالافضل که طرب و وجد لب باشند هر لب که حرام  
و رقص و طرب که مستحق سماع را بخوف و در هشت خدا و عشق و محبت الهی رو میدهم از شر  
و لعب جیشیان نخواهد بود که در محمد نبوی واقع گفته و جناب نبوی تاب باز و مجبور و مجبور

صدیق تا ویر متوجه مشاهده آن می ماند مدح پنجم آنکه با فرض و التسلیم چنانچه بعض صحابه  
را شرب خمر و زنا و غیره از رتبه صحابیت و در نساخت و بیچک فسق و بدعت و معصیت ساکنان  
مدینه طبره را از حسن خاتمه و مغفرت محروم نسازد و پنهان محبت جناب امام حسین نیز بر جمیع  
ساحی غالب آمده انجام محب به عفو و مغفرت نماید بنا بر کتاب صحابه بمعاصی بنیاد دارند  
و بعضی از آن درین رساله تقریب ذکر دیگر گذشت لهذا از آن طے کشیم نموده میگویم در حدیث  
آورده و از جمله آداب محبه که در مردم بسبب بعضی عوارض رعایت آن تقصیر و تنادنی واقع  
میشود دانست که در محبت ساکنان مدینه مطهره در رعایت تعظیم ایشان علی حسب مراتب تقصیر  
بجو در راه نهد تا بحدیکه زیاده بر نسبت جواری فرستد و فیصله نداشته باشند بلکه هر چند  
بفسق و بدعت و سائر اقسام معصیت منسوب و مطعون باشند زیرا که شرف جواری حضرت سید شهاب  
صالح کافیت و این شرف هیچ معصیتی و بدعتی نرود و از حسن خاتمه و عفو و مغفرت محروم نسازد  
الحق نشستم آنکه شراب خوار بودن قوال مذکور فرض کردم مگر اهل سنت را بان شنیع نمیرسد چه گفته  
شرف الدین صاحب ارام پوری بکلیت شراب ساخته قند سیاه و پوست درخت میخوردن و غیره  
متعارفه هندوستان فحوا نوشته اند و در هدایه مرقوم است که ابونصف کوئی فقط چهار شراب را خسته  
انگور دوم چو شانه انگور سوم آب زنب چهارم آب خرام میزند و تفصیله فی الهدایه قال  
المخاطب سوچو تو ایسا دھاری بھر واکسے ہر وی شیطان کو خواب میں دیکھ گیا آخرت امام کو  
در عجب ہی کہ امام نے اسپر کبھی اگر تماچہ مارا کہ شراب پی لی اور کبھیونکی نوکرے نہ کر اور نماز اور  
روزہ کیون نہیں ادا کرتا قول و بدعتین سابقا دانستی کہ این خواب بعد توبه وقوع یافته و  
گوئی برائے سابق ترک دیگر اعمال ناقصی هدایت نفروند گویم بزبان سابق فتح محمد مذکور با نواع  
معاصی مبتلا بود و اکثر اوقات از فاسقان معین بوجه شدت مصروفیت و مشغولیت بفر  
سلب توفیق میشد و لذا از دولت رویت و هدایت آنحضرت محروم بود چون رویت جناب امام  
مظلوم بموقوف است بحسن عقیدت و لطف ترحمت و صلاح و تقویٰ ہر گاہ فتح محمد بعد از تقویٰ

را پابند شد این دولت عظمی نصیب او گشت **قال** المحاطب اور مارا تو ابڑک بائس کے لور  
**اقول** و بے نتیجہ چون بنا سا ختن تغیر از شعائر اسلام مستدرون و دہندہ و بنا کنندہ  
آن مشابہ کما اعترف بالمولود عبد الواحد خان فی رسالۃ المسماة بازالہ الا وہام پس اگر برا  
بنا سا ختن امر شعائر اسلام کہ در آن برای بنا کنندہ ثوابے باشد از جانب مام مظلوم ہوتا  
رود و بعید نیست و در آن چہ نزد **قال** المحاطب اور ایسے ایک خواب پر اعتماد کر لیتے ہوتا و  
ہماری سیکڑوں دلیلون عقلی و نقلی سے ایسی کاموین شہتہ بھی نہیں لاتے **اقول** و بے نتیجہ  
معاخذ جواز تغیر داری ہر بار ہا دلیل عقلی و نقلی ہستند و بندی از ان جزمین رسالہ گذشتہ دی آئند  
من شاء التفصیل فلینرجع الی المطبوعہ انچہ محاطب گفتہ بہرہ معالطات ہستند کا ظہور و سیطرہ **قال**  
المحاطب اور خواب کی کیا حقیقت پوچھتے ہو جو کوئی و نکو جس ہم و خیال میں رہتا ہو اور جسکو  
ہمیشہ وہی تباہی جہنمہ ہو نو کے عادت ہی او سکون و امن ہی و سیاسی معلوم ہوتا ہو جو ہم کو  
خواب ہی جہنمہ دکھاتے ہن ہر جیسو کو تیسا حدیث میں آیا ہو جو بات میں سچا زیادہ جب حضرت  
پیغمبر کہ جسکے صورت شیطان نہیں بن سکتا ہی انکی حدیث خواب کا یہ حکم ہی کہ شرع اور حدیث  
زندگی کی مخالف ہو تو او سر عمل نہیں درست پیرا در کا خواب کس گشتی میں ہو یہ دین مسلمان  
خواب و خیال سے مقرر نہیں ہوا خلقت ایسی ایسی گمراہ ہوئی کہ بہتر حضرت مدار سالار و فلا  
سیر اور شہید کو خواب میں نہ کیا دی ہمسے یون کہ گئی خدا جہالت سی پناہ رکھو **اقول** و بے نتیجہ  
مرد و دست بچند وجہ اول آنکہ بمفا حدیث شریف حسین رضی و انامند شیطان بصورت جناب  
امام حسین علیہ السلام مثل آنحضرت تمثال نمیتواند شد و ہم اینکہ رویت جناب خاتم النبیین صلی  
را و طریقہ است یکی در بیداری چنانچہ شیخ عبدالحق در کتاب مدارج النبوة جلد اول صفحہ ۱۴۹  
نوشتہ و اما حمہ الاسلام در کتاب خود المفلذ من الضلال می گوید کہ ارباب قلوب مشابہ میکنند  
در بیداری ملائکہ اور ارواح انبیاء را و می شنوند از ایشان آواز یا واقعات می میکنند از ایشان  
انوار و استفادہ میکنند انچہ در صفحہ ۵۲ نوشتہ و در رویت کہ در لفظہ است بعضی مشابہ



نموده اند و الله اعلم دوم در مقام در کتاب مدارج النبوة ص ۹۸ نوشته و آنرا آن جمله است  
 که هر که دید آنحضرت را در خواب میداد و اعتقاد به شک شبیه زیرا که شیطان تمثیل نمیکند و  
 یعنی بصورت شریفی نمی تواند برآمد و خود را در قدرت نداده اند که بر آن حضرت درین باب  
 اقرار تواند کرد و در روایت آمده که فرمود من رأی فقد رأی الحق مراد این دیدن در خواب است  
 و در روایت جابر رضی الله عنه آمده من رأى فی المنام فقد رأى فی حق شیطان قدرت  
 بخشیده است که بهر صورت خواهد برآید ولیکن ممکن نگردانیده است و در این بصورت آنحضرت صلعم  
 زیرا که آنحضرت منظر هدایت و شیطان منظر ضلالت است و هدایت و ضلالت خداوند است  
 که بصورت پروردگار و تقدس تواند برآید و اقرار کرد و باری و او زیرا که در بعضی از خالقین  
 و ضلالت است هر دو در اینجا محمل اشتباه نیست کذا قالوا انتی پس حیریم می برآید که با او  
 اقرار با نبیست که رویت آنحضرت صلعم حق است و چه عدم سجایا دی حکم آنحضرت چیست اگر گویند  
 که آنحضرت صلعم مجتهد بود و در خطا و اجتهاد جابر است و برمان آنحضرت بنوع من او چو خواهد علم  
 رب العزت و یا ایما صاحب اصلاح خطا میگشت و درین زمان چون اصلاح ممکن نیست  
 لهذا عمل بان نمی توان نمود گویم اول آنکه مجتهد بودن آنحضرت صلعم منوع است بلکه جملة اقوال  
 آنحضرت بوسه هستند آیه دانی بر آید و ما یطلق عن الهوی از هوای خودی شاید آنست دوم آنکه نظر  
 تسلیم مجتهد بودن آنحضرت میگویم انحراف از اتباع مجتهد دیگر را میرساند مقلد را عملا و ازین  
 شیخ عبدالحق عدلت عمل نکردن مقصود بودن ضبط از راه در حالت نوم نوشته و غیر مسلم اکثر  
 که شیخ و دهلوی در همین کتاب بصفحه ۱۰۵ نوشته که بسیاری از محدثین صحیح احادیث که مروی است  
 از حضرت وی نموده و عرض کرده که یارسول الله فلان ابن حدیث از حضرت تو روایت کرده است  
 پس فرمود آنحضرت نعم اولایک و شاهد دلت در کتاب تثنین فمبشر ان الیه الامین می فرماید  
 الحدیث الحما عشر اخره فی سیدی الدی ان کان مریضا فرأی النبی صلی الله علیه و آله فی المنام فقال  
 کیف حالک یا بنی ثم بشره بالشفاء و اعطاه شعرتین من شعور الحبیته فحافی مرضه الحلال

۹  
 خواب  
 حق  
 شیطان  
 بصورت  
 هدایت  
 ضلالت

بقیت الشعران عنده فی القیظۃ فاعطاه احدھما

فمنہی عنہما سے حدیث پانزدہم خبر دادہ اسید من والد من کرا و بیمار بود پس آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم در خواب دید کہ آنحضرت می فرماید چیست حال تو ای پسر پس بشارت داد و در انبساط و موی از مویهای ریش مبارکش با و عطا فرمود فی الحال از مرض شفا یافت و مویهای بر داد در بیداری باقی ماندند پس پدرش یکی از ان دو کو با و داد و با آنجا کہ ہر گاہ آنچہ در حال منام جناب حضرت بنی صلعم با و عطا فرمودہ بود در حالت بیداری در دستش باقی ماند و مکنونات عالم غیب و خیال در عالم شہادت با و وجود تھا نہ شاتین منصبہ شود و بر ز جلوہ گر گردد و وجود ذہنی موجب ترتب آثار وجود خارجی شود حکم منقولہ بود و ان ضبط از رای در حالت نوم و در از انضام است فافہم و انصف قال الخطاب اور بعضی ہیوقوف سبکو سنتی ہیں کہ بدعت سی منع کرتا ہے کتر ہیں یہ شخص با بی ہے ایسی باتیں وہاں کرتے ہیں اسکا جواب یہ ہے کہ جب بات سی ہم منع کرتے ہیں او سکی بولتی قرآن اور حدیث سی بیان کرتے ہیں کہیں وہاں سونکا نام نہیں لیتے تو ہونا انکی بات کے سند پکڑتی ہیں با وجود اسکے تہا او با بی کہنا ہلکہ و جالت ہوا اور اگر وہاں ہے ایسکا نام ہے کہ جو شکر اور بدعت کو دور کری اور موافق قرآن اور حدیث کے عمل میں لادی تو ہم وہاں صحیح بقول امام شافعی کے اگر فرض فقط حسب ال محمد کا نام ہی تو ہم ہی رافضی ہیں اقول و بہت معنی بخدا نتیجہ الکلام در حق این کردہ کہ خود رافع بدعت میگویند نوشنہ لبس است قولہ و اعطین خلعت و اسبہ بالیقین قدم از دائرہ سنت و جماعت بیرون نہادند و اعتراف و فرض و ان و لنعم ما قبلہ و اعط شہر کہ مردم ملکش منخوا سند قول مایہر ہیں ست کہ او آدم نیست ہ ہکذا فی غایۃ المرام قال الخطاب اور جو بری بیل ہیں و سے یون بولتو ہیں کہ مسلمانے اب دو کاموں میں آسہی ہر ایک تو گامی کا گوشت کھانا دوسری تو خیرینا اسکا جواب یہ ہے کہ گامی کا گوشت کمانہ فرض ہونہ واجب نہ پکڑے ثواب نہ عذاب حسب طرح اور گوشت حلال ہیں

ایک یہی ہے بالفرض اگر ہندو گائے کا گوشت کھانی لگیں اور بائین مسلمان کی قبول نہ کرے  
تو یہی ہم اونکو مسلمان نہ کہیں گے اور جو فقط گائے کھائیں مسلمان ہوتی تو سب بڑی مسلمان  
چار اور بتلی ہوتے کہ یہ سب سی زیادہ کھاتی ہیں نہ حلال چوڑی نہ مردار قبول شخص کئی گائے  
کھانے والی ہیں اور جو اس سبب سی کتھ ہوگا گائے کھائیں ہو کو ہندو کسی کمال تفرقہ حاصل  
ہوتا ہے کہ جب کو وہ محبوب دھڑاتے ہیں وہ تعظیم کرتی ہیں ہم اسکو فوج کر کی کہاتے ہیں یا ہمارے  
انکی دین میں سی بات سی کمال جدائی نکلتے ہو تو شاہنشاہ فرین پر تغیر کو بھی یہی بوجہ کر  
چوڑو کو جس طرح گائے کھائیں ہندو کسی مخالفت تمام ہی تغیر بنانی میں ہی اون سے  
موافقت اور مشابہت والا کلام ہی میحان پیغمبر کی کا برقع کیون پہنے ہو اور اون کے موافق  
اور مشابہ ہو ہی جاتے ہوا قول و بیعتیں مخاطب میں سوال و جواب برابر تہتوں  
مدعا برخو و تراشیدہ و در تغیر داری ہچکو نہ مشابہت ہو و تادشان امرے برائے غم  
بنامی کنند قال مخاطب ذرا سمجھو یہی سبب ہی کہ ہندو کسی اور کام مسلمانے میں شریک  
اور موافق نہیں ہوتے ہیں بلکہ دشمنی رکھتے ہیں مگر تغیر اور گور پرستی سے راضی ہیں بلکہ  
شریک ہو کر شربت اور چوڑی پڑاتے ہیں اور در گاؤں میں نذر نیاز لیکر جاتے ہیں  
اس واسطے کہ اس میں مشابہت پاتے ہیں پیچھے بیت کہوترا کو ترا باز بانگندہ جنس  
باہجنس پرواز اور بڑے شرم کی بات ہی کہ تینے قرآن حدیث نماز و روج جز کوہ چوڑ کر  
کاٹہ بالشل و رکائے میں مسلمانے مقرر کی ذرا شر او و بڑے پل کاٹہ کی الونہ ہوا و تغیر کا  
احوال پہنے او پر سے او سر کر نباد کیا و یا اور باقی رہا سہا اور دکھاتے دیتی ہیں اقول و تہتیں  
انچہ از شرکت ہندو و در تغیر داری گفتہ غلط محض است مگر بعض ہندو کہ از صحبت اہل اسلام  
فہ الجملہ حقیقت مذہب اسلام دریافتہ اند و باز بر حکومت مومنان مخلصین ہستند و بعض  
غرا داری شرکت می کنند لیکن چون این شرکت را حیثیت دیگر است از ان تشابہ و کفر لازم نمی  
قطع نظر ازین چند انکہ ہندو از شرکت با فرقہ صوفیہ است با دیگر نیست چہ این طرفہ فی الاصل

ما خود هست همچنانکه در سبزه گرد و چیده می باشد در اینجا هم پیر و مرید موجود آنکه با ایشان طریقه ارادت  
 و حیل نمودن بجاری است درین شان نیز طریقه سعیت گرفتن و ذکر خفی و جلی کردن و بر قیاس عمل نمودن  
 نشستن و نماز عکس بر طریقه جوگیان خواندن از غایت شمرت تغنی از بیان سبزه و لایزال باحت  
 تعزیه داری شنیدی فتنه گر لیکن چون تذکار مصائب خا خا سسل ل عبا علیه السلام و الشنا ع  
 غزالی هیچ بعضی صحنه بود و این علامه تفننا راسه راه دور اندیشی و کاروانی پیشتر گشته میسر باید و  
 بین الصحابة من الحاربات والمشاجرات علی الوجه المسطور فی کتب التواریخ و المذکور  
 علی السنة الثقات يدل بظاهره علی ان بعضهم قد حاد عن طریق الحق و  
 بلغ حد الظلم والفسق وکان الباعث علیهم الحقد والعدا والحسد والداد وطلب المالك  
 والرياسات والميل الى الذات والشهوات اذ لم یکن کل صحابی معصوما ولا کل من لقی النبی الخیر  
 موسوما الا ان العلماء بحسن ظنهم باجماعهم سئلوا الله عن ذکرها عما مراد  
 تاویلات لها یلیق وذهبوا الی انها محفوظون عما یرجب التضلیل والنفسیق و  
 لعقائد المبطلین من الزیغ والضلالة فی حق کما ان الصحابة سیمما المهاجرین منهم  
 والانصار المبشرین بالثواب فی دار القرار واما ما جرى بعدهم من  
 الظلم علی اهل بیت النبی من الطغور یحیی لا مجال للاختفاء ومن الشناعة  
 بحیث لا اشتباه علی الاراء ویکان تشهد به الجاد والمیوانات العجلاء  
 ویکمل له من فی الارض والسماء وشهد مرسته الجبال وتدفق منه  
 الفجور وینقی سوء علیه علی کن الشهور ویرث الدهور فامنه  
 الله علی من باشر ورعی او سبى واعداء اب  
 الآخرة اشد وابی انت هی فظلم افعال زشت شان از او میکنند و درین طعن  
 انقرفت و انکار میکنند و گویند در مصیبت عظمای اهل بیت دوام و در جفا و دهم اخبار میکنند و کما که حرف  
 لعن نویسد بعید نیست از طعن جاد و اگر خود اقرار میکنند و اگر بکنج خاشعانه میبایست و لغت بر آن کشتا

در دیوار میگفت **قال المخاطب فصل تفسیری** چند مکرم اور فر اول سے سنو کہ بنیاد تفسیر کے  
 اس بات پر ہی کہ موت اور مصیبت میں روئی پیٹھے حبس طرح ہو سکتی **اقول** و بہستغین اس پر بنیاد  
 افادہ نموده مدفع است بچند وجہ اول آنکہ بنیاد تفسیر داری بزرگ شہادت و مصائب جناب حسین  
 علیہ السلام است و مخاطب لفظ موت و مصیبت را اعظم گذارشته دوم آنکہ ساختن تفسیر برای گریہ و زاری  
 جناب شہید مظلوم علیہ السلام بوده است نہ برای لطم الخرد و سوم آنکہ بطریق منزل می گویند غیر از  
 نزول فقہار شافعیہ نیز جرم نیست بلکه مکروه است و بر مرتکب فعل مکروه عقاب نمی باشد صاحب  
 جامع الاصول در مسند شافعی فرموده **والذي هباليه الشافعي ان النباحه وشق  
 الجيوب وضرب الحدود وتخليصها والصياح مكره** **قال المخاطب**  
 اب دیکو که خدا اور رسول ایسی وقت میں تخریب نیا نی اور مرثیہ گانی کا حکم دیا ہی **اقول** بہستغین  
 بچند وجہ محل نظر است اول آنکہ بنیاد ساختن تفسیر بصلح است کما مر در اقله دوم آنکہ مرثیت تفسیر  
 سنت است و اہل بیت و صحابہ مرثیہ یا گنتہ اند برای اطمینان قلب تا ظہرین نقل یک و دو قول  
 اکتفا میرود در مدارج النبوة در صفحہ ۲۰۰ مرقوم است و چون در آمدند صحابہ بعد از دفن نزول فرمود  
 گفت چگونہ باد و بار و دل شما کہی بخند خاک بر رسولی **الغنت بل یارسول الله** تا ہم درین خیال مبتدی  
 داند و ہنناک بودیم و لیکن یہ تو ان کہ از حکم شرع چارہ نیست بعد از ان آمد فاطمہ زہرا ع بر سر قبر پدر  
 و گرفت از خاک قبر و بہا برد و چشم گریان خود و گفت **ماذا علی من شتم ثوبہ احمد ان لا یشیم**  
**مدک النومان عو الیاء صبت علی مصائب لوانا صبت علی الایام صلی لیا الیاء** در صفحہ ۲۰۰  
 و ہر کدام از اہل بیت آنحضرت و صحابہ عظام مرثیہ در وفات آنحضرت و سلاک تنظیم کشیدند اول  
 و شفا فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بود کہ چون بعد از دفن زیارت قبر شریف رفت خاکی از آنجا برداشت  
 و بدیدہ غمدیدہ نهاد و گریہ کرد و شعر نکورانشا نمود و نیز در وقت زیارت دیگر گفته است  
**اذا اشتد شوقی فقلت قبولک یا کیا انج و اشکول اناک مجاوبی** فیا ساکن الغبر اعلنی  
**البکا** و ذکر ان انسانی جمیع المصائب فان کنت من عینی فی الزب غائباً فما

گفت من قال الحسن بن عطاء بن

و از جمله مرثیاتی که منسوب بحضرت زهرا است این دو بیت است نغمه علی بن ابي طالب  
محبوسه :: یا لعلها خجسته مع الفرات لا خیر بعدک فی الحیاة و انما ابکی مخافة ان  
تطول حیاتی گفته شود که این مرثیه گفتن در وفات جناب سرور کائنات صلوات الله علیه شد و در بیان  
زیرا که در همین کتاب به صفحه ۹۵ مرقوم است که عرابین خطاب به شهداوت عروقه بن مسعود در پیش  
و اگر با انیمه در شکایاتی و برای مرثیه جناب سید الشهدا سند خاص خواهی متفصل فاضل و ملوک  
را بر سر کن که میفرمایند لما وقعت واقعة الشهادة الشهرا مرها بانقلاب لثواب دما  
امطاد الدم من السماء و هفتاها لوقی فی الجحیم بسمب شهادت جناب مظلوم  
که بلاه از آواز غیب مرثیه باشند می شد فلا تکن من العنایین سوم آنکه غناد و کذا  
اهل سنت و جماعت ممنوع نیست پس محل سخن نباشد مگر اینکه تفسیر قرآن مجید نزد این  
حضرات امری است ضروری چنانچه عبدالحق می فرماید بوسی در راجح القیوة نوشته و در حدیث  
صحیح آمده که آنحضرت فرمود صلعم لیس منا من لم یغن عن القرآن و هرگاه تفسیر قرآن جایز  
باشد در تفسیر مرثیاتی چه قباح است تنبیه که مرثیه را در تفسیر همین غنائم عارف یعنی رعایت توانین و سبب  
است چه در همان کتاب بفواصل سیر نوشته که علماء در سبب تفسیر قرآن اختلاف کرده اند بعضی  
مطلق جانزداری یعنی اگر چه از مرثیه فراموش در مد و اشباع حرکات و مانند آن اگر چه توانین  
موسیقی باشد و بعضی مطلق منع کنند از هر چه است که صدق فطاط اهل فطاط را عاوا  
تفسیر قرآن مجید است و اگر گوی که این روایت تأکید تفسیر قرآن تخریف بر آن لیکن تفسیر مرثیه را  
سندی دیگر باید گویم اول آنکه چون غنائم خواندن بر خیر در آن بیان رود و در قرآن را برین  
زیادت که بر این معنی آن تخریف و ترغیب داده شده و دوم آنکه در هیچ بخاری نوشته که برای شهدا بر  
چیز که زند و دفن و ندکامه نقل من نعمة العشق و بر ظاهر ندیده که با دفن باشد یکمال  
رعایت توانین و موسیقی خواهد بود قال الخطاطب ما سیر در آینه یاد که سبب که فرمایند اهل

گریز و زاری سنانی جبر و یا وضو نیست بلکه البکاء من الایثار احادیث مستثوره اہل سنت است  
و اگر یہ کہ درین بریت نام و صاف او پر شمر دن از سنت سینہ جناب تھم البینین صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم و شواہد آن بسیار از اسناد در کتاب مدارج النبوۃ صفحہ ۵۷۵ و ۵۷۶ آورده چون دید  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خمر را کشتہ شد و مشکہ کردہ شد و حیض زد و گفت مصیبت زدہ  
نمی شوم من ہرگز مثل تو نہایت سادہ ام من هیچ جای ایستادنی غصہ ناک سازندہ تر از اینجا و  
از ابن مسعود کہ گفت ندیدم با آنحضرت را صلواتم گیر کہندہ تر ہرگز سخت تر از گریہی بر حقیر <sup>علیہ السلام</sup> عبد  
ایستاد بر جنازہ دے و گریہ کرد و برداشتہ و از تابہ پوش شد و فرمود یا خیر اے رسول اللہ یا  
اللہ یا اللہ رسولہ یا حمیۃ یا فاعل الخیرات یا حمیۃ یا کاشف الکربات یا حمیۃ یا ذاب  
عن وجہ رسول اللہ صلواتم و اینجا معلوم میشود کہ در بدر و بی طاقے فریاد آہ و ناله نیز بوجود  
آمدہ است و اللہ اعلم انتہی طرفہ اینکہ روایت مذکورہ با تعارف شیخ عبدالحق بر حصول سبطیۃ آہ و ناله  
در ندیہ رضی است صریح کما تری **قال** **المخاطب** **قال** اللہ تعالی یا ایہا  
الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوۃ ان اللہ مع الصابرين  
استد فراتما ہے ای مسلمانوں قوت پکڑو صبر کرنے سے اور نمازی بیشک اللہ ساتھ ہی صبر کر  
والوں کے **اقول** و بہستین مخاطب علی فہم فرماید کہ جناب رسالت ماب صلواتم از گریہ و صیغہ شجود  
او صاف جناب حمزہ رضی اللہ عنہ داخل صابران ماندند یا نہ بحالت او نے خدا ہمراہ ماست و گریہ  
و بکا مخالف صبر نیست و بحالت ثانیہ ماتم ایمان خود کنند کہ آنحضرت را بے صبر گفتہ از خدا جدا می کنند  
وان اللہ مع الصابرين یعنی **ار** **قال** **المخاطب** **س** **ل** **ی** **ت** **س** **ی** معلوم ہو کہ جب کہ مشکل <sup>مصیبت</sup> در  
پڑے تو او سین صبر اور نماز سے قوت پکڑی کیونکہ غیر مشکل در مصیبت صبر کی حاجت نہیں اور جو  
کوئی صبر نہ کرے اللہ او سکی ساتھ نہیں اور صبر نہ کرنا ایمان کی نشانی ہے **اقول** و بہستین گریہ  
و بکا مخالف صبر نیست بلکہ مخالفت صبر امر دیگر است کہ عدم رضائے قلب عبارت از ان است  
چنانچہ علامہ دہلوی علیہ الرحمہ در ترجمہ اشاعت عشریہ می فرماید شکلی نیست کہ صبر از ان خط فیصلہ اہل نفسا

و جزع از این است و ظاهر است که خبر از انفعالات نفس است و تعلق بقلب دارد و اگر  
 با وجود این حال قلب ثبات قدم بر جاده صبر و رضا بقضای حق عداوت با ابراهیم و استقامت  
 بعضی معاصی و انهای آن ببرد و بعضی امور که بحسب طلب هر دلالت بر عدم اصطلاح میکند و خوش  
 بیاید و خودی ندارد و منافاتی بمقام صبر نخواهد داشت شیخ عبدالحق دهلوی در شرح البیضاء  
 جلد دوم صفحه ۴۹ می فرماید پس بسیار سخت شد مرض می صلح چنانکه آورده اند که استقامت  
 و برقرارش خود از پهلوی پهلوی گشت عایشه میگویی پس گفتیم یا رسول الله اگر شل این حال است که  
 از با وجود آید عجب میکنی و در غضب می آئی فرمود ای عایشه مرض نهایت سختی دارد و از این  
 بعد از آن شیخ مذکور میفرماید یا جزع و فرغ و بلا یا آه و ناله در اراضی چه حکم دارد اینجا شیخ  
 و فرغ که بمعنی بی صبری و بی طاقتی است و کرده داشتن بلا و گریختن از آن حرام است خلافت  
 داده و ناله که قصه ظاهر غریب و شکستگی و بیماری که لازم حال بندگی است و اضطراب و بیقرار  
 هر که از شدت مرض و صعوبت آن عارض گردد دیگر است و داخل جنح و فرغ و کرده داشتن  
 و گریختن و شکایت از بلیه نیست و حدیث عایشه رضی الله عنها که در بیان حال شریف مذکور شد  
 در اثبات آن کافی است آری بختیاری و ناله و زاری اگر عدم رضا و تسلیم باشد کرده است و در  
 شکایت است و از علماء مشایخ و آئینا که اطلاق کراهت و شکایت بر آن کرده اند مطلق نیست  
 بلکه مقید است به بی صبری و بیقراری اما خبر دادن بدرد و اطمینان و طبیعت بشری بالاتفاق  
 رضا آفته ندارد و پس فرود شکایت محذوره ندارد و بسا آنکه بظاهر خاموشی باشد و در باطن  
 شکای فیه و بسا که بظاهر سخن مرض و بلا گوید و در باطن راضی بود پس تکیه و اعتماد و برین امور بر  
 عمل دل است نه بر فعل زبان انتهی مفاد کلام قال مخاطب صبر می اسی کا نام است که مصیبت  
 می آید یا بگو فوج و زاری او پشیمانی او گریبان پیمانی را بیداری او در عارضه میصبت می آید  
 اندک طرف رجوع او دعا کردن می باری پیغمبر صلعم جب کچه و کبرین هوسه ناپیشتر گشته  
 اقول و یستعین و اینجا میبویث عنه صبر شرعی است نه عرفی و سابق گشت که جناب سالک



بانکه بر حضرت حمزه رضی الله عنه گریه و صیحه و فوج و ندبه نمودند از داتره صابران بیرون رفتند و نکته  
 همان است که شیخ عبدالحق دهلوی گفته که تکیه و اعتماد درین امور بر عمل دل است نه بر فعل زبان  
 همین جا است هر آنکس که بنظر خاصش باشد و در باطن شاکه بود و اطلاق بی مبرر بر او در  
 شرح خواهد شد و در عرف آن را صابر خوانند و غیر با صلح در مصائب جایا گریه فرموده و اذیت  
 گرام و صحابه عظام اقتداء آنحضرت برگزیده و زاری نموده اند اگر استنبای این احوال نموده آید که کما  
 علیهم باید انداخته و در دو سه عبارات اکتفا میرود و اول آنکه در کتاب مدارج النبوة به صفحه ۳۰  
 مرقوم است که چون خبر یافت رسول خدا که ابراهیم در سگرات است عبد الرحمن بن عوف نزد  
 او پیش گرفت آنحضرت دست عبد الرحمن را پس از او در او رسید بر شرف دید که ابراهیم  
 میزد و پس گرفت او را و نهاد در کنار خود پس اشک فتن گرفت از چشم مبارک و پس صلح  
 پیش گرفت با سبب آنکه ابراهیم اندوه گین ام چشم می گریه و دل می سوزد و آتش بقدرا حاجت  
 و دم آنکه بصدقه نه نوشته فاطمه رضی الله عنها چون این به شنید برگشت فرمود ای دختر من گریه  
 کن که حمله عرش بر کار تو گریه میکند و بدست مبارک اشک از چهره فاطمه رضی الله عنها ایستاد  
 و در آریا و بشارت با او داخ و بعد از آن میگوید آنگاه با فاطمه فرمود که سپهران خود را پیش  
 پس فاطمه حسن و حسین را علیهم التحیة و السلام و از عنوان پیش آنحضرت صلح آورد و چون او را بداند  
 حال دیدند گریه آغاز نهادند و چنان گریه و زاری کردند که اگر گریه ایشان هرگز در خانه بود بگریه  
 آنتی سوم آنکه بصفحه ۲۰۰ مرسوم است چون از دفن آنحضرت فارغ شد صحابه خاک حسرت  
 نداشت بر سر وقت و حال خود می نخیستند و از آتش فراق آن محبوب دو جهامی میخفتند  
 و گریه و زاری میکردند خصوصاً فاطمه زهرا رضی الله عنها که از هر مصیبت زده و میکس تر و زار  
 و نالان تر بود و در دوسه حسن و حسین رضی الله عنها نگاه میکرد و بر تنی خود و نامرادی فرزندان  
 میکرد گیسیت از آنجا نب عایشه صدیقہ در همان حجره که آن سرور وصال یافته بود بیت الحزن و  
 الفراق او شد بے خانمان شده روز و شب میکرد گیسیت آنتی قال مخاطب او حجب حضرت

سارا کو کہ حضرت ابراہیم کی بی بی تین بادشاہ مصر نے پکڑ لیا حضرت ابراہیم عین اس محبت  
 میں نماز پڑھنے لگی اور وہاں حضرت سارا بھی جا کر بادشاہ کے سامنے نماز شروع کی اور حضرت  
 عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنے بیٹی کی حالت موت سن کر پڑھنے لگی اقول و  
 نستعین مولف رسالہ حوالہ کتاب بیان نسخہ کہ در سیاق و سباق روایت نظر کردہ می شد  
 و حقیقت حال منکشف میگشت فطامہ روایت مقتضی آنست کہ این نماز خواندن برای آشتی  
 دعا خواهد بود و نظر اطہار عاجزی و شکستگی در نہ در مدارج البتہ بصغیرہ موجود است کہ این  
 عباس میگفت کہ روز پنجشنبہ چہ روزی بود روز پنجشنبہ کہ این قصہ واقع شد و بگفت عباس  
 تا انکما بر شمال مردارید و رشتہ کشیدہ بر روی او فرو ویدانستی قال مخاطب و مشہور ہے  
 کہ حضرت امام حسین علیہ السلام ہی سجدے ہی میں شہید ہوئے اقول و نستعین بہ روز  
 یعنی نماز گذارون و گریہ کردن جناب سید الشہداء علیہ السلام فائدہ ما را معلوم است و مقتضی  
 را باید کہ بہر دوام اقتدا با آنحضرت لازم گیرد اگر گریہ آنحضرت با شش رسالہ تہذیب الشہادتین را  
 بنظر انصاف ملاحظہ فرمائید لعل الصواعق حی تو اسید منقول است کہ چون حسین ۴۰ این نیتی گذ  
 نصیحت بردار خود یعنی حسن بن علی علیہما السلام یاد میکرد و میگفت آخر و بعد ملاحظہ فرمائید  
 مذکورہ حضرت مخاطب ارشاد فرماید کہ در مصیبت گریہ و بکا جائز است یا ناروا در گریہ اقتدا  
 بحضرت سید الشہداء و یا امری است باتباع ہوا قال اب سمعہ کہ تفریہ ان دونوں باتوں کے  
 خلاف ہے صبر کی جگہ نہ پینا اور چہائی کو ننا اور نفس بنا کر کوچہ بازار میں نکالنا اقول  
 و نستعین در بنا ساختن تفریہ نوع مخالف است و سابق دانستی کہ گریہ از سنت نبوی  
 خدا است و ہمیشہ معمول صحابہ عظام و اہلبیت کرام در مصائب گریہ بودہ است شہداء ان  
 مفصل گذشت در بنیاد نقل یک روایت کہ از ان دست بر سر زدن و فریاد کردن گریہ کردن  
 در مجمع عام از صحابہ ثابت است انکفایم و در مدارج البتہ بصغیرہ ۵۰ مرقوم است پس ہر  
 آنحضرت علیہ السلام غیر ما یا بکر کہ بگذار و نماز باہر دم پس ہر دن آمد بلال و دست بر سر زدن

و فریاد کنند و افریاد بریده شدن امید شکستن پشت کاشکی نمی زاید مرا در من چون  
 زانید کاش می دم پس زین رفو و فیدیدم از پیغمبر خدا این حال را پس در آمد بلال رضی  
 و گفت یا ابوبکر سو خدا مرے فرماید کہ پیش وی نماز بگذاری با مردم پس چون دید ابوبکر  
 بودن مسجد را از رسول خدا و ابوبکر رضی اللہ عنہ مرے نرم دل سخت اندوہ گین شد کہ کس  
 نگاہ داشت خود را پس بروے افتاد و پوش و بگر و آید صحابہ و فریاد کرد پس در گوش  
 آنحضرت رسید فرمود یا فاطمہ! این چہ آواز گریہ و فریاد است کہ میرسد فرمود فاطمہ! این آواز گریہ  
 و فریاد مسلمانان است کہ ترا در مسجد نمی بینیم پس طلبید و عباس را فرمود تکیہ کرد بر ایشان  
 بیرون آمد بسوے مسجد و نماز گذارد استی اولیاء مخاطب رشتاد فرمایند کہ درین وقت صحابہ  
 عظام از آید آتی ہدایہ استعینوا باللہ فی الصلوات الخراف ساخته باوصف ارشاد و بنویسند  
 نماز فریضہ گشتند و از گریہ و فریاد دست بر سرزدن و نوم نمودن خود را از محبت خدا جدا  
 بہ بے صبران گشتند و دلائل جواز نقل قبر سابق گشتند کہ حال مخاطب اور نماز  
 جگہ مرتبہ میں کہ جسمین تمام بے جبری اور شکایت اقول و یستعین ایچہ در مقام افتادہ نمود  
 ناشی از تعصب حضرت مخاطب پیش چہ ہر واحد از نماز و مرتبہ امر نیست علاحدہ علیہ  
 کہ از اہل حق نگفتہ کہ یکہ بجای دیگر است نمی بینی کہ در مذہب بلہیت نماز عاشورہ وارو  
 المختصر فرمود مصیبت جناب خامس آل عبا علیہ التحیۃ والثناء ادا کردن نماز خواندن مرتبہ  
 کار موہنین است اہل سنت و جماعت را نہ بسوے نماز التفاتی و نہ بر مرتبہ سرکاری و نہ مرتبہ  
 بے جبری و شکایت بیان نمیشود بلکہ سر اسر حال جبر و شجاعت حضرت و ظلم نرید بیان مرقوم  
 و منظوم قال مخاطب قال اور سرے نکلتی ہے اقول و یستعین کلام بے نظامش  
 مرد دوست بدو و جاول آنکہ غنا و مذہب امامیہ حرام است دوم آنکہ اگر کسے از عوام مذہب  
 خواندن و شنیدن مرتبہ بہ غنا میشود حال او کہ است از حال صحابہ کہ بروایت اہل سنت و

و جماعت غناباغی می شنیدند چنانچه در مدارج النبوة ص ۳۹ مندرج است گفته اند قایلان  
 بابا حجت که روایت کرده شده است غناباغ و سماع از جماعت کثیر از اکابر صحابه که در ایشان چند  
 از عشره مبشره اند و جمیع غیر از تابعین و تبع تابعین و دیگر علمای شیعیان علمای دین  
 که از باب این خبر در تفسیر و علم و عبادت بوده اند و نقل کرده شده است درین باب از  
 ایشان روایات و حکایات که کفایت در آن و بیشک معلوم گردد که ائمه دین و اکابر  
 اهل یقین مختلف بودند در آن اما عبد الله بن جعفر رضی الله عنهما سماع غناباغ و سماع  
 و مشهور است و نقل کرده است از اکابر که اسحاق کرده است درین سلسله از فقهاء و حفاظ و اکابر  
 تواریخ و ابن عبد البر استیعاب گفته نمیدرسد غناباغی و بود امیر المؤمنین در آن زمان  
 عمر و علی ابن ابی طالب میرفت وی رضی الله عنه در خانه جمیل که از غنیات بود و گویند خود  
 بود که گفته نگذرد بر ای همه کسی که در خانه خود پس گفتی کردی و خواست که بیاید در خانه  
 و رضی الله عنه و شنواند او را و کفارت دهد ازین خود پس منع کرد و رضی الله  
 عنه و از آن و گفته اند که بوده اند عبد الله بن جعفر را جواری که گفتی میکردند و خود می زدند  
 برای و استی قال مخاطب مخوم هوا که تغریب من مرا از منی صبری است که حبس می اندازد  
 ساتھ چو تاسه ای و از بمر دن او را سامون کے طریقہ اور خدا کے حکم سے کہ محبت میں نما  
 پڑھنا اور صبر کرنا ہے مخالف ہی اقول و بتستعین از روایات سابقه و توضیح پیوست  
 که تغریب داری عین صبر است و امری خلاف صبر در آن نیست و گریه و زاری را خلاف صبر  
 شنوان گفت بل هر آنکس که گریه و زاری را به صبری میگوید یا بمعیت خدا و پیروی رسول  
 بر اصل و در قال مخاطب لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات بل احياء و انک لا تدریون  
 او را نه که وجو را جای است که راه مین که مردی مین بلکه زندی مین لیکن نکو خیر مین  
 بدی که زانی کے بعد صحابه شهید دن پر افسوس و در غم کرتے تھے کہ دیکھو فلاں نے فریاد کیا  
 دیا اور دنیا کی لذت سی محروم ہوا سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو کوئی اللہ کے راہ میں گیا

اوسکو مردہ سمجھا کر سپر افسوس و ماتم کرنا چاہیے **اقول** ویتعین مخاطب والا نشان درینجا آخر اس کے  
 غریب و فاجعہ عجیب زاریہ و لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات برآورده پیغمبر اید جو کوئی اللہ  
 کو راہ میں مارا گیا اوسکو مردہ سمجھا کر سپر افسوس و ماتم کرنا چاہیے و ظاہر فقرہ سپر افسوس و ماتم چنانچہ  
 از اسیر و طبع حضرت مخاطب میباشند لکن افسوس و ماتم کردن جناب رسالت اب صلعم بر حضرت حسنہ  
 رضی اللہ عنہ ثابت است **قال** المخاطب کیونکہ وہ اللہ کے پاس زندہ ہیں اور اپنی زندگی کا جہانیں کجی  
 ماتم نہیں کرتا پیغمبر اللہ کے زندہ پر کیون ماتم کرے **اقول** ویتعین اپنا ادا و نموده مدفوع است بخیر و جہ  
 اول آنکہ اگر شہداء نزد اللہ تعالیٰ زندہ اند اگر حکم زندہ برآندا و دنیا جاسی کردن خدا الشریعہ نمیتواند شد و الا تقسیم  
 نکرده و غیره و دفن و کفن و کاح ازواج شہداء جائز نباشد و احکام صوم و صلوة و حج و زکوٰۃ و عبادت جاری باشد  
 و در عالمیکہ دنیا احکام مردہ از قبیل کفن و کفن و کاح ازواج و غیره بر شہداء جاری باشد گر یہ و کجا چلو و جہان  
 روانا باشد و دم آنکہ اگر یہ مخصوص بہ میت نیست بلکہ بر زندہ نیز سبب مفارقت گر یہ وزاری جائز است  
 زیرا کہ حضرت یعقوب بن یحییٰ از مفارقت یوسف علیہما السلام چندان گریست کہ ہر دو شہانش سفید شدند  
 اور انوار ہند شہید عطا شد سوم آنکہ جناب محمد مصطفیٰ صائم روز زندگی خود بعد دریافت حال شاد و تبت جناب  
 امام حسین علیہ السلام بسیار گریہ کردہ اند و سند آن از سر الشہداء و من گذشت و نیز ظاہر کہ آنحضرت را غلوم  
 بود کہ جناب امام حسین علیہ السلام در خیر شاد و تبت خواہند یافت بلکہ در الوقت زندہ بودند پس بنصورت  
 بر زندہ دنیا بد دریافت خبر شاد و تبت کہ عبارت از زندگی اخروی است گر یہ جائز و رواست و این فعل  
 آنحضرت را صلعم مخالف آیہ گفتن کاریجیا است **قال** المخاطب مگر ہاں اتنا فرق ہو کہ اللہ کے زندہ کی  
 جسے ملاقات نہیں سوا سکویون سمجھو کہ حبیب کوئی تمہارا بزرگ یا قریب کسی ولایت و دوست نہیں ہو گیا  
 ہوا و تم سنو کہ وہ دیان صحیح و سلامت چہن مین ہے تو البتہ یہ حال شکر اسکی سفر کی مصیبت کو یاد کر کے  
 ہرگز ماتم نہ کرو کہ انضر اب اسطیح امام علیہ السلام کا حال کہ اللہ کی راہ میں شہید ہو کر سمجھو اور انکو  
 زندہ جان بوجہ کہ بی صبری کے کام نہ کرو **اقول** ویتعین بخیر و جہ و طاست اول آنکہ شیخ عبدالحق  
 دہلوی و درعاج النبویہ فرماید کہ حیات انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم جمعین متفق علیہ است بہا

علماء ملت و تکیس از خلافت نیست و بدان کامل تر و قوی تر از وجود حیات تسلسل و تقالیم فی سبیل الله  
آن معنوی اخروی است خداوند حیات انبیا حسی زیادی است و احادیث و آثار و افعال و افعال  
چنانکه مذکور گردید یکی از آن حدیث است که ابی جحلی ثقیل قنات از روایت انس بن مالک نقل می کند که  
قال قال رسول الله ﷺ الا نبیة احياء في قورهم يصالون الخ لث و چون زنده بودند جناب سرور  
کائنات به حیات کامل تر از شهدا را با عقرات محدث و ملوی ابو صبح پیوست اکنون گریه و زاری و فزای و فزای  
زنده و فرزندان و اهل بیت کرام و لذو راجح نبی آخر الزمان و حضرت خضر رسولان و انسان با اتم جناب عالم  
صالح گوشتی را نیتنید و در راجح النبوة در صفحه ۱۲۰ نوشته پس ملک الموت روح اطهری را صلوات بر  
و با علی علین بر و گفت یا محمد یا رسول رب العالمین و از علی بن ابی طالب رضی الله عنه است که  
گفت من از جناب آسمان آواز و امجد می شنیدم که ملک میکروا و بعد از آن میگوید بصحت سید که چون  
آنحضرت صلوات بر و صلوات نمود و ظاهر بر اندام هر کرد و زاری نمود و فرمود یا ابتاه دعوت حق را اجابت فرمود  
و ابتاه بجنب الفردوس نرفل نمودی و ابتاه غیر مرگ ترا بجزیر کبریا رساند و ابتاه بعد از توحی بر که آید  
و جزیر کبریا آید خداوند را بر ج کبریا و با صله و وسطه بنویسد و عایشه صدیقه فخری الله  
تیز زاری میکرد و میفرمود در بیخ از آن پیغمبری که فقر را بر قنار و دریشی را بر تو نگری اختیار کرد و آن تو  
صفحه ۱۲۰ آورده و در آمد روی اشهب الارجیم پیغمبر محبت خضر علیه السلام پس گذشت کرد و  
مردم را و بگفت انتهی دوم آنکه خاصان جناب باری عزرا سمع و را اتم جناب سرور کائنات صلوات  
بکمال خلوص با وصف مرد صالح و ادم و استمرار و زریده اند چنانچه در راجح النبوة موجود است که  
روایت است از زید بن اسلم گفت بیرون آمدن شری برای حرات خلق پس در بیخ را و فزای و فزای  
بیز و ششم راوی گوید میگوید علی محمد صلاوة الابرار صلی علیه الطیبون الاخیار قد کنت قریبا کما  
بالاسحار بالیت شعری و انجبا یا احوار اهل یحیی و حبیب الدیاد و سیکند آنحضرت را صلوات بر و اطهار شوق  
میکنند بقای او پیش است عمر و گفت اعاده کن قول خود را پس اعاده کرد بصوت حزین و گریه کرد و گفت  
سوم آنکه جناب فاطمه زهرا صلوات الله علیها مدت حیات خود را اتم آنحضرت بودند و شادمان و شادمان

کہ شیخ نے یہ الحق و مراجع النبوة گوید کہ بزرگداشتن آنحضرت صلعم بزرگداشتن خدا را کسی خدا را نہیں  
 الخیر و یسای مخاطب از وہام این تا تم انجی جواب خواہند گفت ما نیز بیان جواب بعینہ خواہیم داد  
 قال الخیر ایہ ولنا بولکم شیء من الخوف والجمع ونقص من الاموال والافس والافس  
 الذين اذا صابهم مصيبة قالوا انا لله وانا اليه راجعون ترجمہ اور التبیہ  
 از یاد نیکے تا کو کچھ ایک دوسے اور بھوک سی اور مالوں کے اور جانوں کے اور مسود کے نقصان سی اور خوشی سنا  
 صبر کرنا اور اگر جب کو کچھ پیچیدگی ہو مصیبت کہیں ہم اللہ کے مال میں اور بیکواسی طوف بھرجانا ہو آید اولئک  
 علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولئک ہم المہتدون ترجمہ ایہ لوگ نہیں ہر شے باشتی ہوا کو کسی  
 اور ہر مانی اور پوچھیں راہ پرفت اس آیت سے بخت فائدے اور حکم بوجہی گئے کہ جب کسی پیغمبر یا  
 امام کا اسطر حکمی مہینہ نہیں جو آیین مذکور ہو نہیں گرفتار نہ ہوا معلوم ہو یا اب کوئی مسلمان گرفتار ہو تو  
 اوس کا اللہ کی آزمائش سمجھی اور اس میں صبر کرے اور انا اللہ ٹھہرے اقوال و پستین مخاطب و شیخ  
 طرہ خطافہ فرمودہ چہر مسلمانان و ارا بنیاد و اصیا علیہم السلام شروع بلگا ہی بسبب آزمائش کا ہی بوجہ  
 نہایت اعمال قصہ و مخاطب فقط ایک قسم بیان ساختہ و ہو کما ترے قال الخاطب اور واقعی ہو کہ دوست  
 کی آزمائش میں خواہ اپنے اور خواہ اپنے کسی بزرگ اور قریب پر ہو کہ تم اور بی صبری کے کام کرنا نہایت  
 خاصی اور دوستی ہو چہا پنا ہے اقوال و پستین محصل کلام بلاغت نظام مخاطب ہیں کہ گریہ و مصیبت  
 بی صبری است و ان محل نظر است چند وجہ اول آنکہ چون جناب خاتم النبیین صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 بیہا لم تھا خواندہ گریہ فرمود و خیال نہ در مراجع النبوة صفحہ ۴۹۴ نوشتہ آنحضرت فرمود بیدانید و آگاہ باشد کہ  
 مراجعہا لم تھا خواندہ اند و امر کردہ اند و پیش و تحمید و استغفار و در گریہ شد گفتند یا رسول اللہ از موت سبقتی  
 و بہ تحقیق از مریدہ است خداوند تعالی گذشتہ و آیندہ تر از فرمود و این ہول المطلاع این ضیق القبر و ظلمۃ  
 اللحد و این القیترہ والاہوال الخ دوم آنکہ از عبد اللہ بن مسعود روایت است کہ آنحضرت صلعم پیش از وفات  
 خویش کیا ہوا از فوت خویش خبر داد و احوال صحابہ را سنانہ عایشہ خواند و چون نظر مبارک کش برافشاں و در گریہ  
 لذاتی مراجع النبوة پس کمال شہجہ لایح شد کہ بوقت نقصان النفس بغیرہ گریہ کرد ان مبالغہ حکم خدا نیست بلکہ حق

معمول رسوال خداست سیدم آنکه بوقت استماع خبر وفات جناب پیغمبر خدا صلی الله علیه و آله حضرت ابوبکر سید مرتضی فرموده اند  
 پس تحقیق مخاطب بنشینان را انجمنی از آریه و یک عیلم صلوات من در جم الخ نخواهد بود و هو کما تری مگر آنکه  
 گفته شود که این مصیبه وفات پیغمبر را صاحب حق ابوبکر بعهده ذات شان بود و نه مصیبت بزرگ شان و سید مرتضی  
 ابوبکر آنکه شیخ عبدالحق و بلوی در کتاب دراج النبوة ج ۱ ص ۱۴۴ میفرماید لیکن متعجبم شما و نیا را که نجیب  
 و در آن در وقت انصاف و بلاک شود و یغیا سخی بلاک شد تا کسانیکه پیش از شما بوده اند و از ابی سعید صدیقی رضی  
 آمده است که رسول خدا صلی الله علیه و آله دست بر میسر و گفت که بخیر گردانید خدا تعالی بنده از بزرگان خود را میان آنکه  
 بدید و از زیبا و زینت حیات دنیا را و میان آنچه ترا دوست تعالی از اجز و ثواب آخرت پس را اختیار کرد آن  
 بنده خیر را که ترا دوست و غایت نکرد و در دنیا پس بگسیست ابوبکر صدیق بنشینان این خبر و گفت پدر آن  
 و مادر آن مافدای تو را دید رسول الله و گفت مردم به بنده سخی این شیخ پیغمبر مملک از حال بنده از بزرگان  
 خبر میدهند و می گویند انتی قال مخاطب خصوص و متوجهین که دوست که در آن ماموی تو را و سخی صدیقی  
 چایس و در می سبب که انبیا اولیا بر بی سبب مصیبت گذرین و در می راضی بر خدا و صاحب بر قضا و سبب  
 اقوال و بختین و اما خاصان جناب باری عز اسمه پانصد و شصت و شصت صلوات علیه و آله و سلم و آنکه که تصدیق  
 اطهار غریب و بیچارگی که لازم حال زندگی است و اضطراب و تغییراری که از شدت مرض و مصیبت آن مافدای تو  
 دیگر است و داخل خرج و فرسخ و کر است بلا و شکایت از میلی نیست کما فی الدراج النبوة قال مخاطب که سینه  
 نهین کیا که مصیبت کیو اسطی خواهد اسطی او پر پوخواه است قریب بزرگ برنی بار او و ملی بار او را مام بار  
 بنایا هو او را همین تفریه که که او مرتبه که چایی کوئی او در سینه یا هو اقوال و بختین مخاطب سخی و در مقام  
 بجز لفظ طعن و تشنیع کرده اول آنکه مصیبت ذات خود یا قریب و بزرگ خود تعمیر کردن مکان و مردم داشتن  
 تفریه سوم گفتن مرتبه چهارم غم از آن تخم دست بر سر و سینه زدن و اینها همه تفریه است زیرا که تناسخ فی  
 در میان اما سید و اهل سنت است که گریه و بکا بر جناب امام حسین علیه السلام موجب اجر و ثواب است و  
 یا بدعت و ضلالت و در صورت اعلی اتفاق و مجلس برای آن و ذکر و کتاب آنحضرت در آن با نرسد و یا بدعت  
 و بدعت است بهر و شوق ثانی ستمند اما میباید گفتن اولین قائل در آن ثابت است بوجه اول آنکه



امامیه و درین باب امامیست کثیره اند که بطریق البیت مروی شده و ایراد جمله آن بنیابت دشوار است و از جمله  
 ما لا یدلک کله لا یدلک کله بر نقل خبر حدیث القاسم و دیگران که من ذکر الحسین ۴ فخرج من عینیه  
 و لو یقتدر جناح الذنابة کان ثوابه علی الله دوم آنکه قال لیاقر ۴ ایما من ذرفت عیناه علی مصنا  
 جلد الحسین حتی تسيل علی خده بواه الله الجنة غفر الله لهما احق با سوم آنکه قال لیاقر ۴ ایما من ذرفت عیناه علی مصنا  
 دخل شهر المحرم لایری ضاحکا فاذا کان العاشر منه کان ذلک الیوم یوم مصیبتیه و حزنه و بکاؤه  
 الیوم الذی قتل فیہ جدی الحسین ۴ چهارم آنکه حکیه عن عبد الخضر اعی انه قال دخلت علی سیدک  
 و مولای علی بن موسی الرضا فی مثل هذال الیام قال لی مرحبا بک یاد عبدی ثم انه و سعل  
 فی مجلسه و لجلسنی الی جانبیه ثم قال لی احب ان تنشد فی الحسین شعرا فان هذال الیام  
 ایام حزن کانت علینا اهل البیت و ایام سرور کانت علی اعدائنا خصوصا  
 بنی مایاد عبدی و ابکی علی مصائبنا و لو واحدنا کان اجره علی الله یاد عبدی من ذرفت عیناه علی مصنا  
 حشره الله معنا یاد عبدی من بکا علی مصائب الحسین غفر الله ذنوبه البتة ثم التفت الی  
 وقال ارت الحسین فانت ناصرنا و ما دحنا فلا تقصر قال عبدی فاستعجرت و سالت عبرة و انشأ  
 و چون مرثیه طویله فی استندابیک شوالکفار فتمت پنجم آنکه قال الصادق ۴ من لم یحزن علی مصائبنا فلیس منا  
 و دوم آنکه جناب پیغمبر خدا و علی مرتضی در مصیبت جناب امام حسین گریه تیراند و ترجمه صواعق محرقه از ابن ماجه روشه  
 کرده که وقتی اصحاب نزد رسول الله صلعم بودند و درین اثنا آمدند جنین و چون رسول الله صلعم ایشانرا دید یک  
 از چشمان مبارک وی ریخت و رنگش خضرت تغییر یافت آنخ و ذلک الصواعق هکذا اخرج ابن سعد عن  
 الشیخ قال مر علی رضی الله عنه بکربلاء عند سیره الی مصنین و حادی فینواقریه علی الفرات فقف  
 و سال عن اسم هذال الارض فقیل له کربلاء فکی حتى بل الارض من دم و حه و قال دخلت علی  
 رسول الله و هو یبکی فقلت یا سیدک فقال لعل عندی حزن الیضا و انجز لی ان ولدت الحسین فینزل الشیطان  
 الفرات ۴ من یحزنه یقال کربلاء ثم قبض جبرائیل فقبضه من الشیطان فانیض علیه السلام علی ان فاضنا اتی یوم کربلاء  
 بشما و ان ابن جبرئیل امیر المؤمنین علی الرضا و سروده که شهادت بنابر امام حسین علی آسمان روزین گریه نمود بکرو

امامیست کثیره اند که بطریق البیت مروی شده و ایراد جمله آن بنیابت دشوار است و از جمله  
 ما لا یدلک کله لا یدلک کله بر نقل خبر حدیث القاسم و دیگران که من ذکر الحسین ۴ فخرج من عینیه  
 و لو یقتدر جناح الذنابة کان ثوابه علی الله دوم آنکه قال لیاقر ۴ ایما من ذرفت عیناه علی مصنا  
 جلد الحسین حتی تسيل علی خده بواه الله الجنة غفر الله لهما احق با سوم آنکه قال لیاقر ۴ ایما من ذرفت عیناه علی مصنا  
 دخل شهر المحرم لایری ضاحکا فاذا کان العاشر منه کان ذلک الیوم یوم مصیبتیه و حزنه و بکاؤه  
 الیوم الذی قتل فیہ جدی الحسین ۴ چهارم آنکه حکیه عن عبد الخضر اعی انه قال دخلت علی سیدک  
 و مولای علی بن موسی الرضا فی مثل هذال الیام قال لی مرحبا بک یاد عبدی ثم انه و سعل  
 فی مجلسه و لجلسنی الی جانبیه ثم قال لی احب ان تنشد فی الحسین شعرا فان هذال الیام  
 ایام حزن کانت علینا اهل البیت و ایام سرور کانت علی اعدائنا خصوصا  
 بنی مایاد عبدی و ابکی علی مصائبنا و لو واحدنا کان اجره علی الله یاد عبدی من ذرفت عیناه علی مصنا  
 حشره الله معنا یاد عبدی من بکا علی مصائب الحسین غفر الله ذنوبه البتة ثم التفت الی  
 وقال ارت الحسین فانت ناصرنا و ما دحنا فلا تقصر قال عبدی فاستعجرت و سالت عبرة و انشأ  
 و چون مرثیه طویله فی استندابیک شوالکفار فتمت پنجم آنکه قال الصادق ۴ من لم یحزن علی مصائبنا فلیس منا  
 و دوم آنکه جناب پیغمبر خدا و علی مرتضی در مصیبت جناب امام حسین گریه تیراند و ترجمه صواعق محرقه از ابن ماجه روشه  
 کرده که وقتی اصحاب نزد رسول الله صلعم بودند و درین اثنا آمدند جنین و چون رسول الله صلعم ایشانرا دید یک  
 از چشمان مبارک وی ریخت و رنگش خضرت تغییر یافت آنخ و ذلک الصواعق هکذا اخرج ابن سعد عن  
 الشیخ قال مر علی رضی الله عنه بکربلاء عند سیره الی مصنین و حادی فینواقریه علی الفرات فقف  
 و سال عن اسم هذال الارض فقیل له کربلاء فکی حتى بل الارض من دم و حه و قال دخلت علی  
 رسول الله و هو یبکی فقلت یا سیدک فقال لعل عندی حزن الیضا و انجز لی ان ولدت الحسین فینزل الشیطان  
 الفرات ۴ من یحزنه یقال کربلاء ثم قبض جبرائیل فقبضه من الشیطان فانیض علیه السلام علی ان فاضنا اتی یوم کربلاء  
 بشما و ان ابن جبرئیل امیر المؤمنین علی الرضا و سروده که شهادت بنابر امام حسین علی آسمان روزین گریه نمود بکرو

فصلی است با کبار چنانچه در ترجمه صواعق محرقه از ملا روایت کرده که علی بن موسی قاسم حسین گذشت و گفت لشکر  
 از آل محمد صاعق درین ارض کشته خواهد شد که آسمان و زمین بر ایشان گریه کند تا آنکه چاهم آنکه جناب حضرت  
 بنهاد و هزار فرشته را برای گریه بر قبر مظلوم کرد بلا شمعین فرموده که ازانی غنیمت الطالبین بعد القادری الجلالی بنجم  
 آنکه شاه عبدالعزیز دهلوی در رساله سرالشمس و تین از بقایار کجا و خزان و تذکره وقایع مذکور درین است  
 تا قیام قیامت اقرار نموده حیث قال لم یطلع الحاضر من الغائبون علی وقوعها بل باقیام الیکما و الحزن  
 المستمر و تذکره تلك الوقایع الهائلة فی امته الی یوم القیامه ششم آنکه شاه صاحب بنوری در  
 عشره محرم در مجلسی در آنجا نه خود و یک مجلس بحضور آنکه شاه با و شاه معتمد ساخته مصائب جناب امام حسین  
 بیان نمودند و فقیر نیز بارها شریک مجالس کوره گردیده و لطف بیان شاه صاحب شنیده چون مقدمه اصلی  
 بنحو تیرین وجهت است گشت لهذا اکنون عثمان شنبه ریضا مدیسوی تر وید اتوان محطاب تحلف بیایم اولاً  
 مسکن پس بدانکه قصه سرکان در نفس الامری است و صباح و احدی را در آن مجال و دم زدن نیست علاوه بر آن  
 جناب سیده النساء علیها الصلوات والسلام و حضرت یعقوب بن حمیر خراسانی بیرون شهر ترتیب داده  
 بودند چنانچه وفات ایشان ازین ذکر شحون و الفضل ما شهدک به الاعداء از منظر ابرار آنکه برار نبی خا  
 و وفات او برای ترتیب مجلسی که شریف و توجیه می دان تیار و موجود است و در ده مخزن بروایت بلال می روی که  
 بران حضرت پیشمی که گردید پنجم و نوح را نخواهد دید و دنیا و آشتن تفریه اوله و از تفریه داری و رجعت سابق گذشت  
 فتذکره لا تعقل نانا انما افقن مرثیه اگر چه پیش ازین نبوت مرثیه گفتن ایشان گردیده که احدی را مجال آنکارا قی نیست  
 مگر برای اطمینان قلب ناظرین سندی درین جای می آید یعنی شیخ عبدالحق دهلوی در تاریخ النبوة به صفحه  
 ۵۲۵ - میگوید و هر کدام از ابلت آنحضرت و صیای عظام مرثیه و وفات آنحضرت صاعق در سبک نظام کشید  
 انتمی را با غمناوری و سبب امامی عظام است مگر بظاهر که در سبب ابلست قضا ممنوع نیست حتی که بعضی تفران  
 اگر چه لغو این معنی باشد باین روایات و اسناد و روایت کرده اند خدا و سماح آن از جماعه کثیره از اکابر صحابه  
 که در ایشان چند از عشره مبشره اند که ازانی تاریخ النبوة قضا است بر سر و سینه زدن با فقراتی میگویم  
 که چون بروایت ابلست و جماعت ثابت است که در اتم آنحضرت بلال دست بر سوزان و فریاد کنان

به سید محمد کاظمی مدارج النبوة و جناب سیده دوست بر سر زبان از خانه بیرون دوید و میگفت چنانچه در  
 مدارج النبوة آورده که او از شیطان که بقتل محمد صائم ندا میکرد و بدین سبب تا در خانه های بدین تیر نشیند و در  
 خاطر بر ارضی الله تعالی چون این آواز شنید و دست بر سر زبان از خانه بیرون دوید و میگفت و هم زبان  
 با شمعینا ایستاد و چنین معلوم میشود که زهر آواز شنیدن این آواز از بدین سبب است که سید باقی است و این  
 تشنه نمودن چنانچه است **قال** مخاطب او الله تعالی نه قرآن شریف مین شتر جگه سوزیاده صبر کنی صبر کنی  
 کی در او ثواب صبر کنی که ایضا فرمایا و او را تم که نیکو صیبت مین یک جگه صبر کنی در اساقب کنایه او که  
 بی دلی امام کیواسطه ماتم مخصوص مین کیا **اقول** و بنشین چون مخاطب صبر کنی صبر کنی صبر کنی صبر کنی  
 بار بار در خطبه ای افتد و مردم را اغوا میکند و نمیداند که در صبر غری و شرعی فرق است بسیار و اگر چه در یکجا  
 صبر شرعی نیست بلکه در گریه و زاری رتبه ندان آنکس که اعلی رتبه صبر و استقامت میشود و چنانچه در مدارج النبوة  
 از آنحضرت آورده که البکاء من الوجهة و درود مخزن بر روایت بلال مرقوم که بر آن حضرت صلوات جمعی که گریه  
 آن چشم اش و فرخ را تحوّل و دید آنکس ارشاد فرماید که بعد گریه و زاری انسان داخل زمره صابران میباشد  
 یا در صورت اولی آنچه حق تعالی توصیف صبر بقرآن شریف فرموده آنهم برای گریه کنندگان میباشد و وجود است  
 و بحالت ثانیه یعنی خسته گویم که آنحضرت صلوات بر او در صیبت گریه فرموده اند و شواهد آن سابق گذشت **قال**  
**قال** مخاطب او حدیث مین آیا است که صبر نصف ایمان است و او را تم که کسین چالیسوان حصه صبر ایمان است که  
**اقول** و بنشین اگر از ماتم گریه را گرفته که ما هو الظاهر پس حدیث البکاء من الرحمة موجود است اگر امری دیگر  
 داشته فعلیات البکاء و علینا التسلیم و الرب البرهان **قال** مخاطب او پیغمبر خدا فرمایا است که جو  
 سلمان بصیبت مین جوع فریاد که مقام مین کلمه که انا لله بار بار بگو انا لله و سکو ایچا بدلا اوس صیبت کا  
 او را جزو ثواب اسکا ذخیره است **اقول** و بنشین فی الواقع گفتن انا لله ثواب ندارد و جوع و فریاد منع مگر  
 گریه در صائب غافلان خدا تیراج و ثواب ندارد که میان آن از حیث فایده شکسته رقم حال است طرفه آنکه در  
 مدارج النبوة مرقوم و فاطمه دختر خود گفت یا رسول الله پدر من کو خواهم فرمود که من پدر تو باشم گفت یا رسول الله  
 ازین سخن بوی بخور یا سید و او شکر زد و دیده وی زیر آن گشت و یاران تیر مجرای نفقت او در گریه و زاری و زاری



زنان از خانه شمره شنید رسید که این چهاروازا است گفتند زنان انصار بر نعم تو میگردید پس دعا کرد و آنحضرت و فرستاد  
 رضی الله عنکم و عن اولادکم و اولاد اولادکم انتقمی و درم زبان خلافت جناب عمر ابن الخطاب سبانی پیش پای او از  
 عزیزین مضامین شوق بقدر آنحضرت میگفت حضرت خلیفه ثانی بوقت پاسبانی استماع آن کرده نشست و دعا  
 قول از آن ضعیفه خواست پس اعاده کرد و بصوت حزین و گریه کرد کما فی مدارج النبوة سیوم نئی از عاتشه التماس  
 کرد که قبرش را رسول خدا صلعم بر پای من بکشای پس بکشد و عایشه گریه کرد آن زن تا جان بقا بعض ارواح و ادبایا  
 این گریه و برفی است که تا جان نداد و دست از آن برداشت کذا فی مدارج النبوة صفحه ۴۸۴ - چهارم چون  
 زمان وفات آنحضرت صلعم قریب تر شد صبر بیل بر پیغمبر جلیل گریه نمود و چنانچه در صفحه ۴۸۵ اندراج النبوة مرقوم است  
 که آنحضرت فرمود ای ملک الموت قبض روح من نکنی تا زبانی که باور من جبریل علی تر و من نیاید پس جبریل  
 آمد گریان را پنجم در کتاب مدارج النبوة صفحه ۴۸۵ آورده نقل است که در آن ساعت ابو بکر در خانه خود بود  
 که در حال شوق غمناکی مدینه بود چون ازین واقعه خبر یافت سوار شده و تبخیل روی به حجره عایشه آورده و در راه میگفت  
 و میگفت واه محمداه و انقطاع لهما راه تا پیوسته شریف و آمد دید که مردم پریشان حال اندید هیچ کس منتظر نشد  
 و سخن نکرد و به حجره عایشه و آمد و در بار مبارک از روی شریف برداشت و بر پیشانی نورانی بوسه داد و در  
 روایتی که نهاد و من خود را بدین مبارک و بوی رسک داد و گفت و انتباه و بعد از آن سر بر آورده و بگریست  
 بار دیگر بوسه داد و گفت و اصفیاء باز سر بر آورده و بگریست بار دیگر تقبیل کرد و گفت و اخلیلا و انتهی ثانیاً و تریزید  
 نبوت ان چنین قدر پس که هر یک از اهل بیت کرام و صحابه عظام مرثیه ها و وفات آنحضرت صلعم در سبک  
 انتظام کشیدند و قول عبد الغفریر دلهوی و نهف الهوائف بالمرائی و فوج الحزن و کجا بهم اوان لیل است برنگه  
 مرثیه های جناب مظلوم که بلا علیها التحیة و الثنا از آواز غیب شنیده میشد فلانکس من الغافلین ثانیاً تفریر و حو  
 نبوت آن که رگ زشت فتد ذکر قال مخاطب اب ای مسلمانان حب مگو حضرت امام کی مصیبت یاد آو  
 احوال بن تعین و در مقام به عجب لباس عبارت آورده یعنی حب مگو مصیبت یاد آو و صان ننگو یاد  
 آوردن مصیبت آنحضرت صلعم جائز است و سباح و یا بدعت است و ضلالت و قول امام غزالی سیرم علی الواسط  
 و غیره و نقل الحسن الحسین و حکایتی از امیر المؤمنین علی بن ابی طالب و التناجی و التماس فی پیوسته الی افضل الصلوات

منهم دلیل است بر اینکه یا در آن مصائب جناب حسین علیهما السلام تذبذب یا نیست ممنوع است و مرام و  
 علت آن همان است که غرض از آنست که فانی هیچیک از بعضی اصحاب چنانچه جناب علامه و ملامی علیهما السلام در نزد منبر  
 و چون خلافت برید فریض خلافت معاویه و آن فریض خلافت عثمان و آن فریض خلافت شعیب بود و سبب فتنه و انما  
 فریض که مقتضی آثار اصول بودند شقاق و نفاق اصول بر یکسان شکست گشت و بر همین جهت برخی از اصحاب  
 است که من نرید جایز نمیکند از دنیا بعت ترقی با علی و ابا علی نه شود و علامه تقی زانی و شرح مقاصد فی سیر  
 فان قیل من علماء المذهب من لا يجوز الا لعن علی بن ابی طالب مع علمهم بأنه یستحق بقلنا تحقیقا من ان ترقی الی  
 الاعلی فالاعلی کما هو شعار الروافض یروی فی ادعیتهم و یجری فی اندیتهم فرای المعتنون باموال الدین  
 الخمار العوام بالکلیة طریقا الی الاقتصار فی الاعتقاد بحيث لا تزال الاقدام علی السوء ولا  
 ولا تضل الافهام الی الا هواء الامن لا یخفی علی الجواز والاستحقاق و کیف لا یقع علیها الاضطرار  
 و هذا هو السر ما نقل عن السلف من المبالغة فی عجانة اهل الضلال و سد طریق لا یوفران یجری الی الفناء  
 فی المال مع علمهم بحقیقة الحال و حقیقة المال و قد کشفنا ذلک حین اضطررت الاحوال و اثره فی الاضطرار  
 و حیث لا یقع الحال المشکک الی الله الکبیر المتکالی کلامه و نعم ما قیل ربانی دل است محبت حسین بن علی است همان  
 عاشق طلعت حسین بن علی است و خصیت البلیت بر خلق جهان بنامت ز شهادت حسین بن علی است و در بیان  
 دارم که روایت باین مضمون از یکی از ائمه مضمون مایم السلام و در ویافته چون بمقتضای نیزگی و پروان گردید  
 سپهر نو فلان هنگام تحریر این مقام کتابی از کتب احادیث امامیه حاضر بود و لا بصره ذکر حاصل مضمونش از شوق  
 شمس الفیضی الکفارته میفرماید نظم از جهان چون رسول کرده منفرجه فتنه زده و بر یکدیگر حق و باطل همه گشته  
 تمام تاریک با سحر امیخت و انتاب از میان چه حست کنار و روز اهل زیاده شست اهل اهل اهل شیدا  
 هوا و اهل حق ملک اسیر ملا و شد شقی بر سعید حاکم و میر و جای رویه شد چمن گم نشیر و سنگ و گور بر یک هوا گشته  
 بوم همایه با گردید و از برای صلاح ملت و دین و آل خاتم شد در خانه نشین چه گیمه که این دو دار و از برای  
 و اود قمریه از نظر ای خلق گشت نماند از دین همین تن بچیان چه رفت از یاد آن گروه و فصل و شرف  
 قدر البلیت رسول و این حسین علی با بر خدا حق و باطل زیم نمود و جدا ترک بیعت نمود و چون بریزید و شرف خود



تا عذر نیارید باینکه من کتاب پروردگار را بلی نیت خود را در میان شما خوانم گذشت انگاه دست علی رضی الله  
 عنه گرفته بلند ساخت و فرمود هذا علی مع القرآن والقرآن مع علی لیسفترقان حتی یرد علی الخوض فاسألها  
 ما خلقت فیها من بعدک یعنی این علی باقران است و قرآن با علی است از یکدیگر جدا نخواهند بود تا وقتیکه وارد شوند برین  
 در بعضی پس از حال ایشان خواهم پرسید که با ایشان چگونه سلوک کرده اید بجز از من امتی و جناب علامه و لهوی طاب  
 شاه و زینبیه میفرمایند از مجلس سلوکی که عظمای اهل بیت رسالت نموده اند انداد و اعانتی است که حضرت  
 ابوبکر با تشاه جناب فاروق که با تخلف و خصم اشرف و افضل صحابه بودند با حضرت سیده النساء خاتمه زهره را که گفت  
 فاطمه یعنی من از آنقدر ازانی یعنی رسول خدا بیکر گرفته سید الورا است نموده که باغ فدک و دیگر حقوق آنحضرت  
 را غضب نموده سجدی آنحضرت را از زده خاطر ساخته که تا اینکه در تعید حیات بود باو سخن گفت و وصیت فرمود که بر  
 بخانه اش حاضر نشوید چنانچه صحیح بخاری و صحیح مسلم و دیگر کتب معتبره احادیث و تواریخ آن فاطمه را میگرداند  
 و اعانت عایشه و طلحه و زبیر و عبداللہ بن زبیر و دیگر مردم آن بلکه است که عظمای اهل بیت را در حضرت امیرالمؤمنین  
 که سر و قضا اهل بیت رسالت بودند نموده اند از نظر من التفسیر این ملامت است همچنین صحابهات سنی و بنانی و شاطرا  
 علمی و دلسازی که معاویه بن ابی سفیان را که با سندن او احوال المؤمنین باعث قتل خدیجین هزار کرد که از ولایان و پیغمبران  
 آنحضرت گردیده و عداوتهای او با حضرت امیرالمؤمنین و اهل بیت علیها السلام از غایت شرمته محتاج بیان نیست  
 بیک صفین شام بدل نفی و اتفاق او است و سب حضرت امیرالمؤمنین علیه السلام در عهد کمریت خود و اقرار نمودن  
 خود هم آنجناب را سب می نمود و مردم را بر این تخریص میکرد و شیخ جلال الدین سیوطی در کتاب بدور سافره روایت کرده که  
 حضرت امام حسن مجتبی علیها السلام او را مخاطب فرموده فرمود انت الساب لعلی الحدیث و ترو بعضی طبیب  
 باین کلام معاویه بن خدیج است مگر این اثیر و جامع الاصول از صحیح مسلم و ترمذی روایت کرده ان معاویه بن ابی سفیان  
 امر سعدا فقال ما منعک ان تسب ابا تراب الخ و درین ماص و لیس فی انش عبداللہ بن عمر و عبداللہ  
 بن عمر و عبداللہ بن عمر بن الخطاب که در سارا اهل سنت اند و ان سوکر تشریک معاویه بودند و در ادوار و انت  
 او و معاویه و تقاضا حضرت علی ابن ابی طالب و فقیه فرگذاشت نکردند چنانچه کتب سیر و تواریخ و رجال آن مطلق است  
 و تبرخال المؤمنین معاویه یا داد و اعانتی که با حضرت امام حسن مجتبی آورده و توشن تر از انجاب است که معاویه و جسر



اطفای نورسین آنحضرت بوقه آنکه با خود تخلص او آنحضرت را بر نه جان نشان شهید یا غنای خود را استیجاب  
 میفرماید ستم الحسن بن علی امر آنکه جده بذات الاشعث بن قیس الکندی را قاتل طائفه کان قال فاضلنا بتدبیر  
 معویة الیهما و باصفا شهادت آنحضرت را ستم فرج و سرور پر و انچه بر مرده و لکن استراح قلبی نصب و عداوت خود  
 را بقیه آوازه ساخت و میری شامعی و حقیقه الجوان آورده قال ابن خلکان انه لما مرض الحسن بن علی مراد به الحکم الی  
 معویة بذات فکتب الیه انقل الی محمدا الحسن فلما بلغ معویة موته سمع بکثرت من الحضر اکبر اهل البیت کهک  
 البکر فقال فاضلنا فبنت قریط المعویة اقر الله عنک ما الذی کرمت لاجله فقال الحسن فقال اعلم من ابن فاطمه  
 نکرت فقال ما کرمت شمانه لئلا و لکن استراح قلبی و دخل علیه بن عباس فقال لای بن عباس هل بتدی ما حدث  
 اهل بیتک قال لا ادری ما حدث الا انی اراک مبشر و قد بلغ بکرس فقال ما الحسن فقال ان عباس بن حم  
 اباعهم ثلثا والله یا معویة لا تسد حضرة حضرتک ولا یزید عمر فی عمرک و لیس کنا قدر ضیعتنا بانما انفق  
 و خاتم الذین فی فخر الله ذلک الصدقة و سکن تلک العبرة و کان الله کلک علینا من بعد  
 و انبر ابن اطاة که از اعظم امر معاویه و از جمله روضا البسنت و راوی بخاری است جافقتنا نیکاه از و رحق افتاد  
 حضرت رسول خدا یقویع آمده مشهور و معروف است و در وقت الصلوة آورده بشیر بعد از فرائض از ضبط مکرمی بیایر  
 یمن آورده و عبد الله بن عباس فرموده عبد الله حارثی را بنیابت و رحیم گذارشت بشیر آن ولایت رسیده  
 عبد الله را و او را در کبشت و دو اسیر بنی غیر عبد الله بن عباس را که عبد الرحمن و قاسم نام داشتند قتل و  
 بعد از آن می آورد و از جمله عبد الله بن عمر بن خطاب است که از شیعیان معاویه بود و در یکصد هفتاد و یک نفر  
 امیر المؤمنین و صد و هشتاد و چهار بر آورده جان خود را فدای هم اسپان سحویه نمود و توبی و تهنیت لاسا  
 و اللغات میگویی عبد الله بن عمر بن الخطاب مذکور المهدی و الوسیط فی ولا القراض هو عبد الله بن عمر بن الخطاب  
 نقیل القرشی الحدادی النابغی و کان شهید البطش قتل بصیفین عن الحسن بن عبد الله بن عمر قتل الزهراء علیها السلام  
 و عفی عنه عثمان فلما ولی علی خشیه علی نفسه فرب الی معویة فقتل بصیفین و الحسن بن محمد بن علی بن ابی طالب قتل عبد الله بن  
 هذاعبد الله بن عمر بن الخطاب بن ابی سفيان با حضرت ابی عبد الله الحسن بن محمد بن علی بن ابی طالب قتل عبد الله بن  
 و حسن بن علی که در بین مساوین ابی سفيان با حضرت ابی عبد الله الحسن بن محمد بن علی بن ابی طالب قتل عبد الله بن

بیان نیست انتی بقدر الحاحه و یا این انحراف از حکم خدا و رسول و اطلاق حقوق الهییت دعوی محبت خاندان  
 نبوت و رسالت نمودن کار بیچو صاحبان شرم و حیا است **قال** الخطاب اور کنا ما نؤتی قوا حسان اور و کبر کا  
**اقول** روایت مقتل جناب امام حسین را نظم کردن کسی منع نگذرد و قطع نمیکرد را استقبال قول خدا و رسول احد  
 شمار نگذرد بلکه چنانچه شاعر شریف صحبت رسول مقبول حاضر بود از آنجمله حسان بن ثابت است که آنحضرت می فرمود  
 برای وی منبر و مسجد که می آید بر اے مدح آنحضرت و بچو دشمنان وی و فرمود آنحضرت ان الله یؤتی حسانا  
 بروح القدس ما دامر بنا فی عن رسول الله در روایتی تفاخر و میگفت آنحضرت صلکم که قول حسان بن ثابت  
 سخت تر است بر ایشان از آمدن تیر و خلیدن آن و گفته که هر که خدا نیاید عالی اور از بانی عطا کند و تبریک قدرت بخشد  
 باید که در مدح آنحضرت صلکم و بچو دشمنان او تقصیر نکند که بهترین کار را این است و گفته اند که کار حسان بن ثابت  
 آن بود که معارضه میکرد و شکر کان را در وقایع و ایام و اثر بیچو میکشید و تبارج و ثناب ایشان را و گذشت عسر  
 بن الخطاب روزی بر حسان و حال آنکه او شعری میخواند مسجد پس نیز نگاه کرد و عمر بجانب حسان و گفت  
 شهر بخوانی در مسجد پس گفت حسان را و ارمی خواندم من شعر در مسجد نزد کسی که متبر بود و از تو یعنی پیغمبر صلکم پس شعر  
 گشت عمر انتی من مدارج النبوة از روایت مذکوره ثابت شد که شعر گفتن در وصف شجاعت و بیان صبر و غیاب  
 امام حسین را و اطهار نظم و جوریزیدیان ثوابها و در وی المیزان المتعارف از آری نظم روایات کا و بر مضبوط طاق منو  
 و حرام است خواه شتمل بر احوال مقتل حسین باشد غلامه محتوی بر امر و دیگر و بطریق تنزیل میگوئیم که اگر مخاطب نقد و مجالس  
 نموده روایات سند بر سر شهادتین و تحریر بر شهادتین و صواعق مخوفه ذکر میکرد و گنجایش تصریف بر احسان و دلگیری  
 داشت لکن قیامت این است که خود برین امر نیز اقدام نمیکند و پرده نصب و خمر و ج بر دیده دل انداخته از گریه  
 و بکار و بگوشستن ماتم جناب سید الشهدا ر منع مینماید **قال** الخطاب و ربی حیاتی یا ایام کی محبت کا دعوی کرد و فرمود  
 اس محبت اور اس اعتقاد پر پیغمبر حسان مخالفت او دشمنی ہے ایسی مخالف کو محبت کا دعوی کرنا اور اپنے تئیں  
 منصب الهییت شهنشور کرنا خلاف واقع و حرف نادانی ہے **اقول** و بتعین **قال** این یک و چنانکه کراتی  
 بیجا است کرات و خود نمائی و بازشستی متطرکه و ارسه این لاف زنی است بیجائی و بیکر تحکم که اهل سنت و جماعت با او  
 دوست داشتن و مسلمان دانستن نریزید پدیدار و نفی تحریر بر من بر و چسان و چگونہ خود را از حسان جناب ماقسم میشود

و کلام وجهت اجتماع محبت یزید و مودت جناب شهید مظلوم که بتاین کلی دارند قرار داده اند و بنظر ظاهر که یزید نزدیک  
 این حضرات مسلمان بوده و بحالت اسلام محبت او امری است بدیهی جناب سلطان العلماء مولوی سید محمد صاحب  
 اوام الله تعالی وجوده و وجوده در رساله شریفه ثمره الخلافه در باب یزید افاده فرموده نقل آن عبارت برای مزید کثرت  
 کافی است عبارت ها بکذا فی الصواعق المحرقة قال خرون لایحوز لعنه اذ لم تثبت عندنا ما یقضیه و بدافعی القرانی و اطلال  
 فی الاشتهار له و هذا هو اللائق بقوله عمدنا و امر حوا پس انه لایحوز ان یلحق شخص مخصوص الا ان علم موده علی الکفر  
 کما بی بکن الی نسب و اما من لم یعلم فیه و ملک فلا یحوز لعنه حتی ان الکافر الحی المبین لایحوز لعنه لان اللحن هو العینه  
 رحمة الله المستلزم لیباس منها و ذلک انما یمکن بمن علم موده علی الکفر و اما من لم یعلم فیه ذلک فلا و ان کما کافر  
 فی الحاله الظاهره لاحتمال ان یختص به یا یحیی فیموت علی الاسلام و صرحوا ایضا بان لایحوز لعن فاسحق مسلم یقهر و انما  
 علمت انهم صرحوا بذلک علمت انهم صرحوا بان لایحوز لعن یزید و ان کان فاسقا صبیحا و لو سلمنا انه امر قبل  
 الحسین و سر به فان ذلک حیث لم یمکن عن استحلاله و کان عنه تبایل و لو باطلا فسق لا کفر علی ان امره قبله  
 و سروره به لم تثبت صدوره عنه من وجه صحیح بل کما حکى عنه ذلک حکى عنه صده کما قصده و اما ما استدلل به احمد علی جواز  
 لعنه من قوله تعالی او ذلک الذین یلعنهم الله و ما استدلل به غیره من قوله فی حدیث مسلم و علیه لعنه الله و الملائکه  
 و الناس اجمعین فلا دلالة فیها لایحوز لعن یزید بخصوص اسم و الکلام انما هو فیه و انما الذی و لا علیه جواز لعنه لا  
 بذلک الخصوص و نه اوجاز بل انزعاع من نعم حکم الاتفاق علی انه یحوز لعن من قتل الحسین و امر قبله او اوجاز و نه  
 بهن غیر تشبیه یزید کما یحوز لعن شارح المخرجه من غیر تعیین و نه اسم الذی فی الایه و الحدیث اذ لیس فیما تعرض  
 لعن احد بخصوص اسم بل لعن قطع رحمة و من اخاف اهل المدینه فیحوز اتفاقا ان یقال لعن الله من قطع رحمه من اخاف  
 اهل المدینه فظلم و انما جاز نهذا اتفاقا لکونه لیس فی تشبیه احد بخصوصه کفایت استدلال به احمد و غیره علی جواز لعن شخص  
 بخصوصه و فروع الفرق بین المقامین فالتفصیح انه لایحوز لعنه بخصوصه و انه لا دلالة فی الایه و الحدیث للجواز انما  
 موضع الحاجة و چون درین عبارت صاحب صواعق اشاره اجمالی بطرف کلام غرالی فرموده است لهذا  
 مناسب چنان نمود که ان عبارت را نیز در مقام تمجید و تحمید حیوان المیرى الشافعی قضا لعنه لایحوز لعن المسلم  
 اصلا و لعن مسلما فهو اللحن و قد قال حکم المسلم لیس بلحان و کینه یحوز لعن المسلم و قد روای عن ذلک

المسلم اعظم من خرمته الكعبة من النبي ويزيد صبح اسلامه وما مع قتله الحسين والامير والائمة بذلك من حال  
ايضا وذلك عن لم يجران الطين وذلك به فان دساسة الطين بالاسلام ايضا حرامهم قال الله تعالى في التوبة اكثر من الطين ان  
بعض الطين انهم وقال صلعم ان الله تعالى حرم من المسلم ومنه والى عرضة وان يلبس بطن السور ومن اعم ان يعلم حقيقة  
من الذي امر بقتله لم يقدر على ذلك واذا لم يعرف ذلك وجب احسان الطين بكل مسلم يكن احسان الطين ومع ذلك  
فلو ثبت على مسلم انه قتل مسلما فذهب بل الحق انه ليس بكافر ولا قاتل ليس بكفر بل بوجوهية واثبات القاتل مراتبا  
بعد التوبة واذا كان تاب من كفره ثم لم يخرج عنه فكيف من تاب عن قتل ولم يعرف ان قاتل الحسين مات بعد التوبة  
وهو الذي يشك التوبة من عباده فان الله يجوز لعن احد من المسلمين ومن احب كان اسما عاصيا لله فخره به لوجاه  
احد فمكنت لم يكن عاصيا بالاجماع بل لو لم يكن باليس طول عمره لا يقال له في القيمة لم تعلم الحسين قتال الاية فمكنت  
ومن اين عرفت انه لعن والملاحون هو البعيد من الله تعالى وذلك غيب واليون الاضمين مات كاذبان وذلك  
علم بالشرح واما الترحم عليه فجاز بل استحباب بل داخل في قولنا اللهم اغفر للمؤمنين والمؤمنات فانه كان مدينا انتهى بعد  
درجته الاسلام كور حمايت حوزة خلافت وعفا طه بغيره اسلام وادعيت اسلامه واما نية وادع انظر في حاشية  
نجم سنية مبركوه ان كلمة نطية راكه زبان نهي نوا نهم آورد وريانه خود واما امام احمد فعلى ما تذكره صاحبان وادع  
فرمودند زير راكه نظر اشتراك ملت اسلامي كره ذكره از به جا كه بر و وها نجا بر می گرد و و این سلسله الى ما شاء الله  
منقطع شدنی نیست و به ازان منغير ما نید و نیز بدك بیا نا علی ما مرانی الصواعق ايضا نهم ایت ابن الصالحی حسن کاتب  
انما الفقهاء والمحدثين قال فی فتاواه لا میل عن یمنه لكونه ام قاتل الحسين لم یصح عندنا انه امر بقتله ولا بالخط  
ان الامر بقتله المتفق على قتله كرم الله وجهه انما هو محجب بقدرته یا و الى العراق اذ ذاك واما من یزید بلعن  
فليس ذك من شأن المؤمنين وان صح انه قتله او امر بقتله وقد ورد في الحديث انه خطا به في التوبة وانه  
الحسين به لا یكفر بذلك وانما ارتكب ذنبا عظیما وانما یكفر بقتل قاتل نبي من الانبياء والناس فی یزید لم یكفر  
فرق فرقة عولاه وتجه وفرقة تب و یلعنه وفرقة متوسطة فی ذكلك الا توله ولا یلعنه ویدكك به سلك سائر كوكبا  
الاسلام وعلما نهم غیر الائمة من وند الفرقة المصیبة وند بنما هو اللاتی لمن یوف سیر الماضین و یعلم قوا الله  
المطهرة جعلنا الله من تجار الله امین انتهى لفظه بجملة و یخلص فجا ذكره فی الانوار من كتب انما الساجد والباقر

ليسوا الفسقة ولا الكفرة لكنهم مضطرون فيما يفعلونه ويذهبون اليه ولا ينجوا الطعن في معاونته لانه من كبار الصحابة و  
 لا يجوز لعن يزيد ولا الكفرة فانه من جملة المؤمنين وامره الى شئته الله تعالى ان تشارعته بقالة الغرالي والمتولى و  
 غيرهما انتهى و تصنف صواعق و شرح قصيدة خبرية كه تصنف او است بعد نقل قول ابن جنبل كفتبه انه لم يبق في ذلك الا  
 وقت منه صريح في ذلك ثبت عنده وان لم تثبت عند غيره كالغزالي فانه اطال في رد كثير مما نسب اليه كقتل الحسين  
 فقال لم تثبت من طريق صحيح انه قتله ولا امر قبله ثم بالغ في تحريم سب ولعنه وكان ابن العربي المالكي فانه نقل عنه انه قال  
 ما قتل الحسين الا بسيف جده اى لانه الخليفة والحسين بالغ عليه والبيعة بقيت ليزيد وكفى فيها عظم اهل الحل والعقد  
 بيمينه كذلك لان كثيرين اقرروا عليها متخارين لما ندموا مع عدم النظر الى اشتغال ابويه واما مع النظر كذلك فلا  
 يشترط موافقة احد من اهل الحل والعقد على ذلك انتهى موضع الحاجة من كلامه وحق ابن است كه موافق اصول  
 موضوعه وقوا عدم مقرر اهلسنت يمين قول ابن العربي مالكي است و صحاح اخبار ايشان نيز بيان دلالت وارو  
 في جامع الاصول عن ابن مسعود قال سمعت رسول الله يقول شكون هبات فمن اراد ان يفرق امره بالامه  
 وهي جميع فاعلموه بالسيف كائيا من كان وفي رواية فاعلموه اخرجه مسلم وفي رواية الى داود وهبات مرقا  
 واخرجه النسائي وله في رواية اخرى قال رايت النبي على المنبر مخاطب فقال انما شكون من بعدى هبات و  
 هبات فمن رآتموه فارق الجماعة او يريدا ان يفرق الله كائيا من كان فاعلموه فان يد الله على الجماعة وان  
 الشيطان من فارق الجماعة يركض وعن اسامة بن ميثيق قال قال رسول الله ايمان جل خرج يفرق بين المتقين  
 فاحذر بوا عنقه احذر منه النسائي و ابن روايات صحاح بندي بلذكم تجوز قيل حضرت امام حسين ورنهيب  
 ايشان ميكنه بلكه كوتيا لفظ كائيا من كان را وضع براي يمين غرض موضوع ساخته وفي جامع الاصول ايضا  
 الجاسعيد قال قال رسول الله اذا بويج بخليفين فاعلموا الاخر منها اخوان روايت را بنظر انصاف ملاحظه  
 بايد فرمود كه صراحه دلالت بر حقيقت تدبير ابن العربي مالكي ورجوعا نقل خبر خليفين وارو وخطا هر است كه  
 بيعت اهل كوفه با حضرت امام حسين متاخر بود از بيعت اهل شام و حرمين با يزيد پس قبل آن حضرت الحيا فابنه  
 ماسور به بوده باشد انتهى بالفاظه الطيبة قال المخاطب محب اهل بيت و هو لوگ يمين جو انكي حكم اور مرضي كي با كنوسه  
 اور انكولن جو مانت يمين اور جان و دل سے ادا كنو خوش هو كر سجا لاتے يمين اور اسمين كسي اور كي پيرو جي هر گز

منظور زمین رکشته اقول فی الواقع معنی محبت بین است لیکن اهل سنت را از آن بهره و نصیب نیست  
 بلکه محب اهل بیت امامیه هستند یا بدین که ابو بکر بن ابی قحافه از اقتدار جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب با آنکه  
 حضرت رسالت مآب صلعم با علم انت خلیفه من بعدک کا اعتراف بر لب سبیل السلول دان علیا منه و انما منه هو  
 ولی کل من بعدی کافی الصواعق و من کنت مولاه فعلی مولاه کا هوا ملق است  
 و در جناب شان فرموده ابا نموده برای خود مشهور حضرت عمر منصب خلافت قرار داد و چنانچه سید جمال الدین مشد  
 در روضه الاحباب میفرماید که عمر دست ابو بکر گرفت و با وی بیعت کرد و مهاجرین را گفت تا بیعت کرد و در بعد  
 از آن انصار متابعت نمودند الا طائفه ثعلبه که بعضی گفتند تا بیعت یکس نکند الا علی ابن ابی طالب تا بیعت  
 فرید الدین عطار از زبان این جمعی گفته و مشرق تا بغرب گرام است و علی و آل و ما تمام است  
 اتقی کلامه و جناب علامه دهلوی طاب ثراه در ترجمه اثنا عشریه بعد نقل تمامی عبارات روضه الاحباب میفرماید  
 بعد التی و اللتی بالجمله بخص این اختلاف آنست که بعد از ارتحال جناب سرور کائنات پیغمبر رحمت ملک  
 شان عمر و ابوبهیده جراح ابو بکر را بخلاف برداشته مهاجرین و انصار را به لطیف و عطف و وعده و وعید  
 استمال ساخته و دایره متابعت او در آورند و جمهور را نام و طائفه عوام اتباع ایشان نمودند جناب امیر المومنین  
 بر ایشان انکار فرموده و دعوی خلافت و امامت برای خود کرد و ذات مقدس خود را بنص حضرت رسالت  
 پناه اولی با مر امامت سید آنست و گروهی از خواص تصدیق آن جناب نموده آنحضرت را امام و وصی برحق  
 بلا فصل بعد پیغمبر امام و الهی پیروی و اتباع آنحضرت را سر بایسهاوت و و حیان انگاشتند و فرقه اول با  
 اهل سنت التیام یافتند اگر چه اظهار میکنند که او از سنت و دین تشهید نیست نبوی است مطلقا لیکن در حقیقت  
 مراد ایشان از سنت محبت ثقیفین است بیعتی در افراد از عمر و علی عفره از هشام از عائشه روایت کرده و پنج جلال الدین  
 سیوطی در جامع الصغیر نیز تخریج نموده من تمسک بالسنه و فعل الجته فالت عائشه یا رسول الله و ما انت مثال  
 حسب ابیک و صاحب یعنی عمر اتقی و فرقه دوم موسوم بنسبی که وید و فجوا ای حدیثی که و لیمی از اقام سلمه رضی الله عنهما  
 روایت کرده که حضرت رسالت مآب فرمود فی سقیه علی هم الفا ترون یوم القیمه تسبوا ک شاه راه نجات ناکر نشسته  
 نسبت و قبح این اخلاف اقسام اولی اهل اسلام منحصر و فرقه شدند اهل سنت و تشیه و معتبر و مفهوم حقیقت

[illegible]

قال بی ثلاث اسما علی الحق وعودنا علی الباطل قال بی قلت فلم یطع الله فی دیننا او اقال لی رسول الله  
 لست اعصیه و یومنا میری قلت اولت سجدتنا اناسیالی الالبیت فیلون بانتمی بقدر الحاجت و در وقت الاحیاء  
 میفرمایند میروی است از عمر خطاب که گفت در آن روز امر عظیم در دل من پدید آمد و مرا محبت کردم با حضرت <sup>ص</sup> اما  
 که هرگز مثل آن نکرده بودم و ذاتی آنکه گفت رفتم نزد حضرت <sup>ص</sup> و گفتم تو پیغمبر حق هستی فرمود بی گفتی ما بر حق هستیم و تو  
 ما بر باطلی فرمود بی گفتی ما با مقتولان ما و بر پشت هستند و مقتولان ایشان در و من فرمود بی گفتی چه سبب با این <sup>ص</sup>  
 و لذت قبول کنم و با این طریق صلح نموده باز گردیم بالجمله این حضرت کرد و فرمود <sup>ص</sup> خالف حضرت رسول خنثاء انداخت  
 و سبالاتی ازین نمود و فرمود <sup>ص</sup> استشعار عدم صفای طوینت نموده از حدیقه که صاحب سر حضرت <sup>ص</sup> بود سوال میفرمود  
 بی ذکر بی رسول الله <sup>ص</sup> مع المناقبین محدثیه در جواب فرمود که من افشار سر رسول خدا نمیتوانم که در دور روایت دیگر  
 گفت انت اعلم بنفسک این بود سلوک این بزرگ و معارضه و مجادله با سرور کائنات علیه و آله السلام و حال صحت بدن  
 و کمال نقیضه و آنچه در چین طبعان مرض موت آنحضرت <sup>ص</sup> و بعد از وفات ان سرور و بوقوع آمده از غایت اشتها  
 مستغنی از میان است بنا بر اطمینان قلب تنفید ان بر ذکر برخی از ان اکتفا می رود و عبد الله که هم شهرتانی بجز  
 ذکر قول سابق فرموده فاول تنازع وقع فی مرضه <sup>ص</sup> بار واه محمد بن اسماعیل البخاری با سنده عن عبد الله بن عباس <sup>ص</sup>  
 قال لما تشد بالقی مرضه الذی مات فیه قال یتیمونی بدوات و قوطاس لکم کتاب الا فضلوا العبدی فقال عمران بن  
 الله قال علی الوجع سبنا کتاب الله انتمی و سلم از ابن عباس روایت کرده است قال انخیس یا یوم انخیس <sup>ص</sup> محم  
 یسیل و موعتی رایت علی فده کائنات طام اللولون قال رسول الله یتیمونی بالکلف والدوات او اللوح والدوات  
 اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعده فقال عمران رسول الله <sup>ص</sup> لیسر و تمهل است که آنحضرت <sup>ص</sup> اراده کرده باشد که هنگام قرب  
 از خال خود ازین عالم تجدید فیض برخلاف جناب رضوی فرمایند چنانچه میگویند عمر بن عبد الله بن فضلوا العبدی که  
 درین حدیث و هم حدیث نقلین که در ان امر با عظام جلالتین اهل البیت واقع شده فطن بمقصود آنحضرت <sup>ص</sup>  
 مانع احضار قوطاس گردیده باشد استعدا و الاله السید الجلیل الکبیر <sup>ص</sup> شمس الدین الفقیه البکوی تعهد با الله تعالی  
 و تصدیقه موسوم بگنجینه تضمین این بر و حدیث را مستلزم فرموده خیرالت معانی و شرافت سبانی ان باعث تحسین  
 موضوع حاجت از ان گردیده میفرمایند <sup>ص</sup> بر تومی خوانم و صحبت الکلام مصطفی <sup>ص</sup> هر گنجینه نبوی داری و ارفا طاعت کن



بهجتی با مقدم بر دور با هم بسنجند که گوی ای برادر از خیمه به دور به از تجاری صاحب شکواه نقلی کرده است  
 یکم نقلی از اسباب بر باب نظر مصطفی و مقرر اسباب مقرر و غیره نیست جز قرآن و عترت یا دیگر از این که  
 هر که در امان این بر دوزده دست یقین چنان این دور از هر که باشد جدای قفس چنان تا به ترو من شود بر جوش کوشش  
 مقرر چنان بهر مفهوم میگردد که از سر کتاب چنان نیست غیر از ابدیت مصطفی کس را خبر و تارک عترت بمعنی تارک قرآن چنان  
 گوش کن اکنون حدیث ثانی ای مرد مبرق وقت رحلت چون طلب فرمود قرطاس و دوات چنان سید عالم کزین اصفیا فرمود  
 گفت قرطاس و دوات از هر بن حاضر کنیدی تا کنم و امان کا قدر را بر از لولوی تربت نامه بنویسم از هر شمشیر گهری چنان تا به  
 باشد ایمن و از هدایت به و در چنان شنید این حرف را از آن سید عالی جناب چنان نفع احضار کا غده شد و از سخات عتر  
 گفت بیماری برین مرد این زمان غالب شده به لب به ندیان باز کرده نیست توشش معتبر به بر لب و بار کتاب شد و رفع  
 ضلال چنان سخن حضار گردید و گرم شود و شهادت یکی میگفت زود آید قرطاس و دوات چنان و اگر میگفت حرفی را  
 که سر و از عمر چنان پیچید از آن غوغا و نیت رونمود چنان گفت بر خیزد و بیجا تا یکی این کرد و مقرر نیست جایز نزد و غیر  
 نزاع و اختلاف به بی اطاعت کس میگرد و فریضش به و در ظاهر است این حرف کز احضار قرطاس و دوات  
 مصطفی از هر عترت خواست شصت و کرد و لن فضل و چون قریبه بود بر مقصود را چکار از لفظش درین بر و وحش  
 معتبر به مدعایش را که سزا پادایت بوده است به فهم کرد و مانع احضار کا غده شد و عترت کتافیش بر کلام اندیدانی که  
 چیست به یعنی این چند قسمی است در آن کار که کاری بنیدیم قرآن را چنان خود و اولیک چنان اناح ال تو ازین بنیاید  
 و کرد اندرین بر و حدیث ای طالب راه با چنان که خود واری تا مل کن حکایت مختصر به حرف پیغمبر از روی هوای  
 نفس بود چنان گفته با سلیق خدا و نشان آن خبر البشر به هر چه منیر و دامت از روی و می بود و در نه بودی و می کی کرد  
 در اهل حق اثر چنانکه را از فرشتا و از برای استاده از هوای نفس خود و عاشا که گرد و نکته و در نه خاصه در امری کزان  
 جلیج دی گرد و تمام چنان آتش را تا اید رفع ضلال آید و مقرر به قول سر و پیغمبران در امر وین به روحی است ای پیغمبر  
 از اهل رده و گرد چنان تیر و قول و حسنا کتاب الله کلامی است غیر محصل زیرا که کتاب قرآن صامت غیر ناطق است  
 و حکمت اشمال و در مجمل و مادل و تشنایه و ظاهر و مطلق و مقید و عام و خاص و ناسخ و منسوخ و مجاز و مستتر و مشکک و متنا  
 آن هر یک بر استنباط حقائق احکام اوقاد و نسبت پس از متناج اوقاد و ابامی که عالم حقائق اود کا شاف از متناج اوقاد

فاصل عارف قطب الدین انصاری شمس از می شناسی اعتراض بان نموده و بعضی مکاتیب خود میفرماید راه  
 بی راه نمائی نمیتوان یافت و گفتن آنکه چون کلام الله در میان ما است برتر شد حاجت است بان می ماند که مرشد  
 گوید چون کتب طب درست که اطباء نوشته اند چه امرا با طبایع جمع باید کرد و این سخن خطا است برای آنکه نه هر کس را  
 فهم کتب طب میسر است که استنباط از آن توان کرد و مراد محبت با اهل استنباط می باید کرد و کتاب حقیقی صدور اهل علم است  
 که بل هوایات بیانات فی صدور الذین اوفوا العلم بطون ذواته چنانچه حضرت امیر المومنین فرموده اند که  
 الله الناطق وهذا کلام الله الصامت انتهى کلامه الحاصل بحیات جناب سرور کائنات علیه التحیات عمر از  
 اتباع اهل بیت به تصریح مذکور را کرده و بعد وفات آنجناب صلوات الله علیه جناب سیده علیها السلام را به تندید و روشن خانه ذی قبیله  
 تنوین نموده و آنکه در آن خانه جناب امیر المومنین علی و جنین جناب فاطمه علیهم السلام شریف و اشتد از گفتن چنین  
 الفاظی ادب داران و موقن پروا نکرد و همین معنی فرمان برادر می اهل بیت است غیب مخاطب با شیخ جلال الدین  
 سیوطی در مجمع البحار در سند عمر بن خطاب از ابن شیبیه روایت کرده عن اسلم انه حين يبيع كلابي بكرة بعد رسول الله  
 كان على و ذیبر و غیره میاد خلون علی بیت رسول الله فینشأ و و نهما و یرجعون فی اهرم فلما بلغ عمر السجاء  
 خرج حتى دخل علی فاطمة فقال یا بنت رسول الله ما الله ما احدا حبلى من ابیک وما من احد  
 احب الینا بعد ابیک منکم و ام الله ما ذلک بانع ان اجتمع هی لاد الفخر عندک ان امرهم ان یحق علیهم  
 البیت انتهى بقدر لکما فرمان برادری و اطاعت جناب جنین علیها السلام کالتشس فی البیت النار روشن و منجل حتی  
 که حضرت حسن مجتبی علیه التحیه و الثناء بوجه میلان خلافت بطرف معاویه با او صلح فرمودند و حضرت ابی عبد الله علیه السلام  
 شمشید گشتند و بر خطا هر که معاویه و تابعان او و حضرت فیرید و بیت کنندگان او خصوصاً سنا گمان حرمین شریفین اهل سنت  
 بودند چون استیعاب این بحث را طوالت و کار انداختی کشیم از آن نموده بزرگچند روایت که از آن راست گوئی مخاطب  
 بخوبی ظاهر شود گفته نموده آید و شرح سنه و رسمیت قیاس گفته الحق انه قد اشتهر من اهل بیت کالباقه و الا  
 و غیره من الامم رضوان الله علیهم اجمعین انکار القیاس کاشتهر من اهل بیت و الشافعی و مالک القول  
 بوجوب العمل به انتهى و آنکه محمد بن ابی اسنت از روایت بعضی ائمه علیهم السلام استنکاف دارند چنانچه  
 زبیدی در میزان الاعتدال گفته جعفر بن محمد بن علی بن الحسین العاصم ابو عبد الله احد الاثمه

الاعلام برصادق كبير الشأن لم يخرج له البخاري قال يحيى بن سعيد القطان شيخ البخاري حدثني في نفسه شيئا قال  
 عن الدارودي قال لم يرد مالك عن جعفر حتى ظهر امر بني عباس وقال مصعب بن عبد الله كان مالك لا يروي عنه  
 حتى مضى الى الحد يعني جعفر بن محمد بن علي بن الحسين بن شمس ابو عبد الله الذي اذا سمع اعلام است نيكو كان راست گو و كذا  
 است بخاري باو احتجاج نكوده و شيخ يحيى بن سعيد القطان كه شيخ بخاري است گفته مي يابم از اخضر در دل خود پيراسته  
 و مصعب از دارودي روايت كرده كه گفت مالك از حضرت صادق روايت نكوده تا آنكه طاهر شد و مكرت بني عباس  
 مصعب بن عبد الله گفته كه مالك از حضرت صادق روايت نيكو و گر آنكه و گيري با حضرت منعم بن ساحت يعني اخضر  
 و انما و توثيق و صدق اخضر نداشت و روايتي شرح جامع صغير و تجميع حضرت علي بن موسى عليه السلام آورده كه  
 جناب امام رضا از پدر خود عبا روايت ميكرد و امام رازي و زنايه العقول ميگويد و العجب انهم في غير في النفي و النفي  
 و الحسن العسكري انهم كانوا اعماليهم جميع المسائل الاصولية و الفروعية كلها و تفصيلها مع انهم كانوا في زمان كثير من  
 العلماء اصناف العلوم و كثرت تصانيفهم و مع ذلك لم يظهروا احد منهم شي من العلوم الا بالقليل و لا بالكثير و لم يخصص  
 منهم تصنيف ينفع به كما ظهر من الشافعي و محمد بن الحسن و غيرهم عن الفقهاء و المتكلمين و المفسرين لطيفة  
 شاه عبد العزيز دهلوي اهل سنت را لقب بشيعة على نموده و خوف ظاهر كه شيعة يعني تابع است پس از مدرسين حالت معاوية  
 و جافه او را يا از اهل سنت خارج سازند و يا شيعة على را غير اهل سنت قرار دهند بلكه متقدمين ايشان حضرت انس عليه السلام  
 را يحيى ناسب اماميه گفته اند چنانچه اين آيه و جامع الاصول و اثنار شرح غريب التون و اثنار شرح ان الله سبقه  
 الاله على واس كل ما تدرسته و تجد لها دينها ميفرايد بخشنند كه الان المذاهب المشهورة في الاسلام التي عليها مدار المسلمين  
 اقطار الارضين هي مذهب الشافعي و ابو حنيفة و مالك و احمد و مذهب الامامية و من كان من المشار اليهم  
 الطبقات و اما من كان قبل هذه المذاهب المذكورة فلم يكن الناس مجمعين على مذهب امام بعينه و لم يكن قبل ذلك الا  
 المائة الاولى و كان على راسها من اول الامر بن عبد العزيز و ليكن في هذه المائة وجوده خاصة فانه جعل في الاسلام ما ليس  
 بخالف و كان من الفقهاء ما لم يزل على الباقر و القاسم اليكبرين و سالم بن عبد الله بن عمر و كان تكملة منهم مجاهد بن جبر و حكيم بن عمار و عطاء  
 بن ابي رباح و كان اهل طائفة و من الشام مكحول بالكويت و عمار بن حنبل و بالبصرة الحسن بن علي بن فضال و باليمن ابي اسود و كان القاسم

الصحابة من كثرة واما الحدیث من شهاب الزہری وجماعته کثیر مشہور من التابعین واما من کان  
 علی راس المائۃ الثانیۃ فمن اولی الامر المامون بن الرشید ومن الفقہاء الشافعی والحسن بن زیاد اللؤلؤی  
 من اصحاب یحییٰ بن عیسیٰ بن علی بن العزیز من اصحاب مالک واما احمد بن حنبل فلم یکن یؤمّد مشہوراً فانما  
 مشہور احکم واربعین ومائتین ومن الامامیۃ علی بن موسیٰ الرضا ودرمات ثلاث محمد بن  
 یعقوب کلینی الرازمحشی شیعہ راہیہ شمار کردہ ودرماتہ راہیہ سید مرتضیٰ علم الہدٰی را شمار کردہ وفاضل شہرستانی درمات وعل  
 گفتہ ان ابا عبد اللہ جعفر بن محمد الصادق محسود ذو علم غریبہ الدین وادب کامل الکمل وذهاب الخ فی الدین  
 سراج تا عز الشہداء وقد افاض الیہ من مدۃ یصل الشیعۃ للنسب الیہ یتقبض الحاکم الیہ العلم انتہی **قال** سیطرح  
 مزینون سے حدیث یمنیٰ منع آیا ہے چنانچہ کتاب ابن ماجہ میں حدیث کچھ ہے صحاح کبیرہ عن المرثیٰ یعنی منع  
 فرمایا رسول خدا نے مزینوں سے **اقول** بالفرض واثبتیم در بخار ماہ از مرثیٰ مرثیہ متعارفہ آیام جاہلیت است کہ در ان  
 امور منوعہ غیر مشرورہ بیان یکزدید مرثیہ متعارفہ اہل اسلام ودر نہ اہل بیت کرام و صحابہ عظام وراثتہ جناب سرور کائنات  
 چہ سان بگفتن مرثیہ بانیا ورت سیفر موزد و جناب عمر فاروق در مصیبت عروہ بن مسعود مرثیہ میگفت نما معتبرہ یا اولی الا  
**قال** اور صبر اسکا نام نہیں ہے کہ آدمی اپنے ولین کی ورت کسی مکروہ کام کی نہ پاوی اور پاوسے تو اسکو مکروہ نہ جانے  
 کیونکہ یہ دو وزن امر طاعت بغیری سے باہر ہیں بلکہ تحقیق صبر کی جو ہے کہ باوجود ورت اور کرامت طبعی کی کفلات  
 عقل وشرع جو آپکو بند رکھے اور بغیر اور امام سب اسطرح کا صبر کرتے آئے ہیں **اقول** معنی صبر و تحقیق آن سابق  
 گذشت تذکر **قال** اور عین مصیبت کیوقت اپنے تئیں خلاف شرع اور عقل سے باز رکھے اور فقط آنسو جاری ہونا یا  
 چہرہ متغیر نہانا خلاف شرع اور صبر کے نہیں ہے **اقول** وبقین در بخار مخاطب گویا از معنی تواجد و تباکی عبارت چہرہ  
 متغیر نہانا اقرا بخودہ واما حدیث علی ذلک **قال** اور صبر ہی سمجھو تو وہی ہے کہ جو اول صدر سے کیوقت واقع ہوا و جب مصیبت  
 گذر گئی پہر اسوقت ترک نہکایت اور مع و فرج صبر میں نہیں گنا جانا بلکہ اسکو تسلی اور دلاسا کہتے ہیں اور سیواسطے  
 حکمانے کہا ہے کہ جو کسی کو اسباب کی تکلیف دیجاوے کہ ہمیشہ مصیبت پر رو یا پیشا کرین وہ تکلیف الا لیاط ہے  
**اقول** پس عین بن قول مخاطب را تسلیم کیئم ومن ادعی خلیۃ البیان **قال** سچ ہے کہ جو کسی بڑے حب اور تعزیر  
 سے یمن کہا جاوے کہ ایک مینہ بھرتا ترا امام کے غم میں رویا کرے مینہ کسا دو روز متواتر نہ دیا جاوے **اقول**

اسی مخاطب عالی فہم گریہ حضرت یعقوب حضرت امام زین العابدین علیہما السلام کہ سہا بود و نہ شنیدہ دیا بود نکر  
 بنی کہ جناب فاطمہ زہرا دست بیت وفات آنحضرت صلعم خان انعام ماتم فرمود کہ بعد از گذشتن آنحضرت صلعم ہم گزنا طوطی  
 را کسی خندان نہ دیدہ کنانی و ارج البتہ **قال** مخاطب قال لا تلتصقن بالذين فتلو فی سبیل اللہ اموا بابل  
 احياء عند ربهم يرزقون اور تو نہ سمجھو جو لوگ مارو گئے اللہ کی راہ مروے ہیں بلکہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس  
 پاتے ہیں فرحین بما انعام اللہ من فضلہ و یستبشرون بالذین لم یلقوا اللہم لا حزن علیہم ولا ہم یحزنون  
 خوشی کرتے ہیں اس پر جو دیا اللہ نے اپنے فضل سے اور فضل ہوئی ہیں انکے طرف سے جو اس صبح نہیں پہنچی انہیں پیچھے نہ رہا  
 کہ دور ہے انکو اور نہ غم **ف** اس آیت سے معلوم ہوا کہ نہ سید لوگ کہاتے ہیں خوشیاں کرتے ہیں ہرگز ناگو غم اور رنج نہیں  
 اور اس طرح سمجھو کہ حضرت امام حسین علیہ السلام ہی نہایت خوش اور بے غم ہو گئے کیونکہ وہ اپنے شہدائی کی راہ میں شہید  
 ہوئے ہیں الغرض قطع نظر اور باتوں سے اب ماتم کرنا اور تعزیر بنانا انکے حال کے سچا خلاف ہو لہذا انکے خند  
 کو سے خوش اور بے غم ہیں اور تم انکے لئے ماتم کرتے ہو اور ایسے وضعیت اگلی مصیبت کو یاد کر کے ماتم کرنا ایسی  
 بات ہر جیسے کوئی کسی کا دوست جو تھی تا سبج رجب کی یکم میرا ہوا میرا پائی ہوا اور بعد تھوڑے عرصہ کو اسکو  
 غسل صحت حاصل ہوا اور سہل طرکی نعمتیں کہانے پینے لگے اور کوئی درد و غم باقی نہوا اور نہایت چین اور خوشی میں  
 ہو پھر رجب کی چوتھی تا سبج آدھے کوئی اگلی میری اور نہ کوئی اڑ کر کے اٹھ کر نہ لگے ہر چند اسکو لوگ مجھ پر  
 کہ اب آپ اپنے اور خوش ہیں اور کس طرح کا درد و غم نہیں وہ شخص سمجھائے نہ سمجھا دے کہ اچھے اور بے غم ہیں کیا  
 ہوا ان اور تا سبج خود ہی ہے سہلا ایسے شخص کو کیا کہو گے آخر میری کہو گے کہ یہ شخص یا دشمن ہی یا سودا کی جو  
 خوشی کی بوقت وہی تباہی پائیں کرتا ہے یہ مخالف کام ہے موافق سے ہرگز ایسا نہ ہوگا دوست جو خوش ہو  
 تو خوشی کیجئے نہ اسکو جو غم ہو دے تو جان دیجئے **اقول** و یثقیل مد فوج است یخند وجہ اول انکہ در راجع الی اللہ  
 آورده کہ حیات انبیاء علیہم الصلوۃ الرفع از حیات تعدا است الخ و حیات پیغمبر ماصم از مہر علی از مہرین جا است کہ  
 نکاح ازواج شہداء بعد موت نبوی جائز و رواست اگر احکام اموات بر شہداء و دنیا جا رہی نبودی نکاح ازواج  
 او نشان چگونہ نیست جو از واثقی محلب با این بلند چھلکی و حیات این جہانی و ان جہانی اتنا بے شکند و حضرت  
 عمر و پیام خلافت خود وقت شہداء و از پیرانی شنید کہ سید علی چھل صلوۃ الابرار صلی علیہ الطیبین و الاطہار

قویا کما یصلح و یالیث مشعری و السابا اطوار هل یجف و حیدری الدار یار سیکندرا خفرت را و اطهار شوق و سیکندرا  
 باقی او پس نشسته و گفت اعاذو کن قول خود را پس عاذه را بصوت حزین و گریه کرد که ذلانی مبلغ النبوة قول  
 عمر که اعاذو کن قول خود را اعاذو کردن آن زن بصوت حزین و گریه نمودن فعل است بر این معنی که بروی بیات  
 اخروی و نعم نعمت ما پروردگار زندگاری صائب گذشت تا فسون نمودن و گریه ساختن معمول سلف بودند و هم  
 آنکه شاه صاحب در رساله سلطنتش اربعین میفرماید بقاء البکاء و الحزن المستمر و تذکر تلك الوقائع الهائلة  
 الی یوم القيمة اکنون انصاف بایده که باقی داشته باشم بکار و حزن و تذکر این وقایع باید و برین امت تا قیام قیامت  
 امری است ضروری و بایانها مخاطب لوازم فرج و سرور تقدیم بایده رسانید تا میم آنکه بعد شهادت خدایا امام حسین  
 حضرت سرور کائنات صلوات الله علیه را خدایا مصلی و مسمون و گریان و خواب و دیدن چنانچه این مجرور صواعق محرقه نقلا از  
 نزدی روایت کرده که امام سلمه رضی الله عنهما پیغمبر را در خواب دید که میگردد و سر و حیه مبارکش خاک اوده است  
 پس سید که سبب این گریه چیست انحضرت فرمود الحال حسین را گشته انداختی حال آنکه حضرت امام حسین مظلوم  
 در آنوقت در محبت عنبر شربت نعمت به نعیم اخروسی خواهند بود پس اکنون با تقدای انحضرت چرا و بیان  
 حزن و گریه جایز و روان باشد چهارم آنکه آنچه مخاطب گفته دوست جو خوش هو تو خوشی کیست و او سکو  
 جو نعم بودی تو جان و یکس که فی الواقع حاصل حشری است که بطریق اهل بیت موعود می گشته که من لم یفرج  
 بفرجنا و لم یخزن بمصابنا فلیس منا چون با عز و مخاطب محمد شد که بحالت غم غم نمودن باید و بحالت  
 خوفی خوشی باید کرد پس میگویم که بر روز و شب و بیداری و خواب و لذت انحضرت صلوات الله علیه را با حسرت اظهار سر و سبب  
 میدهند بلکه روزه داشته باشن آن روز روایت کرده اند و در اوایل ماه ربیع الاول افتخار و محفل میلاد و تشریف آفرین  
 می شمارند پس بر روز مصیبت اهل بیت موعود و غم نمودن را که امام باقر است چنانچه در رساله الطایفه العظمی  
 فی تحقیق المولد و القیام تغذیم سید الانام جعفر علیه السلام نوشته و علماء اعلام شکر الله تعالی علیه برای خصوصیت در روز ولادت  
 شریف و تعظیم و اظهار سرور و ادای شکر و کثرت خیرات و صدقات و دیگر اصول مهم از شریعت استخراج کرده اند  
 کاروی عن سلم عن قتادة الانصاری انه صلی الله علیه و سلم سئل عن صیام یوم الاثنين قال لک یوم ولدت فیه و  
 انزلت علی فیه النبوة فیس نذره و اشتمن و یریز و یرف و یریت لک از بر اسی شکر حق تعالی و سبحانه بر می آید

جلید کہ منور فرمودہ دین روزانہ عالم را از انوار جمال کمال رحمتہ للعالمین ہمچنین ابن اعمال زکیات مثل تلاوت  
قرآن و اکثر صلوات و زیارت مولد کریم و شرف رتاقب و محمد حبیبہ حضرت مقدس نبوی و فجرات و صدقات و اطعمات  
مسرات نیست مگر سمیت ابوی شکر حق سبحانہ تعالیٰ برین نعمت عظمیٰ و عطیہ کبریٰ و سبیل الامام ابو عبد اللہ بن الحجاج  
فی کتابہ المدخل مع الکفار علی ما احدثہ الناس من البدع و الحوادث الغیاء بالآلات المحرمۃ عن عمل المولد الشریعہ  
قال فی فضیلہ شہر مولد نبیائہما هذا الشہر فضیلہ التبع و فضیلہ فیہذا النبی الکریم الذی علیہ سبیلہ لا یلین الاثر  
و کان یحب ان یولد فیہ من العبادۃ و الخیر لیسکرا للہ سبحانہ علی ما اوفایہ من ہذہ النعم العظیمہ و لیسکرا للنبی المرید فیہ علی غیر ذلک  
الشہر و شہدا فی العبادۃ و ما ذلک الا برحمتہ لا منہ رفعت ہولانہ کان یترک العمل ششیہ ان یفرض علی امتہ رحمۃ شہر  
لکن ایشا علی الصلوٰۃ و السلام فی فضیلہ هذا الشہر العظیم بقولہ لیسکرا للنبی سالہ عن صومیہ ثلاثین فی ال یوم و لیسکرا  
فیہ فشریف هذا الیوم فیض من تشریف هذا الشہر الذی لدیہ فیہ فی نبحی ان یحرم حتی الاحترام و فیض  
بما فضل اللہ بہ الاشہار الفاضلہ و فضیلہ الارضہ و الامکنۃ ما خصہا اللہ بہ من العبادات الی التبع  
فیہا لما قد علم ان الامکنۃ و الارضہ لا تشرف بها لذلک و انما یصل لها التشریف بما خصت بہ من العبادات الی  
خصص اللہ بہ هذا الشہر الشریف یوم الاثنين الاترعیان صوم هذا الیوم فیہ فضل عظیم لدیہ و لدیہ فیہ هذا  
ینبغی انہ اذا جعل هذا الشہر الکریم ان یکر و یعظم و یحرم بہ الاحترام الاترعیان بہ اتباعا لہ صلی  
اللہ علیہ و سلم فی کونہ کان یخص الا و قامت  
الفاضلۃ بن زیادۃ فعل الیر فیہا و کثرۃ الخیرات انتہی  
یہجم انکہ قطب الاقطاب غوث الاعظم و غنیۃ الطالبین میفرماید قال ہبط علی قبر الحسن بن علی بن مرصیب  
سبعون الف مالک یشکون علیہ الی یوم القیمۃ و جبہ استدلال آنکہ چون بقفا و نذر انفرشتہ مقیم کردہ اگر وہ  
مار و قیامت مہر و گریہ باشند مجاہد آنجناب چگونہ ازین ترکست خود را و محروم و از نہ قال و قال اللہ تع و من  
یقفل مؤمننا متعلما فخرناہ جمہم خالدا فیہا و غضب اللہ علیہ لعنہ و لعنہ علیا الی اللہ تعالیٰ فرماتہ  
اور جو کوئی مارے مسلمان کو قصد کرے کہ تو اسکی شر او نزع ہے اسمین پڑا ہے اور اللہ نے اسپر غضب کیا  
اور اسکو لعنت کی اور اسکی واسطے طیار کیا ہے پڑا عذاب و بیان ہے بوجہ کیا کہ نریا و جو کوئی مارے



مثل میں راہی اور سبک بخواتین کے غضب اور لعنت اور عذاب میں ہونے اور انکی روحیں نہایت رنج اور اتم  
 میں رنج و غم و غم کے خوشی کا نشانہ ہو گا غرض اس جو کوئی نیرید اور اسکے ساتھیوں کا دوست اور  
 اور غمخوار ہو اور اگر غم اور مصیبت میں دیکھ نہ سکے تو وہ ماتم داری میں نیرید کی موافقت کرے **اقول** و  
 ان تین مخاطب باندک فاعل محفوظ بودن بناب ماتم مظلوم و درین زمان بہشت عجب سرشت بیان نموده سہ  
 آورده کہ یک مصرعہ شایکہ دوست جو خوش و خوشی کیجے و اکنون گرفتاری نیرید و عذاب الہی بیان شد  
 ماتم وارن جناب میں اے الہیایا فاعل غمخوار نیرید ہر سید ہر پس اولیاء مخاطب را انست ست کہ بر شہادت شہید  
 کہ ملاوازم حضرت سرور تصدیق رسانند و غرض و عداوت الہیت را منصفہ پر جز جلودہ گرسازند و نہ بقول مخاطب  
 از اتباع آنحضرت محمد بن محمد بن عبدو بنو ذی اللہ من العوائذ الی هذه الغایز **قال** بخلاف وقت وقوع  
 واقعہ کے دشمن خوش ہو جو دستہ اور الہیت و روح و مصیبت تا نیرید میں پیستہ تھی اسوقت غمناک ہوا متفلسف  
 محبت اور شہرت **اقول** شہادت اللہ در تحریر الشہادتین میں فرمادیکہ تا ہر حاضر و غائب برین سامعہ ہوشیار  
 مطلع شود و ہر کس از روز نزدیک ترک تاجیک چین و ائمہ غم سا خبر دار گرد و ہیکہ مقصود اصلی و غرض تقبیلی این  
 ہمہ باقیان غم دالم ماتم و ذکر دیو گارے و قانع ہوا از روز و سواخ غم فرسو و درین امت باقیام قیامت است  
 این عبارت فصل است بر نیک باقی داشتن کار و خزان و مصیبت جناب شہید مظلوم و درین امت خواہش ربانی است  
 و تعلق شہادت کبرے منوط بر پیچہ امور است و نیز در تحریر الشہادتین مسطور است کہ در زمانیکہ خیر رحمت الہیت رسالت  
 پذیرد رسید اولاد و مہاجر و انصار و دیگر ایامی مدینہ از صغار و کبار با استقبال و دیدن ہینکہ فریت رسول و جگر گوشہ  
 بقول را متبلا مصیبت دیدن حالتی از غم و اندوہ و گریہ و زاری بر الشہادت گذشت کہ خارج از حیطہ شرح و بیان است  
 گو نیز مصیبتی کہ روز وفات حضرت سرور کائنات علیہ افضل من الصلوٰۃ و التحیات بر اہل ینہ گذشتہ بود وہاں مصیبت  
 از روز گذشت کہ امام زین العابدین با زبان و تمیان الہیت نبوت و سر مبارک سید الشہداء علیہ التحیۃ و الثناء از مشرق  
 مدینہ برگشت فریادی عجیب و شور و غریب در مدینہ بر پا بود کہ یاد از ہنگام قیامت میداد انتہی و تیر آمدہ کہ ہنگام زہر  
 فرشتہ از روز شہادت بر قبر مطہر اسے گریہ قیامت فرو آمدہ اند پس اگر گریہ در ہا وقت شہادت جائز بود سے  
 و بعد آن ممنوع اتہا مت ملائکہ قیامت بر اسے گریہ چگونہ پیشہ **قال** قال اللہ تعالیٰ قل صدق اللہ فاعلم فی



سلامت ابراهیم حنیفاً و کان من المشرکین **ت** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میرا اللہ ہے اسے اللہ ہی کہو جو میرا رب ہے  
 کہتے کہ جو ایک طرف کا تھا اور نہ تھا نہ کہ کبریا و الوہیت **و** اس آیت سے اور دیگر آیتوں سے ثابت ہے کہ  
 وہ بن میں ملت ابراہیم کی تابعداری فرض جو اور حضرت ابراہیم سلمت میں ہر توبہ میں بن میں اس میں سے یہ ہے  
 کہ توبہ کا ثبوت اور اپنے قریب اور دوست کی موت میں صبر کرنا اور بخی و فرخ شیون لڑی سے دور رہنا تو توبہ  
 میں سب باتیں اسکی برعکس ہیں بلکہ باتیں ہیں موت کی وقت نہ چاہیے چہ جائے سیکڑوں بیرون کے بعد ببال کرنا  
**اقول** وہ بتائیں تو یہ مومنہ نوحہ معمولہ زمان جاہلیت است ورنہ اگر مستحق پرست یا وکروان اوصاف حمیدہ و  
 وخصال پسندیدہ کہ راست و درست باشند معمول خاصان خدا ہو وہ است و شواہدان **س** اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ  
 عبارت رسالہ تحریر شدہ تین اکتفا میر و دو باقی انرا تارہ علامات نوحہ جن است انما بدین شہادہ خرج ابو نعیم  
 حبیب بن ثابت قال سمعت ابا نعیم عن علی اکبر بن ابی طالب علی اکبر بن ابی طالب علی اکبر بن ابی طالب  
 علی اکبر بن ابی طالب علی اکبر بن ابی طالب علی اکبر بن ابی طالب علی اکبر بن ابی طالب علی اکبر بن ابی طالب  
 حسینؑ در حاکمیکہ میگفت کہ سح کر و بوسید پیشانی اور بس بود بر اسے او نور و لمعان و رخسار بارید و فادرت  
 بودند از عہدگان قریش و بود و جدش بہترین جد یا یعنی جنید نوہ میگردد و حسین و میگردد بران و نیگفت اسچہ بپای  
 رفت و آخر ہم ابو نعیم عن جابر بن عبد اللہ عن جابر بن عبد اللہ عن جابر بن عبد اللہ عن جابر بن عبد اللہ  
 ابن الاقداس عن ابی الحسن عن ابی الحسن عن ابی الحسن عن ابی الحسن عن ابی الحسن عن ابی الحسن عن ابی الحسن  
 الا یا عین ثابت بن علیؑ و من سئل علیؑ عن ابی الحسن عن ابی الحسن عن ابی الحسن عن ابی الحسن عن ابی الحسن  
 الی مسیحی عن عمار بن عبد اللہ عن ابی نعیم عن جابر بن عبد اللہ عن جابر بن عبد اللہ عن جابر بن عبد اللہ  
 وفات یافتہ غیر خدا صلعم مگر انشب و نمی بنیم مگر انیکہ پس من تحقیق کشتہ شیعہ ہیں فرمود کہ تیر خود را کہ بیرون  
 روی پس پر سے پس خبر و کتیرہ انیکہ تحقیق کشتہ حسین و بدرتیکہ جنید نوہ سیکند اکا و باش ای چشم پس گرد و زار سے  
 کن کہو شنش تمام و کیت کہ گردیکند بر شیدان بعد از من بر گردی کشید ایشانرا اسباب موت بسوی ظالم کسرش در  
 سلطنت زمان من و گویند کہ حضرت ام سلمہ بعد دریافت این ابراہیم را کہ گیت کہ از پیش رفت و تا و غشی او طار  
 نامہ و آخر ہم ابو نعیم عن جابر بن عبد اللہ عن جابر بن عبد اللہ عن جابر بن عبد اللہ عن جابر بن عبد اللہ

کہ ان حسین اہل دوزخ و ابونعیم زفریہ بن جابر غفری ازاد و غوث گشت کہ شہیدین کے بار بار باندہ گریہ پیکر  
 جو حسینؑ کی گشت کہ قبر میں حسینؑ کی ساقیہ نکلیں شدہ ہو و حسینؑ باہمال و کورہ و استغفار پویشید نماز کے ساتھ گشت  
 کہ مراد از نوہ در عقیقہ کیم پرستین ہا و کوا و صاف حمیدہ و خصال پسندیدہ حضرت امام حسینؑ است نہ نہ متعارف  
 و مرسوم اہل بدعت و عمل نہایت جاہلیت کہ ان باتفاق علماء اہل مرام و اہل احادیث و مجید شہید بران وارد است  
 انتہی و مسلم نہاریم کہ در تفسیر واری امر سے از امور ممنوعہ ہونہ باشد تفصیل میں مطالبہ در اسبق ہم تحریر کیا  
 و می آید و اگر احد سے از عوام متکلی می از امور ناجائز شود و از اور مخالفت تفسیر وارسے چہ مدخل زیارہ کہ کہ  
 را تنبیہ باد و ہر مہاویں تفسیر وارسے و مخزن و ممنوع ہون و گریہ و زاری نمودن در حساب خیال امام مظلوم  
 علیہ السلام امر نیست و نہ مستحق است از سنن نبویؐ کہ نسبتا **قال** و دوسری آیت میں خدا فرماتا ہے  
 واقعے کو سمجھنا ہر امر سے مختلف ہے اور کون پسند نہ کرے کہ امت اہل ایمان کو مگر یہ خوف ہوا ہے  
 جیسے اور صحیح بخاری سے اور مسلم میں یہ حدیث ہے کہ پیغمبرؐ فرماتے فرمایا میں احداث فی امرنا اہل الین منہا ہے  
 یعنی جو کوئی نئی بات نکالے ہمارے اس دین میں جو اس میں نہ سودہ و مردود ہے **اقول** این آیت از ابن عباسؓ  
 نثار و انجمن احادیث عام مخصوص البعض نہ چنانچہ در رسالہ غایۃ المرام صفحہ ۶۸ - ۶۹ - ۷۰ - ۷۱ - ۷۲ - ۷۳ - ۷۴ - ۷۵ - ۷۶ - ۷۷ - ۷۸ - ۷۹ - ۸۰ - ۸۱ - ۸۲ - ۸۳ - ۸۴ - ۸۵ - ۸۶ - ۸۷ - ۸۸ - ۸۹ - ۹۰ - ۹۱ - ۹۲ - ۹۳ - ۹۴ - ۹۵ - ۹۶ - ۹۷ - ۹۸ - ۹۹ - ۱۰۰ - ۱۰۱ - ۱۰۲ - ۱۰۳ - ۱۰۴ - ۱۰۵ - ۱۰۶ - ۱۰۷ - ۱۰۸ - ۱۰۹ - ۱۱۰ - ۱۱۱ - ۱۱۲ - ۱۱۳ - ۱۱۴ - ۱۱۵ - ۱۱۶ - ۱۱۷ - ۱۱۸ - ۱۱۹ - ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۲۲ - ۱۲۳ - ۱۲۴ - ۱۲۵ - ۱۲۶ - ۱۲۷ - ۱۲۸ - ۱۲۹ - ۱۳۰ - ۱۳۱ - ۱۳۲ - ۱۳۳ - ۱۳۴ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۳۷ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱ - ۱۴۲ - ۱۴۳ - ۱۴۴ - ۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۷ - ۱۴۸ - ۱۴۹ - ۱۵۰ - ۱۵۱ - ۱۵۲ - ۱۵۳ - ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۵۹ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۶۶ - ۱۶۷ - ۱۶۸ - ۱۶۹ - ۱۷۰ - ۱۷۱ - ۱۷۲ - ۱۷۳ - ۱۷۴ - ۱۷۵ - ۱۷۶ - ۱۷۷ - ۱۷۸ - ۱۷۹ - ۱۸۰ - ۱۸۱ - ۱۸۲ - ۱۸۳ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۱۸۶ - ۱۸۷ - ۱۸۸ - ۱۸۹ - ۱۹۰ - ۱۹۱ - ۱۹۲ - ۱۹۳ - ۱۹۴ - ۱۹۵ - ۱۹۶ - ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۱۹۹ - ۲۰۰ - ۲۰۱ - ۲۰۲ - ۲۰۳ - ۲۰۴ - ۲۰۵ - ۲۰۶ - ۲۰۷ - ۲۰۸ - ۲۰۹ - ۲۱۰ - ۲۱۱ - ۲۱۲ - ۲۱۳ - ۲۱۴ - ۲۱۵ - ۲۱۶ - ۲۱۷ - ۲۱۸ - ۲۱۹ - ۲۲۰ - ۲۲۱ - ۲۲۲ - ۲۲۳ - ۲۲۴ - ۲۲۵ - ۲۲۶ - ۲۲۷ - ۲۲۸ - ۲۲۹ - ۲۳۰ - ۲۳۱ - ۲۳۲ - ۲۳۳ - ۲۳۴ - ۲۳۵ - ۲۳۶ - ۲۳۷ - ۲۳۸ - ۲۳۹ - ۲۴۰ - ۲۴۱ - ۲۴۲ - ۲۴۳ - ۲۴۴ - ۲۴۵ - ۲۴۶ - ۲۴۷ - ۲۴۸ - ۲۴۹ - ۲۵۰ - ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۳ - ۲۵۴ - ۲۵۵ - ۲۵۶ - ۲۵۷ - ۲۵۸ - ۲۵۹ - ۲۶۰ - ۲۶۱ - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۴ - ۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۷ - ۲۶۸ - ۲۶۹ - ۲۷۰ - ۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۳ - ۲۷۴ - ۲۷۵ - ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۷۹ - ۲۸۰ - ۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۲۸۴ - ۲۸۵ - ۲۸۶ - ۲۸۷ - ۲۸۸ - ۲۸۹ - ۲۹۰ - ۲۹۱ - ۲۹۲ - ۲۹۳ - ۲۹۴ - ۲۹۵ - ۲۹۶ - ۲۹۷ - ۲۹۸ - ۲۹۹ - ۳۰۰ - ۳۰۱ - ۳۰۲ - ۳۰۳ - ۳۰۴ - ۳۰۵ - ۳۰۶ - ۳۰۷ - ۳۰۸ - ۳۰۹ - ۳۱۰ - ۳۱۱ - ۳۱۲ - ۳۱۳ - ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۱۶ - ۳۱۷ - ۳۱۸ - ۳۱۹ - ۳۲۰ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ۳۲۳ - ۳۲۴ - ۳۲۵ - ۳۲۶ - ۳۲۷ - ۳۲۸ - ۳۲۹ - ۳۳۰ - ۳۳۱ - ۳۳۲ - ۳۳۳ - ۳۳۴ - ۳۳۵ - ۳۳۶ - ۳۳۷ - ۳۳۸ - ۳۳۹ - ۳۴۰ - ۳۴۱ - ۳۴۲ - ۳۴۳ - ۳۴۴ - ۳۴۵ - ۳۴۶ - ۳۴۷ - ۳۴۸ - ۳۴۹ - ۳۵۰ - ۳۵۱ - ۳۵۲ - ۳۵۳ - ۳۵۴ - ۳۵۵ - ۳۵۶ - ۳۵۷ - ۳۵۸ - ۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۶۱ - ۳۶۲ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۵ - ۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۶۸ - ۳۶۹ - ۳۷۰ - ۳۷۱ - ۳۷۲ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۷۷ - ۳۷۸ - ۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۱ - ۳۸۲ - ۳۸۳ - ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۸۷ - ۳۸۸ - ۳۸۹ - ۳۹۰ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴ - ۳۹۵ - ۳۹۶ - ۳۹۷ - ۳۹۸ - ۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۱ - ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴ - ۴۰۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ - ۴۰۸ - ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۱ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۱۵ - ۴۱۶ - ۴۱۷ - ۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۱ - ۴۲۲ - ۴۲۳ - ۴۲۴ - ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۲۷ - ۴۲۸ - ۴۲۹ - ۴۳۰ - ۴۳۱ - ۴۳۲ - ۴۳۳ - ۴۳۴ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۳۷ - ۴۳۸ - ۴۳۹ - ۴۴۰ - ۴۴۱ - ۴۴۲ - ۴۴۳ - ۴۴۴ - ۴۴۵ - ۴۴۶ - ۴۴۷ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۵۴ - ۴۵۵ - ۴۵۶ - ۴۵۷ - ۴۵۸ - ۴۵۹ - ۴۶۰ - ۴۶۱ - ۴۶۲ - ۴۶۳ - ۴۶۴ - ۴۶۵ - ۴۶۶ - ۴۶۷ - ۴۶۸ - ۴۶۹ - ۴۷۰ - ۴۷۱ - ۴۷۲ - ۴۷۳ - ۴۷۴ - ۴۷۵ - ۴۷۶ - ۴۷۷ - ۴۷۸ - ۴۷۹ - ۴۸۰ - ۴۸۱ - ۴۸۲ - ۴۸۳ - ۴۸۴ - ۴۸۵ - ۴۸۶ - ۴۸۷ - ۴۸۸ - ۴۸۹ - ۴۹۰ - ۴۹۱ - ۴۹۲ - ۴۹۳ - ۴۹۴ - ۴۹۵ - ۴۹۶ - ۴۹۷ - ۴۹۸ - ۴۹۹ - ۵۰۰ - ۵۰۱ - ۵۰۲ - ۵۰۳ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۶ - ۵۰۷ - ۵۰۸ - ۵۰۹ - ۵۱۰ - ۵۱۱ - ۵۱۲ - ۵۱۳ - ۵۱۴ - ۵۱۵ - ۵۱۶ - ۵۱۷ - ۵۱۸ - ۵۱۹ - ۵۲۰ - ۵۲۱ - ۵۲۲ - ۵۲۳ - ۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶ - ۵۲۷ - ۵۲۸ - ۵۲۹ - ۵۳۰ - ۵۳۱ - ۵۳۲ - ۵۳۳ - ۵۳۴ - ۵۳۵ - ۵۳۶ - ۵۳۷ - ۵۳۸ - ۵۳۹ - ۵۴۰ - ۵۴۱ - ۵۴۲ - ۵۴۳ - ۵۴۴ - ۵۴۵ - ۵۴۶ - ۵۴۷ - ۵۴۸ - ۵۴۹ - ۵۵۰ - ۵۵۱ - ۵۵۲ - ۵۵۳ - ۵۵۴ - ۵۵۵ - ۵۵۶ - ۵۵۷ - ۵۵۸ - ۵۵۹ - ۵۶۰ - ۵۶۱ - ۵۶۲ - ۵۶۳ - ۵۶۴ - ۵۶۵ - ۵۶۶ - ۵۶۷ - ۵۶۸ - ۵۶۹ - ۵۷۰ - ۵۷۱ - ۵۷۲ - ۵۷۳ - ۵۷۴ - ۵۷۵ - ۵۷۶ - ۵۷۷ - ۵۷۸ - ۵۷۹ - ۵۸۰ - ۵۸۱ - ۵۸۲ - ۵۸۳ - ۵۸۴ - ۵۸۵ - ۵۸۶ - ۵۸۷ - ۵۸۸ - ۵۸۹ - ۵۹۰ - ۵۹۱ - ۵۹۲ - ۵۹۳ - ۵۹۴ - ۵۹۵ - ۵۹۶ - ۵۹۷ - ۵۹۸ - ۵۹۹ - ۶۰۰ - ۶۰۱ - ۶۰۲ - ۶۰۳ - ۶۰۴ - ۶۰۵ - ۶۰۶ - ۶۰۷ - ۶۰۸ - ۶۰۹ - ۶۱۰ - ۶۱۱ - ۶۱۲ - ۶۱۳ - ۶۱۴ - ۶۱۵ - ۶۱۶ - ۶۱۷ - ۶۱۸ - ۶۱۹ - ۶۲۰ - ۶۲۱ - ۶۲۲ - ۶۲۳ - ۶۲۴ - ۶۲۵ - ۶۲۶ - ۶۲۷ - ۶۲۸ - ۶۲۹ - ۶۳۰ - ۶۳۱ - ۶۳۲ - ۶۳۳ - ۶۳۴ - ۶۳۵ - ۶۳۶ - ۶۳۷ - ۶۳۸ - ۶۳۹ - ۶۴۰ - ۶۴۱ - ۶۴۲ - ۶۴۳ - ۶۴۴ - ۶۴۵ - ۶۴۶ - ۶۴۷ - ۶۴۸ - ۶۴۹ - ۶۵۰ - ۶۵۱ - ۶۵۲ - ۶۵۳ - ۶۵۴ - ۶۵۵ - ۶۵۶ - ۶۵۷ - ۶۵۸ - ۶۵۹ - ۶۶۰ - ۶۶۱ - ۶۶۲ - ۶۶۳ - ۶۶۴ - ۶۶۵ - ۶۶۶ - ۶۶۷ - ۶۶۸ - ۶۶۹ - ۶۷۰ - ۶۷۱ - ۶۷۲ - ۶۷۳ - ۶۷۴ - ۶۷۵ - ۶۷۶ - ۶۷۷ - ۶۷۸ - ۶۷۹ - ۶۸۰ - ۶۸۱ - ۶۸۲ - ۶۸۳ - ۶۸۴ - ۶۸۵ - ۶۸۶ - ۶۸۷ - ۶۸۸ - ۶۸۹ - ۶۹۰ - ۶۹۱ - ۶۹۲ - ۶۹۳ - ۶۹۴ - ۶۹۵ - ۶۹۶ - ۶۹۷ - ۶۹۸ - ۶۹۹ - ۷۰۰ - ۷۰۱ - ۷۰۲ - ۷۰۳ - ۷۰۴ - ۷۰۵ - ۷۰۶ - ۷۰۷ - ۷۰۸ - ۷۰۹ - ۷۱۰ - ۷۱۱ - ۷۱۲ - ۷۱۳ - ۷۱۴ - ۷۱۵ - ۷۱۶ - ۷۱۷ - ۷۱۸ - ۷۱۹ - ۷۲۰ - ۷۲۱ - ۷۲۲ - ۷۲۳ - ۷۲۴ - ۷۲۵ - ۷۲۶ - ۷۲۷ - ۷۲۸ - ۷۲۹ - ۷۳۰ - ۷۳۱ - ۷۳۲ - ۷۳۳ - ۷۳۴ - ۷۳۵ - ۷۳۶ - ۷۳۷ - ۷۳۸ - ۷۳۹ - ۷۴۰ - ۷۴۱ - ۷۴۲ - ۷۴۳ - ۷۴۴ - ۷۴۵ - ۷۴۶ - ۷۴۷ - ۷۴۸ - ۷۴۹ - ۷۵۰ - ۷۵۱ - ۷۵۲ - ۷۵۳ - ۷۵۴ - ۷۵۵ - ۷۵۶ - ۷۵۷ - ۷۵۸ - ۷۵۹ - ۷۶۰ - ۷۶۱ - ۷۶۲ - ۷۶۳ - ۷۶۴ - ۷۶۵ - ۷۶۶ - ۷۶۷ - ۷۶۸ - ۷۶۹ - ۷۷۰ - ۷۷۱ - ۷۷۲ - ۷۷۳ - ۷۷۴ - ۷۷۵ - ۷۷۶ - ۷۷۷ - ۷۷۸ - ۷۷۹ - ۷۸۰ - ۷۸۱ - ۷۸۲ - ۷۸۳ - ۷۸۴ - ۷۸۵ - ۷۸۶ - ۷۸۷ - ۷۸۸ - ۷۸۹ - ۷۹۰ - ۷۹۱ - ۷۹۲ - ۷۹۳ - ۷۹۴ - ۷۹۵ - ۷۹۶ - ۷۹۷ - ۷۹۸ - ۷۹۹ - ۸۰۰ - ۸۰۱ - ۸۰۲ - ۸۰۳ - ۸۰۴ - ۸۰۵ - ۸۰۶ - ۸۰۷ - ۸۰۸ - ۸۰۹ - ۸۱۰ - ۸۱۱ - ۸۱۲ - ۸۱۳ - ۸۱۴ - ۸۱۵ - ۸۱۶ - ۸۱۷ - ۸۱۸ - ۸۱۹ - ۸۲۰ - ۸۲۱ - ۸۲۲ - ۸۲۳ - ۸۲۴ - ۸۲۵ - ۸۲۶ - ۸۲۷ - ۸۲۸ - ۸۲۹ - ۸۳۰ - ۸۳۱ - ۸۳۲ - ۸۳۳ - ۸۳۴ - ۸۳۵ - ۸۳۶ - ۸۳۷ - ۸۳۸ - ۸۳۹ - ۸۴۰ - ۸۴۱ - ۸۴۲ - ۸۴۳ - ۸۴۴ - ۸۴۵ - ۸۴۶ - ۸۴۷ - ۸۴۸ - ۸۴۹ - ۸۵۰ - ۸۵۱ - ۸۵۲ - ۸۵۳ - ۸۵۴ - ۸۵۵ - ۸۵۶ - ۸۵۷ - ۸۵۸ - ۸۵۹ - ۸۶۰ - ۸۶۱ - ۸۶۲ - ۸۶۳ - ۸۶۴ - ۸۶۵ - ۸۶۶ - ۸۶۷ - ۸۶۸ - ۸۶۹ - ۸۷۰ - ۸۷۱ - ۸۷۲ - ۸۷۳ - ۸۷۴ - ۸۷۵ - ۸۷۶ - ۸۷۷ - ۸۷۸ - ۸۷۹ - ۸۸۰ - ۸۸۱ - ۸۸۲ - ۸۸۳ - ۸۸۴ - ۸۸۵ - ۸۸۶ - ۸۸۷ - ۸۸۸ - ۸۸۹ - ۸۹۰ - ۸۹۱ - ۸۹۲ - ۸۹۳ - ۸۹۴ - ۸۹۵ - ۸۹۶ - ۸۹۷ - ۸۹۸ - ۸۹۹ - ۹۰۰ - ۹۰۱ - ۹۰۲ - ۹۰۳ - ۹۰۴ - ۹۰۵ - ۹۰۶ - ۹۰۷ - ۹۰۸ - ۹۰۹ - ۹۱۰ - ۹۱۱ - ۹۱۲ - ۹۱۳ - ۹۱۴ - ۹۱۵ - ۹۱۶ - ۹۱۷ - ۹۱۸ - ۹۱۹ - ۹۲۰ - ۹۲۱ - ۹۲۲ - ۹۲۳ - ۹۲۴ - ۹۲۵ - ۹۲۶ - ۹۲۷ - ۹۲۸ - ۹۲۹ - ۹۳۰ - ۹۳۱ - ۹۳۲ - ۹۳۳ - ۹۳۴ - ۹۳۵ - ۹۳۶ - ۹۳۷ - ۹۳۸ - ۹۳۹ - ۹۴۰ - ۹۴۱ - ۹۴۲ - ۹۴۳ - ۹۴۴ - ۹۴۵ - ۹۴۶ - ۹۴۷ - ۹۴۸ - ۹۴۹ - ۹۵۰ - ۹۵۱ - ۹۵۲ - ۹۵۳ - ۹۵۴ - ۹۵۵ - ۹۵۶ - ۹۵۷ - ۹۵۸ - ۹۵۹ - ۹۶۰ - ۹۶۱ - ۹۶۲ - ۹۶۳ - ۹۶۴ - ۹۶۵ - ۹۶۶ - ۹۶۷ - ۹۶۸ - ۹۶۹ - ۹۷۰ - ۹۷۱ - ۹۷۲ - ۹۷۳ - ۹۷۴ - ۹۷۵ - ۹۷۶ - ۹۷۷ - ۹۷۸ - ۹۷۹ - ۹۸۰ - ۹۸۱ - ۹۸۲ - ۹۸۳ - ۹۸۴ - ۹۸۵ - ۹۸۶ - ۹۸۷ - ۹۸۸ - ۹۸۹ - ۹۹۰ - ۹۹۱ - ۹۹۲ - ۹۹۳ - ۹۹۴ - ۹۹۵ - ۹۹۶ - ۹۹۷ - ۹۹۸ - ۹۹۹ - ۱۰۰۰ - ۱۰۰۱ - ۱۰۰۲ - ۱۰۰۳ - ۱۰۰۴ - ۱۰۰۵ - ۱۰۰۶ - ۱۰۰۷ - ۱۰۰۸ - ۱۰۰۹ - ۱۰۱۰ - ۱۰۱۱ - ۱۰۱۲ - ۱۰۱۳ - ۱۰۱۴ - ۱۰۱۵ - ۱۰۱۶ - ۱۰۱۷ - ۱۰۱۸ - ۱۰۱۹ - ۱۰۲۰ - ۱۰۲۱ - ۱۰۲۲ - ۱۰۲۳ - ۱۰۲۴ - ۱۰۲۵ - ۱۰۲۶ - ۱۰۲۷ - ۱۰۲۸ - ۱۰۲۹ - ۱۰۳۰ - ۱۰۳۱ - ۱۰۳۲ - ۱۰۳۳ - ۱۰۳۴ - ۱۰۳۵ - ۱۰۳۶ - ۱۰۳۷ - ۱۰۳۸ - ۱۰۳۹ - ۱۰۴۰ - ۱۰۴۱ - ۱۰۴۲ - ۱۰۴۳ - ۱۰۴۴ - ۱۰۴۵ - ۱۰۴۶ - ۱۰۴۷ - ۱۰۴۸ - ۱۰۴۹ - ۱۰۵۰ - ۱۰۵۱ - ۱۰۵۲ - ۱۰۵۳ - ۱۰۵۴ - ۱۰۵۵ - ۱۰۵۶ - ۱۰۵۷ - ۱۰۵۸ - ۱۰۵۹ - ۱۰۶۰ - ۱۰۶۱ - ۱۰۶۲ - ۱۰۶۳ - ۱۰۶۴ - ۱۰۶۵ - ۱۰۶۶ - ۱۰۶۷ - ۱۰۶۸ - ۱۰۶۹ - ۱۰۷۰ - ۱۰۷۱ - ۱۰۷۲ - ۱۰۷۳ - ۱۰۷۴ - ۱۰۷۵ - ۱۰۷۶ - ۱۰۷۷ - ۱۰۷۸ - ۱۰۷۹ - ۱۰۸۰ - ۱۰۸۱ - ۱۰۸۲ - ۱۰۸۳ - ۱۰۸۴ - ۱۰۸۵ - ۱۰۸۶ - ۱۰۸۷ - ۱۰۸۸ - ۱۰۸۹ - ۱۰۹۰ - ۱۰۹۱ - ۱۰۹۲ - ۱۰۹۳ - ۱۰۹۴ - ۱۰۹۵ - ۱۰۹۶ - ۱۰۹۷ - ۱۰۹۸ - ۱۰۹۹ - ۱۱۰۰ - ۱۱۰۱ - ۱۱۰۲ - ۱۱۰۳ - ۱۱۰۴ - ۱۱۰۵ - ۱۱۰۶ - ۱۱۰۷ - ۱۱۰۸ - ۱۱۰۹ - ۱۱۱۰ - ۱۱۱۱ - ۱۱۱۲ - ۱۱۱۳ - ۱۱۱۴ - ۱۱۱۵ - ۱۱۱۶ - ۱۱۱۷ - ۱۱۱۸ - ۱۱۱۹ - ۱۱۲۰ - ۱۱۲۱ - ۱۱۲۲ - ۱۱۲۳ - ۱۱۲۴ - ۱۱۲۵ - ۱۱۲۶ - ۱۱۲۷ - ۱۱۲۸ - ۱۱۲۹ - ۱۱۳۰ - ۱۱۳۱ - ۱۱۳۲ - ۱۱۳۳ - ۱۱۳۴ - ۱۱۳۵ - ۱۱۳۶ - ۱۱۳۷ - ۱۱۳۸ - ۱۱۳۹ - ۱۱۴۰ - ۱۱۴۱ - ۱۱۴۲ - ۱۱۴۳ - ۱۱۴۴ - ۱۱۴۵ - ۱۱۴۶ - ۱۱۴۷ - ۱۱۴۸ - ۱۱۴۹ - ۱۱۵۰ - ۱۱۵۱ - ۱۱۵۲ - ۱۱۵۳ - ۱۱۵۴ - ۱۱۵۵ - ۱۱۵۶ - ۱۱۵۷ - ۱۱۵۸ - ۱۱۵۹ - ۱۱۶۰ - ۱۱۶۱ - ۱۱۶۲ - ۱۱۶۳ - ۱۱۶۴ - ۱۱۶۵ - ۱۱۶۶ - ۱۱۶۷ - ۱۱۶۸ - ۱۱۶۹ - ۱۱۷۰ - ۱۱۷۱ - ۱۱۷۲ - ۱۱۷۳ - ۱۱۷۴ - ۱۱۷۵ - ۱۱۷۶ - ۱۱۷۷ - ۱۱۷۸ - ۱۱۷۹ - ۱۱۸۰ - ۱۱۸۱ - ۱۱۸۲ - ۱۱۸۳ - ۱۱۸۴ - ۱۱۸۵ - ۱۱۸۶ - ۱۱۸۷ - ۱۱۸۸ - ۱۱۸۹ - ۱۱۹۰ - ۱۱۹۱ - ۱۱۹۲ - ۱۱۹۳ - ۱۱۹۴ - ۱۱۹۵ - ۱۱۹۶ - ۱۱۹۷ - ۱۱۹۸ - ۱۱۹۹ - ۱۲۰۰ - ۱۲۰۱ - ۱۲۰۲ - ۱۲۰۳ - ۱۲۰۴ - ۱۲۰۵ - ۱۲۰۶ - ۱۲۰۷ - ۱۲۰۸ - ۱۲۰۹ - ۱۲۱۰ - ۱۲۱۱ - ۱۲۱۲ - ۱۲۱۳ - ۱۲۱۴ - ۱۲۱۵ - ۱۲۱۶ - ۱۲۱۷ - ۱۲۱۸ - ۱۲۱۹ - ۱۲۲۰ - ۱۲۲۱ - ۱۲۲۲ - ۱۲۲۳ - ۱۲۲۴ - ۱۲۲۵ - ۱۲۲۶ - ۱۲۲۷ - ۱۲۲۸ - ۱۲۲۹ - ۱۲۳۰ - ۱۲۳۱ - ۱۲۳۲ - ۱۲۳۳ - ۱۲۳۴ - ۱۲۳۵ - ۱۲۳۶ - ۱۲۳۷ - ۱۲۳۸ - ۱۲۳۹ - ۱۲۴۰ - ۱۲۴۱ - ۱۲۴۲ - ۱۲۴۳ - ۱۲۴۴ - ۱۲۴۵ - ۱۲۴۶ - ۱۲۴۷ - ۱۲۴۸ - ۱۲۴۹ - ۱۲۵۰ - ۱۲۵۱ - ۱۲۵۲ - ۱۲۵۳ - ۱۲۵۴ - ۱۲۵۵ - ۱۲۵۶ - ۱۲۵۷ - ۱۲۵۸ - ۱۲۵۹ - ۱۲۶۰ - ۱۲۶۱ - ۱۲۶۲ - ۱۲۶۳ - ۱۲۶۴ - ۱۲۶۵ - ۱۲۶۶ - ۱۲۶۷ - ۱۲۶۸ - ۱۲۶۹ - ۱۲۷۰ - ۱۲۷۱ - ۱۲۷۲ - ۱۲۷۳ - ۱۲۷۴ - ۱۲۷۵ - ۱۲۷۶ - ۱۲۷۷ - ۱۲۷۸ - ۱۲۷۹ - ۱۲۸۰ - ۱۲۸۱ - ۱۲۸۲ - ۱۲۸۳ - ۱۲۸۴ - ۱۲۸۵ - ۱۲۸۶ - ۱۲۸۷ - ۱۲۸۸ - ۱۲۸۹ - ۱۲۹۰ - ۱۲۹۱ - ۱۲۹۲ - ۱۲۹۳ - ۱۲۹۴ - ۱۲۹۵ - ۱۲۹۶ - ۱۲۹۷ - ۱۲۹۸ - ۱۲۹۹ - ۱۳۰۰ - ۱۳۰۱ - ۱۳۰۲ - ۱۳۰۳ - ۱۳۰۴ - ۱۳۰۵ - ۱۳۰۶ - ۱۳۰۷ - ۱۳۰۸ - ۱۳۰۹ - ۱۳۱۰ - ۱۳۱۱ - ۱۳۱۲ - ۱۳۱۳ - ۱۳۱۴ - ۱۳۱۵ - ۱۳۱۶ - ۱۳۱۷ - ۱۳۱۸ - ۱۳۱۹ - ۱۳۲۰ - ۱۳۲۱ - ۱۳۲۲ - ۱۳۲۳ - ۱۳۲۴ - ۱۳۲۵ - ۱۳۲۶ - ۱۳۲۷ - ۱۳۲۸ - ۱۳۲۹ - ۱۳۳۰ - ۱۳۳۱ - ۱۳۳۲ - ۱۳۳۳ - ۱۳۳۴ - ۱۳۳۵ - ۱۳۳۶ - ۱۳۳۷ - ۱۳۳۸ - ۱۳۳۹ - ۱۳۴۰ - ۱۳۴۱ - ۱۳۴۲ - ۱۳۴۳ - ۱۳۴۴ - ۱۳۴۵ - ۱۳۴۶ - ۱۳۴۷ - ۱۳۴۸ - ۱۳۴۹ - ۱۳۵۰ - ۱۳۵۱ - ۱۳۵۲ - ۱۳۵۳ - ۱۳۵۴ - ۱۳۵۵ - ۱۳۵۶ - ۱۳۵۷ - ۱۳۵۸ - ۱۳۵۹ - ۱۳۶۰ - ۱۳۶۱ - ۱۳۶۲ - ۱۳۶۳ - ۱۳۶۴ - ۱۳۶۵ - ۱۳۶۶ - ۱۳۶۷ - ۱۳۶۸ - ۱۳۶۹ - ۱۳۷۰ - ۱۳۷۱ - ۱۳۷۲ - ۱۳۷۳ - ۱۳۷۴ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۶ - ۱۳۷۷ - ۱۳۷۸ - ۱۳۷۹ - ۱۳۸۰ - ۱۳۸۱ - ۱۳۸۲ - ۱۳۸۳ - ۱۳۸۴ - ۱۳۸۵ - ۱۳۸۶ - ۱۳۸۷ - ۱۳۸۸ - ۱۳۸۹ - ۱۳۹۰ - ۱۳۹۱ - ۱۳۹۲ - ۱۳۹۳ - ۱۳۹۴ - ۱۳۹۵ - ۱۳۹۶ - ۱۳۹۷ - ۱۳۹۸ - ۱۳۹۹ - ۱۴۰۰ - ۱۴۰۱ - ۱۴۰۲ - ۱۴۰۳ - ۱۴۰۴ - ۱۴۰۵ - ۱۴۰۶ - ۱۴۰۷ - ۱۴۰۸ - ۱۴۰۹ - ۱۴۱۰ - ۱۴۱۱ - ۱۴۱۲ - ۱۴۱۳ - ۱۴۱۴ - ۱۴۱۵ - ۱۴۱۶ - ۱۴۱۷ - ۱۴۱۸ - ۱۴۱۹ - ۱۴۲۰ - ۱۴۲۱ - ۱۴۲۲ - ۱۴۲۳ - ۱۴۲۴ - ۱۴۲۵ - ۱۴۲۶ - ۱۴۲۷ - ۱۴۲۸ - ۱۴۲۹ - ۱۴۳۰ - ۱۴۳۱ - ۱۴۳۲ - ۱۴۳۳ - ۱۴۳۴ - ۱۴۳۵ - ۱۴۳۶ - ۱۴۳

والعصر فلا اصل له في الشرع على هذا الوجه ولكن لا بأس به لأن أصل المصاحف مستند وكوهم حافظو علم بالحق  
 الأحوال في طرقاتها في كثير من الأحوال لا يخرج <sup>البعث</sup> ذلك عن كون المصاحف في دور الشيع باصداها أقول هكذا ينبغي أن يتبين  
 يوم العيد ليس كبراً هو نوازق وقت ميلاد وشرعاً كبراً كغزوات رسول صلعم كحال ستمسن جو از عا نگیری میں لکھا ہے  
 کہ اگر گزوات رسول اللہ صلعم کے ایسا کبراً ہو و سے جیسا نماز میں کبراً ہوتا ہے فیسجد علی قبرہ فیقف عندہا  
 ولا یضع یدہ علی الجلا لالتبرک فیها سبب اعظم الحرمۃ ویقف کایقف فی الصلوۃ ومثل صورة الکرمۃ  
 کا نہ نافرمانی کے عالم بہر سبب کلامہ کذا فی الاختیار شرح المختار اور اس پر اجماع علی حریمین اور بخدا  
 اور علی بندہ وغیرہ کا ہے انکار اجماع کہ نفس قطعی ہے کفر سے لا یجتمع امتہ علی الخ لا لہ او شے انکار اجماع کی  
 کہ یا صادق من شد شد فی النار کا ہے اور سید محمد ریزنجی کہ امام حدیث اور شیخ کے تھو اور تعریف او کی  
 روضۃ الاحباب تصنیف عطا اللہ بن فضل اللہ حسین بن لکھی ہے کہ وہ معاصرین جو توی تھو اور امام محمد بن سحر بن  
 تھے انہوں نے کتاب تقدیر جو ہر فی مولد البقی الا زہدین لکھا ہے وقد استحسن القیام عندہ کو مولد الشریف  
 ائمۃ ذویانہ وروایت فی لمن کان قیامہ لتعظیمہ صلعم غایۃ مراد و مرماہ و تبرک الاسرار بانہ  
 دروی و واسطہ بیش نیست روایت کردہ کہ روز سے حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ  
 برکری ہو و وعظ میفرمود و قریب ہزار کس درنا و وعظ دے حاضر و شیخ علی در زبیری کہ سے شیخ شمس ناگاہ  
 شیخ علی راغوا بیرو پس شیخ عبدالقادر قوم را فرمود اسکو پس ہمد ساکت شد مگر انکہ خبر اناس را نشان شد نہ نشید  
 پس فرمود آمد شیخ از کر سے و باتنا و ابوب و پیش شیخ علی مذکور وی نگریست و دروی و سے پس بیدار شد شیخ علی  
 گفت شیخ عبدالقادر باری کہ دیدے حضرت را و خواب گفت نعم فرمود از نیت ابوب و زیدیم ہا تو ای تمام و پیش تو  
 فرمود و وصیت کرو ترا آنحضرت صلعم گفت ہلا زمت مجلس قیس شیخ علی گفت انچہ من و خواب و دیدم شیخ عبدالقادر  
 و دیدار سے وید روایت کردہ اند کہ ہفت کس از مردان راہ در آنروز از عالم رقتند و حقہ اللہ علیہم اجمعین نقل من  
 ترجمۃ مشکوۃ للشیخ عبدالحق الدہلوی قدس سرہ بلفظہ کتاب لہ انتہی دوم اکبر نماز تراویح  
 یا عزرائل جناب فاروق بدعت است و در مفہوم من احدث فی امرنا ہذا لیس منہ فہور ذکر داخل و مرود و بول  
 جناب شان از تحقیق مخاطب لازم فالجواب الجواب تسبیحہ انکہ کتاب اللہ و در عمد آنحضرت صائم مجموع منہ و

وجمع ابو بکر و عمر القرآن و جدد فی عهد عثمان کلمۃ المرقاة و قال النبی ص من احدث فی امرنا هذا  
 ما لیس منه فهو کمن یضرب بینه و یأثم قول ملا علی قاری سے واستماع حدیث نبوی من اطلب و الاقام و بحق اصحاب کبار لفظ  
 مردود و بزبان آری و یا حدیث را مطابق دیگر اہل علم خود تاویل نہاید و نہ خطا اعتقاد **قال** ث اس حدیث سے  
 ثابت ہوا کہ جو کوئی پیغمبر کے دین کے کاسو نہیں کہ منسوخ کرنا احکام شرع کا ہے اپنی طرف سے کوئی نئی بات مقرر کرے کہ جسکی  
 اصل بھی دین میں ثابت نہ ہو اور اپنی طرف سے ثواب اور عذاب کسی کام میں نہ لے لے تو وہ پیغمبر مردود ہے **اقول**  
 و بنشینے سے کہ مخالف سنت یا شرع یا چھ درجہ سال غایت المرام صفحہ ۲۲۲ - ۲۲۱ سید کون احمد میر و سید  
 عبدالرزاق صاحب النسخی میفرماید قال الشیخ الامام العلامة صد الدین نعم الشافعی هذه البدعة لا  
 بأس بها ویکره البیع اذا راعمت السنة واما اذا لم یراعها فلا یکره و یشاہد لا نساء  
 بحسب قصده فی الظہار المرد و الفصح بمولانا النبی کما شیخ امام علامہ صدر الدین عمر شافعی نے کہ محض کرنا مولد شریف  
 کی بدعت ہے کہ کچھ مضائقہ نہیں کرنا اوسکا اور کر دہ نہیں پتی بدعت متبک کہ فرجیت نکوس صفت کو خفی اوسکے  
 لئے ہو کوئی فعل سنون ترک نہو جائے اور اگر فرجیت نکوس بدعت کو نہیں وہ بدعت مکروہ نہیں ہے اور ثواب ایجا  
 ہی سبب قصد کرنے اوسکے بیچ ظاہر کرنے خوشی کے یوم میلاد شریف اسحضرت صلعم ہی انتہی **قال** اب تقریر میں کیو  
 چوتھی بات موجود ہے **اقول** و بنشینے میں امر اصل اور تقریر موجود نیست بلکہ اصل ان در شیعہ ثابت  
 اسباق **قال** اول تقریر بنانا نئی بات دین میں ہے کسی پیغمبر امام کے شہید ہونے یا مرنے سے شرع میں تقریر بنانا  
 حرام ہے اور کچھ سوار اسکے بنانا نہیں آیا **اقول** و بنشینے میں تقریر کہ عبارت است از نقل قبر و نقل مقبرہ ہر جہاں  
 مقلد جائز است و بیاح پس بر بناران ملین و تشہید نمودن پیغمبر و امراء بنشینے **قال** اور جو باتیں تقریر کرنے سے مقرر  
 ہیں دین کے باتیں انکی سچی قبروں پر بھی درست نہیں چہاں چہائی تر تون پر **اقول** و بنشینے سے انچا فادہ  
 مردود است زیرا کہ تقریر قبر چلی نیست بلکہ در آن نقل قبر ہی باشد و پر ظاہر کہ نقل قبر پیغمبری دیگر است و قبر چلی  
 و امری یا تقریر کر دہ پیشود کہ ممنوع و ناجائز باشد و اگر ایسا نہ کرنا اسی ناواقف متکلم امری خلاف شرع گردانے  
 کہ اگر او انتم خدایدہ نہ کہ از ان تقریر داری ممنوع گزیر فاعتبر و یا لالی الا بصان **قال** دوسرے  
 تقریر بنانا دین کی کام میں گنتی میں اور اوسکے بنانید انکو ثواب اور تقریر مٹا دے میں اور جو کوئی اسکو بجا جائے

من الشراب الحظ الاوفر والخیر الاکبر الخ وسید محمد برنجی در کتاب عقد الحی مرے مولانا ابی الاظم وقد  
 استحسن القیام عند ذکر مولانا الشریف ائمہ ذروریہ وروایت فضل فی کمال تعظیفہ صلعم غایتہ مراد و مراد انتہی  
 چون کیفیت استجاب واستحسان وترتیب ثواب انعقاد محفل سیلا و شریف و قیام و وقت مولانا حضرت صلعم در یافتہ  
 اکنون دو کلمہ شتم کفر و ضلالہ ابن جم غفیر یا پیشینہ مولوی عبدالواحد فرخ آباد سے در جواب جواب فتوا ابی مولوی  
 منظر کریم نظامی عن تحفہ القضاء آورده مسئلہ الفاضل عن مجلس مولانا الشریف قال لا یعتقد لا محل و کل محل ضلالہ اند  
 کل ضلالہ فی النار و ما یعلق من الجہال علی راس کل حرافہ شریع الاول لیس بشی و نتیجہ ضلالہ و ضلالہ  
 ان روحہ صحیحہ و حاضر فرغم باطل بل هذا الاعتقاد شرک و قد منع الائمة الاربعة  
 عن مثل هذا انتهى شیخ محمد الشافعی در کتاب سبل الرشاد فی احوال خیر العباد المشہور  
 بسیرۃ الشامی آورده جرت عادیہ کثیر من المجین اذا سمعوا بذاکرہ وضعوا ان یقوموا تعظیما لہ و هذا  
 القیام بدعۃ لا اصل لها و فیض الدین گجراتی ثم البرہان پوری در کتاب طریقۃ السلف نوشتہ قد احدث  
 بعض جمال الشائخ اموراً کثیرۃ لا یضبطها الا و لا اساقی کتاب لا سنۃ منها القیام عند ذکر ولادت  
 صلعم و مولوی نجم الدین قزوینی نیز در جواب جواب فتوا ابی مولوی منظر کریم بہ خیر تحریر آورده کہ اول مولوی  
 کریم کچھ اصل نہیں ہو کہ شیخ تاج الدین محمد بن ابی النبی و اکندر سی المشہور بالفاکانی من متاخری ملائکہ  
 ان عمل المولد بدعۃ مذمومۃ لکما ہے اور علی بن القیاس شیخ مجدد الف ثانی نے ہی شیخ کتب و ولایت  
 و سیوم و مکتوب پیچا و چہارم کے لکھا ہے تو کہہ رہا ہوتا اوسمین و دوسری بدعت قبیحہ اور سنیہ ہو و بعد اذک فاصلہ  
 می نویسد اور طرفہ ہو کہ اوس درس مولد میں غلات منقول و نقول وقت ذکر وضع محل کے ماضی و ناظر سچہ کے  
 گویا اس وقت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ماری سے تشریف باہر لاتے ہیں تعظیما قیام کرنا ترک و یک فقیر کے بدعت کیا بلکہ کفر  
 اور شرک ہو فی العبادۃ الخ و عبارات مذکورہ چنانکہ می بینی نص است بریکہ انعقاد مجلس مولد و قیام وقت ذکر  
 ولادت انحضرت صلعم بدعت است و کل بدعۃ ضلالہ و کل ضلالہ الی النار پس جماعتی کثیر از اہلسنت و جماعت  
 اہل خیرہ شان سناصل الی النار گشتہ قال اور یہ حدیث شکوہ شریف میں ہے من یعیش منکم بعد فیسی  
 خلافاً لکثیر اولیکم بسنتی و سنتہ لطفاء الی اللہ است دین ت یعنی جو کوئی مبتداہم میں سے میرے پیغمبر

ویکجا بہت اختلاف اویں یمن پس لازم کرلوں تم اپنے اوپر میرے اور میرے خلیفوں کی سنت جو رشد واسے اور راہ پا  
 ہوئے ہیں انھیں سخت محبت برائے ناست نہ برائے یہ کہ فقرہ سیر سے اختلاف کا کثیر اہل است برین یعنی کہ معتبر بہ  
 اختلاف کثیر درست مجربہ ظاہر شود و مودا سنت حدیث و دیگر کہ صاحب مدارج النبوة آورده کہ آنحضرت صلعم بر قول  
 فرمودہ بدانید و آگاہ باشید کہ بازگشت سن و شمامہ بخند از دست و دست یکیم یا صاحبین اولین کی سیاحتی اگر بدو رویت  
 یکیم متاخرین را کہ با یکدیگر نیکوید پس خواند سوره والعصر را تا آخر و این آیه بخواند فصل حسبت ان قولیت ان  
 نفسی انی الامم صحتہ علیہ الرحمہ الی و صحت می کنم شمار در نشان انصار و فرمود ای انصار بعد از من چہا  
 را بر شما انبار و اختیار خوانند کرد و بر شما ترجیح خوانند و او مولف مدارج النبوة بعد آید بیجا بدیاد انتشار است  
 با پنج لوک امر امر و انہ و عباسیہ باہل بیت نبوت کردہ اند از جفا و شتم انتہی فقیر میگویی کہ در ایہ فصل ستیم آہ  
 صنع محاط بہتند پس تلاوت فرمود آنحضرت صلعم ایہ مذکورہ را اول دلیل است بر نیکو خطاب بجا حضرت  
 بود و نہ خود کما ترے و در کتاب مذکورہ صفحہ ۴۹۱ - آورده فرمودی ترسم بر شما کہ مشرک شتوید بعد از من نہ میکن  
 می ترسم بر شما دنیا را کہ رحمت کنید و ران و در قنہ افتید و ہلاک شود چنانکہ ہلاک شدہ انسانی کہ پیش از  
 بودہ اند انتہی و مراد از خلفا را شدین بدلیل حدیث لا ینزال امر امتی قائما حقہ بمسند انتہی شریعتی و کما ہر  
 پس قریشی خلافتی انما عشر اند و این حدیث کہ تقارب الفاظ و صحاح اہل سنت با سائید عمدہ از حضرت  
 رسول منقول است با عتران بعض محققان اہل سنت سوای مذہب امامیہ اثنا عشریہ بر پیچ مسلکی منطبق  
 نمی شود و سبالت وقوع اختلاف کثیر آنحضرت صلعم ارشاد فرمود فضلیکم بقیۃ و سنتہ علی الخلق الراشدین  
 ای لا یمتہ الاثنی عشر پس نصف را باید کہ از اثنا عشر کہ سائیکہ حکم روایت صحیح مسلم فرمود  
 کا ذہب و انھین و فادین و فائین منسلک ہستند بر پیغمبر و این ارشاد حضرت خلیفہ ثانی کے کہ کما علیہ علی  
 و عباس بر زبان مبارک جاری شدہ حق بنید خلافتی رسول اللہ ص قال ابو بکر ان اولی رسول اللہ  
 فجت ما نطلب میراثک من ابن اخیک و نطلب ہذا میراث امرائہ من ابیہا فقال ابو بکر  
 قال رسول اللہ لا نورث ما ترکناہ صدقہ فرائیہ کا ذہب اثنا عشر کا ذہب کا خاشا و اللہ یعلم انہ صادق باور  
 تابع الحق و فی ابوبکر و انما قلت فی رسول اللہ و فی ابی بکر فرائیہ کا ذہب اثنا عشر کا خاشا و اللہ یعلم

انی لصا دق بآء لا شد تاریخ للحق بعد وضع اقتدار اسمہ اثنا عشر اہل سنت را باید کہ دست از این  
 دو آن بردارد و محفرت اسمہ معصومین علیہم السلام رجوع نماید فاعنی اختی بالاتباع **قال** الجلیل و عضو علیہا  
 بالیوجداء و مضبوط بکرو اس سنت کو دانتون سے وایا کہ و بعد ثبات لا مورث اور بجائے رکھو اگر کوئی کاسر  
 سے فان کل محدث بدعة تیشک جو بات دین میں نی نہائی گئی سو بدعت بنیہ و کل بدعة ضلالة  
 ت اور جو بدعت ہو گمراہی ہے **ت** مسلمان کو لازم ہے کہ دین میں اپنی طرف سے کوئی نئی بات نہ نکالے اور  
 نہ اور کی ایجاد پر عمل کرے اور تفسیر بتانا بیشک بعد حدیث کی پیغمبر اور امام کی پیچھے نہیں جہت و سبب کیا  
 ہو اور پیغمبر اور ان کے خلیفوں کی سنت سے باہر ہے اور بدعت اور گمراہی میں داخل ہے اب اہل سنت  
 کو چاہیے کہ ایسے کاموں میں اپنے نام کا پاس کرین ثبری شرم اور حین کی بات ہو کہ اہل سنت ہو کر اہل  
 بدعت کی کام کرو براسے خدا اپنے نامور میں ثبات لگاؤ اور ایسی بدعت کو دل سے بھلاؤ اور اچھے  
 اہل سنت کو طریقہ پر چلاؤ و مثل ہے کہ جسکا کمانی اوسکا گاسے **اقول** اب ہر سنتیں اپنے افادہ منوۃ مردود  
 بچیز و جو اول آنکہ اہل سنت و جماعت اور دین خود امور غدیہ ایجاد کردہ براتسمان آن فتوا دواوہ اند  
 چون مقام از استیفاء آن ابی است لہذا بقول و عبارت اکتفا می رود در سالہ غایۃ المبرام نوشتہ  
 کہ امام نووی و ابن حجر بنی جو نماز شب ہر ات و لیلة الرغائب کو بدعت مذکور قرار دیا و جہ یہ کہ حدیث  
 صحیح مسلم میں تصریح ممانعت شب جبہ واسطہ نوافل کی تھی اور عبدان می گوید علاوہ اسکے یہ قول  
 محدثون کا شمار و معمول بکل محدثین و فقہا کا نہیں حضرت غوث الاعظم غنیۃ الطالبین میں اور امام  
 حجة الاسلام غزالی احیاء العلوم میں اور شهاب الدین سروری کتاب الامداد میں اور اور فقہاء و محدثین  
 نے استنباط نماز رغبہ و رغبہ ہر ات بفریح مستحب لکھا ہے اور اتبک معمول اکثر مشائخ اصحاب سنی  
 و طریقت جو کہ ان را تو حنین پیدا ہوتے ہیں اور نوافل شریعت میں اور یہ بھی ضرور نہیں ہے کہ جو احادیث  
 نزدیک محدثین کے صحیح ثبوت و ترویج فقہائے بھی صحیح ثبوت بلکہ مجد الدین فیروز ابادی صاحب تہذیب  
 نے فیہ السعادات میں حکم عدم صحت بعضی احادیث کا کیا ہے حالانکہ انہیں احادیث کو بخود اوصاف صحیح  
 سند لائے ہیں تاکہ انہی سے علم حاصل کیا جاسکے و الحدیث ماورائے اسکے بہت نماز نوافل و غیر



الیسین کہ ثبوت امر کے فعل کا سنت ہو نہیں ہو کر نزدیک فقہاء کے مستحب اور باعث واجب ہیں چنانچہ تعریف  
 روز عرفہ میں ہو کر ثبوت از نظر کے جماعت صاحبین صحرا میں جا کر تسلیل و تجمید کبیر نظر تشبیہ حاجیوں کی عرفات میں  
 بعض شہر میں پڑھتے ہیں فی فتاویٰ الحجۃ نافلا عن الجامع الصغیر التعریف الذی یصنعہ الناس لیس بشیء وذلك  
 ان جماعۃ من الصلحاء والعارفين يجب تعویض فی عرفہ فی کل بلدۃ یمکنون ویکون تشبیہ الحاج فی عرفات  
 فذلک لیس بشیء یعنی لیس شیء من السنۃ ولكن فی نفسہ نزلة الدیانات والخیرات واشتقاق عرفات فی الصغیر والجامع  
 البیرونی عنہما المسألة بعض مشائخنا قالوا التعریف الذی یصنعہ الناس لیس بشیء بل یرید بہ نفی شرعیۃ فی نفسہ  
 لا بدعاً وتفسیر وتضارع الی اللہ اما اراد وجوبہ او کونہ سنۃ فی الذخیرۃ فی الفصل الخامس مستشهداً بقول محمد بن ابی  
 حنیفۃ لا یری سجدۃ الشکر شیئاً معاً انه لا یری نفی شرعیتہا قرئہ اما اراد بہ نفی وجوبہا شکر او هذا قال محمد بن  
 الجامع الصغیر عن ابی حنیفۃ ان التعریف الذی یصنعہ الناس لیس بشیء بل یرید بہ نفی شرعیۃ اصلاً لا بدعاً  
 وتسلیم واما اراد بہ نفی وجوبہا کما ہما فی کفاۃ الفقہاء روى عن محمد بن الحسن انہ کان یخبر ذلک فی  
 الکافی شرح الوافی التعریف لیس شیء وهو تشبیہ الناس انفسہم باہل عرفۃ یوم عرفۃ وقیل یتجوز التشبیہ  
 باہل الطاعة فیکون لم توالم فی الدلتحار وفوف یوم عرفۃ فی غیرہا تشبیہا بالواقفین لیس شیء ہو  
 نکرۃ فی موضع النفی فیعم انواع العبادۃ من فرض وواجب ومستحب یفید لا باحۃ وقیل یتجوز  
 ذلک فی الشیء شیخ النفاۃ لا اجتماع لا یندر باجتماع الناس یوم عرفۃ فی غیر عرفۃ  
 تشبیہا بالواقفین تشبیہ و رباب تطہیرت نماز چنانچہ باوجودیکہ قبل ان حضرت و صحابہ سے ثابت نہیں ہے  
 فقہار عظام نے مستحب و مستحسن کہا ہوا یرید قول ثقی فی فقہار اصحاب قنوں ارہمہم فی الدلتحار والنلفظ  
 ہوا مستحب ہوا فقال قیل سۃ یعنی احبۃ السلف امینۃ علما انما اذ لم یقل عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم ولا الصحابة والتابعین بل قیل بکتابہما بعد اسکے تشویب کو یعنی در بیان اقامت و اذان کو اعلام  
 تالی کرنا یعنی الصلوۃ الصلوۃ یا اقامت اقامت او ساقی اسکے کتابہما ویکہ فعل ان حضرت مکرم و صحابہ  
 تابعین سے مشغول نہیں تھے فقہار کرام نے مستحب لکھا ہے فی شرح الوقایۃ واستحسن المناظرین تشویب  
 الصلوۃ کما فی فتاویٰ المکیہ والتبویہ حسن عملاً لما خیر فی کل صلوۃ الا المغرب ہذا فی



النفاية والدين المتعارفين الاذان والاقامة للكل ولما قارحوه الا ان المعترض  
 سيطر ورفق من سلام كولي اذان كرسنه سات سو كاسي مين ماوث هوا بعثت حسن الكاسي في الد  
 المتعارفين بعد الاذان في ربيع الاخر سنة سبع مائة وثمانين في عشرين ليلة الاثنين في  
 ثم بعد عشرين سنين استقر في الكلا المغرب ثم فيها مرتين وهو بدعة حسنة انتهى في الهداية وبعض  
 استحسن الاستيعاب على تعليم القرآن اليه في خطرة التواني في الامانة في الامتاع في حفظ القرآن عليه  
 الفتوى ودم انك بناسا متن تعزية از ايجارات البسنت است ووزيان سلاطين الامام وخطبته  
 وغيره كور تمامي هندوستان خود اذ الامر كل بوند مرج بود وقاضي وفتي ووزراء وديگران وجميع  
 تعزية داري جائزوا تشدد ووزان عمد محمول وخصوصا مرج بود كما اعترف به المولى عبد الواحد خان تبارك  
 عبد الله في الرسالة المسماة بالذلة الا وهام سيدوم انك بناسا متن تعزية خلاف سنت يغيره فيست بلكه  
 اصل ان بانك رسول مقبول استفا واست وهو خط خطين احدهما قبل الامر والاخر قبل الالب قبلها  
 وعلاوة انين بالبداهة معلوم است كتعزية باعث كرية بر امام مظلوم كسنت استخفرت صلعم بوجه است موشود  
 وبناسا متن آن بابا پس به بابا ك مقدس عبادات باشد خود عبادات خواهد بود كما اعترف به المحدث الاول  
 في ترجمة المشكوة چهارم انك البسنت را با احترام مولف رساله بايد كه از امور بدعت كه اقوي واعظم آن  
 تراويج است كناره جويزد وافرموده حضرت عمر بن الخطاب البسنت انحراف نوزند ولسم قيل حكا كسا و كسا كسا  
**قال** او حضرت فرمايه من بقره صاحب بدعة فقدا عان على هذا السلام من جو كولي تعظيم  
 او بزرگي كرسه بدعت والسه كي پس ده وكرتا به اسلام ك ويران كرمين **اقول** وبنسبتين چون ابن  
 معين تراويج و تدوين صرف و نحو و اعراب كلام الله و ايماء و منبر و مدارس و سواد و افتاء و مغل و ميلاد و شرف و  
 غير ذلك از امور بدعت پس بحكم مخاطب ايشان بهم اسلام و مغرب بيا و دين و ايمان اندا بيايان احوال  
 انك در رساله نايه المرام به صفحه ۲۶ آورده قل الاما كلفظ ابو محمد عبد الرحمن بن اسمعيل المعروف بالشماسة في كتابه  
 الباشا كالبديع والحوادث فالبدعة الحسنة متفق على جواز فعلها والاستحباب بها رجاء الثواب لمن حسن  
 فيها و هو كل مبتدع موافق لقواعد الشريعة غير مخالفة لشيء ولا يسئل من





سازند یا کسی توارد بد کہ صاحب قبر درین قبر دفن است و در تحقیق و راستی نباشد پس آن قبور جلیه خوانند  
 یعنی گوید کہ جسٹریٹ حضرت امام حسین علیہ السلام درین قبر تغیر دفن است و در کہ بلا حسم انحضرت دفن  
 نیست و الا نقل قبر خوانند و آن جائز است بموجب حدیث نبوی صلعم مذکور خوانند انتہی بقدر الحاجۃ الحاصل  
 از عبارت مذکورہ جلوه نمود پذیرفت کہ نقل قبر امر دیگر است و غیر بلا میت و بلا قبور کہ عبارت از قبر جلیہ است  
 امری دیگر قاعبتہ و یا اولی الالبصار علاوہ ازین در میراث اکثر بنا بقدر بلا نقل قبر کہ انرا در عرت تربت نامند  
 طیار می شود و بیست و نیناساقتن آن موافق مخاطب تردد و نماز **قال** یعنی حقیقت بت پرستی کی سیدہ جو کہ ایک  
 چیز کی نقل بنا کہ بجائے اصل کے اسکی حرمت اور تعظیم کیجیے ویسا ہی خالی قبر کا زیارت کرنیوالا بھی ہوا کہ نقل کو  
 اصل کی جگہ بوجہ اور تغیر بین بھی خالی قبر بین میں کوئی شخص اس میں دفن نہیں ہے **اقول** انچہ مخاطب گفتہ  
 مدفوع است بچند وجہ اول آنکہ حقیقت بت پرستی انتہی است کہ کسی اصنام المستحق عبادت و از نہ عبادت کند  
 مطلق تعظیم و حرمت غیر خدا بت پرستی و شرک نیست نہی بینی کہ جناب باری و حق انحضرت صلعم فقرہ و توفیق  
 فرمودہ و شیخ عبدالحق در جذب القلوب نوشتہ کہ در وقت سلام انحضرت صلعم دو قوف و از جناب عظمت  
 و ست راست بروست چپ نہ چنانکہ در حالت نماز انتہی و احدی افعال مذکور را شرک فی العبادۃ نگفتہ و ہم  
 انکہ در جذب القلوب آورده کہ صورت قبر حضرت فاطمہ زہرا بنت حضرت رسول اللہ صلعم بیرون حجر و شریف  
 اندرون احاطہ روضہ مبارک ساختہ اند و ہم صورت قبر حضرت فاطمہ زہرا و تربت التبعی متصل قبر حضرت امام حسین  
 علیہ السلام است و زواران ہر دو جائزات می کنند انتہی و بظاہر کہ چون این زیارت علی بعدیل الترویج واقع  
 می شود کہ سے این زیارت را عیادۃ بت پرستی نگفتہ سیدم انکہ جناب پیغمبر خدا صلعم برای بوسہ و اون نقل  
 قبور و الدین اجازت فرمودہ چنانچہ در فقہ احمدی نقل از جامع التفرقات آورده مسلم مان باب کہ قدم چنان  
 مبارک ہے حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص نے جناب رسالت مآب صلعم کی پاس اگر عرض کی یا رسول اللہ صلعم  
 بین نے قسم کہ ہائی تھی کہ استانہ حیف اور حور العین کی خسار پر بوسہ دو لگا آپ تو فرمایا کہ مان کی یاد  
 اور آپ کی پیشانی پر بوسہ دو او نے پوچھا کہ اگر مان باب نہ ہوں حضرت تو فرمایا او کی قبر جو پرستی کہا  
 کہ اگر او کی قبر بھی معلوم نہ ہوا رشاد کیا کہ دو خط کہیں کہ ایک کو باب کی قبر اور دوسرے کو مان کی قبر قرار دیکر

و صحتی که مانده است از کذا فی جامع المتفرقات اثبتی پس تعقیل نقل قبول را که بالبدیه تعظیم است بقیست  
 نتوان گفت **قال** غرض میده تعریف قابل زیارت که بنین بین بلکه لائق غارت که بین که بنیکه محض لکریا  
 او که کیا چنین بین **اقول** و بن تعین مولوی سلامت علی بنارسی در تبصره نوشت تشنگ نیست که امام بار  
 و تربت بعد مرتب شدن واجب تعظیم است و در امام باره سوار تعریف ششت و گل بهم سوخت و است و افضل  
 مانندت به الاماره **قال** او اس مقام بین فاخته و در و پرنه نماند بی ادبی به حبط به با نجانته قران  
 کی تلاوت کرنے کے محل نجاست ظاہری ہے اس طرح یہ مقام محل نجاست باطنی ہے بلکہ کلمہ ویر کرنا مناسب  
 اور لازم ہے چہ جائے قران اور و در و پرنه نماند **اقول** و بن تعین از اعتراف مولوی سلامت علی کہ از شایسته  
 علامی ایست گذشتہ مشکف گردید کہ امام باره واجب تعظیم است و در جای واجب تعظیم تلاوت  
 قران مجید و در و در و عین او بابتد و قف و باین تشبیه کار کیست است کہ سر ای نجاست ظاہری و محلی  
 از نجاست باطنی بوده باشد **قال** او حضرت رسول خدا نے فرمایا ہے انا برئ لمن خلق و صلیق و  
 خرق یہ حدیث مشکواہ میں ہے یعنی رسول خدا نے فرمایا کہ میں بیزار ہوں اس شخص سے جو سر کے بال کچھ  
 مصیبت میں اور او اس سے جلا کر روئے اور گریبان پہانے و چٹائی کو مٹا اور سر مٹیا اور وہ کرنا اور  
 جو کام ایسا ہے یہ مطلق حرام ہے موت کی وقت ہو یا بعد اسکے کسی کیواسطہ درست نہیں نیز یہاں تعظیم امام  
 ہو یا شہید **اقول** علامہ دہلوی طاب ثراہ در زمزمہ انتاعشری می فرماید اپنے درمیت مقام افادہ فرمودہ  
 تہو لی میں نیست نہ پرا کہ صبر از امور نفسانیہ است تعلق قلب وارو اگر با وجود اطمینان قلب و ثبات  
 قدم بر جاہ رضا و تسلیم بقضای الہی بنا بر اعلام استعظام بعضی مصائب و رفع تمت سہل برگزین ان  
 بعضی امور کہ بحسب ظاہر بر عدم اضطراب و دلالت می کنند بوقوع آید مستلزم محذوری نیست و منافاتی  
 با بشارت قرانی کہ در حق صابران وارد است ندارد چہ منافاتی در صورتی است کہ این امور از راہ صبر  
 ازین کس صادر شود پس اپنے در مالک ثبات قدم در مقام صبر بنا بر بعضی مصلح بوقوع آمدہ باشد منافاتی  
 نداشته باشد حاکم و مستدرک از عبد اللہ بن محمد عقیل روایت کردہ قال سمعت جابر بن عبد اللہ رضی  
 یقول فقد رسول الله صلیوم احد حمزة حين قال الناس من القتال قال فقال جابر انا ابره عند

تلك الشجرة وهو يقول انا اسد الله واسد رسوله اللهم اني ابرء اليك مما جاء به شوقي لا ابرء  
 انهم فسار رسول الله نحوه فلما راى جهته بكى ولما طوى ما قبله به شوقي ثم قال لا اكفي في مقام جلال الانصاف  
 في مني فادعني من حاكم گفته هذا حديث صحيح الاسناد وعبارته محدث وبلوحي ودر مدارج النبوة وخصوصا في  
 جناب فيصير در مرض خود و تعرض حضرت عائشة كما مر سابقا سريدي بطلب الاست قال ان ليس محرم كے  
 ماتم واری کی بنیاد نکالی ہوئی ہے مختار ثقفی کی وہ مرود و نافرہام امام کو نام سے لوگوں کو اپنے دام بین  
 لاکر چاہتا تھا کہ سلطنت حاصل کرے اور حقیقت میں اسکو امام سے کچھ کام نہ تھا اسواسطہ کہ وجہ یا درپردہ  
 آپ نبوت کا دعویٰ کرتا تھا کہتا تھا کہ میرے پاس جیسے پہلے تھے ہیں اقول علامہ بلوخی اعلیٰ ان نظامہ  
 در زہر اثنا عشر ہر سیفر مایہ طور این تاویل از مختار از روی عقل و نقل خارج از سند او است اما عقل و تجربہ آنکہ  
 مختار بسیار قازم بود تا بجاییکہ باوجود آنکہ خود بنصب و عداوت اہلبیت اقصاف داشت و بنا بر روایت صاحب  
 اسد چہکاب کہ حضرت امیر المومنین و زین العابدین و دیگر کہ مردم کو قہرا ارادہ انتقام و طلب خون امام  
 ہام حضرت سید الشہداء علیہ السلام دارند تا بجز سب باد و طلب ریاست بانقوم سازش و امیرش نمود تا آنکہ  
 بہ سرداری قبول نمود و از ان باب تا عین حوالش کہ اس باطلہ ابرائی الضمیر نہ پر داخت پس باطلہ را مرکب ناپسندید  
 و مخالفت و دعویٰ ریاست اہل اسلام است چگونہ اقدام می نمود و اما انقلاب این جہہ کہ ارباب فن سیر و تواریخ و فہرست  
 اسب اختلاف دارند کلام برخی از علمای معتبرین فن صریح است در نیکہ دعویٰ تنبی بودن و آمدن وحی بر او و مختار  
 صد و زنیافتہ بلکہ او بنا بر فراستی کہ داشت اسبابا نا از وقوع بعضی سواخ و زمان استقبال اخبار می نمود و چون مطالبہ  
 اخبار او واقع می شد بعضی جہال فرود یاز گمان می شد کہ این اخبار بطریق وحی صد و زنیافتہ شعی کہ از اجلہ روایات  
 احادیث اہلسنت است و در سلک رفقای او منظم بود و از الہین شہبہ از زبان چہال این وجہی نمود کہ این امر از  
 فراست مومن است و در روضۃ الصدقا آورده نقل است کہ پیش از رسیدن خبر فتح مختار میگفت عنقریب ابراہیم  
 بن مالک اکثر مجاہدین غالب آمدہ سر این زیاد و حصین بن نمیر و فلان و فلان را بکوفہ خواہد فرستاد و جمعی  
 انجہا آن و بار صدق قول مختار را شناسدہ کردہ گمان بر وند کہ برومی نازل میشود و شعی با ایشان گفت کہ اگر ازین  
 عقیدہ قاسدہ رنج کنید کہ انتہال این حکایات ناشی از فراست مومن میباشد نہ ناخبر رسول اللہ فرمود کہ اگر ازین

لا یخطی انتهى و مرزبانی از کتاب الشجر آورده که مختار را غلامی بود که جبرئیل نام داشت در محاورات خود میگفت  
 که جبرئیل من چنین گفتم من بابر جبرئیل چنین گفتم ب مردم بمال منطه خلافت واقع می شد مؤید این قول است که خود  
 در همین باب در فائده دوم مرقوم نموده که در اصطلاح برخی از غلامه لفظ جبرئیل بر او تفسیر و تیسر اطلاق میکنند  
 و لا شاک فی الاصطلاح و لانی التسمیه بهذا الاسم چه تسمیه جبرئیل و میکائیل در اهل اسلام شایع است نه تسمیه  
 جبرئیل الکریمی تلمیذ نووی فیه یا فیه و ابو طالب محمد بن سیکائیل بن سلجوق اول الملوک الفسطاطیه و این تسمیه  
 مستلزم ادعای الوهیت نیست چه درین جزوینان شایع و ذائع است غلامان از جمعی که در حساب و حساب  
 و خسرو و قطران موسوم می سازند چنانکه از صاحب غلامان موسوم باین اسم دعوی شاهنشاهی بکنند و  
 سلطنتی که این بابو شایان غلام غلامش باشند نمی کنند بکنند بکنند بکنند بکنند بکنند بکنند بکنند بکنند  
 این بغوات اعدا و مخالفین مختار را فتر نموده شایع و ذائع نموده باشند تا باین علیه مسلمین را بر تهمال و استیصال  
 او راغب گردانیده و در استیصال سازند چه مختار یار و صاحب خروج مرز و کار غدار طریق جدال و شقاق تسلط  
 داشت یکی از نهادهای ائمه بن زبیر بود که شهادت روز در اسلام از مختصرات جناب او هست باینش اینست که  
 چون ام المؤمنین عائشه صدیقہ بصوب بصره نهضت فرمود و عسکری آنجناب بدلب جواب رسید بکنان آنکسان  
 اغار صیاح و نیاخ نموده ام المؤمنین از نام آن آب استفسار فرمود و چون تحقیق پیوست که آن آب جواب است  
 فرمود ان الله و اتالیه را چون و حدیثی که از سرور کائنات شنیده بود و بیادش آمد که آنحضرت فرمود که باین  
 زنی از زبان خود را که سکان جواب برو با گنگ کنایه می آید از زبان باش از خدا از آنکه آن زن تو باشی و غیره مرا  
 معصوم فرمود و هب ائمه بن زبیر جمعی از اعراب را بطایفه مخصوص گردانید تا نزد و جایسته گواهی دادند که این موضعی  
 دیگر است نه جواب و اول شهادت روز که در اسلام واقع شد آن بود صدیقہ را خاطر به سخن دوم قرار نیک گفت تا  
 هب ائمه بن زبیر که بر شامه لشکر بود از عقب تاخته خود را در میان سپاه افکند و آواز و را نداشت که اینک علی بن  
 ابیطالب در رسید عائشه از بیم مخالفت و تطرق آفت مراجعت نموده چون صدیقہ دلیل را طلبیده تا  
 بابر و دیگران تحقیق حال استطلاع نمایند بطور جواب داد که دلیل از انفعال آنکه راه غلط کرده باز گشت کذا فی روایه  
 و غیره و دوم عبد الملک بن مروان و آخر آن غلامی است که در کوفه و غیره ازانی الملیس بن الملیس بودند و هر دو هم در آن



بنصفین عبد الملک و سپهرش که در کوفه غدر و ترور گوی از اسلام خود بر آورده بودند و روضه الله نما آورده از اسلام  
 اول کسی که در عبد الملک بود و بنا بر آنکه نه شدن عمرو بن سعید که رقم زده ملک بیان گشت مصداق این قول است  
 و اول شخصیکه از سلاطین اسلام بجل در زید بود و وی را از جیت اساک رشخ الحار می گفتند و نخستین کسی بود که  
 از امر معروف نمی کرد و چون بعد از قتل بن زبیر عیدیه آمد و بر بالای منبر رفت گفت کایا مونی احد بتقوی الله بعدای  
 هذا الا حدیث عنقه انهی خضع لشیخ بلال الدین سیوطی و تراشیخ الخطا آورده عن الکلبه قال کان مروان بن الحکم  
 و اولی الامر بن سعید العاصی بعد بایه مصله عبد الملک و کان اول غدر فی الاسلام و اولی الامر بن زید بن زبیر  
 و فرقه غدار بعد مستبعد نیست که این نفوات را بر مختار از ترابسته مشهور نموده باشند و در روضه الصفا می گوید که  
 عبد الملک بن زید و مختار را بعد شهادت حضرت مسلم طلبیده گفت تو دیروز با مسلم در جنگ با اتفاق عمرو بن امرو  
 تیر و من از محبت علی و اولاد او منیر نمی مختار گفت من بواسطه محبت رسول الله الهیت او را دوست دارم اما او مسلم  
 مسلم بن عقیل بگیا هم دایک شیخ کوفه عمرو بن حرث می دانند که من در آن آوان از کج خانه بیرون نمی آمدم عمرو  
 شرم داشت که در محله چنین گوی و در مختار کشته کرد و بلکه گفت امر الله الامیر و دست مختار ازین نعمت میراث  
 در سیاست او تحصیل نمی باید کرد و چندی کسی نداشت که در تری مصاف و ولایت عراق و شام همان خالد بن ولید بود  
 و بنا بر سخن عمرو بن حرث عبد الملک بن زید و از سرخون مختار و گذشت اما او را بنزدان فرستاد و بعد از قتل جباب  
 امام حسین مختار بن درایه ربیع عبد الملک بن عمر بن الخطاب که مصفیه خواهر مختار و قریه کجاح داشت فرستاد  
 و احوال خویش باز نمود و انعام کرد که در استخلاص او اتمام فرماید بنا بر اضطراب مصفیه عبد الله بن زبیر بن  
 مصفونش آنکه ابن زید مختار را که بیان من و او خوشی و قریبی سیسی است بی سیی گرفته بنزدان باز داشته  
 است اکنون شمس آنکه فرمان دهنی تا او را از حبس بیرون آرند و چون نیرید بربست شمش و وقت از مختار جدا  
 بن عمر مختار و زبیر نمیداشت باین زیاده پیام و او مختار را مطلق النعمان گردانید عبد الله بن زبیر با مختار فریاد  
 زید مختار را از زندان بیرون آورده پیش خود طلب داشت و با وی گفت ترا سه روز مصلحت دارم اگر بعد از  
 روز ششم من در کوفه نتوانم مقتدر گردم و نتوانم مختار را از کوفه بیرون آورم روی بجای از آورده و بعد از آن می فرماید که مختار  
 و نه مورخانی انتقامی و عدم اینار میا سعید از طرف عبد الله بن زبیر مختار باین زبیر و گون کرده با خود و قسیر او را



که بروی خرمی کشید و کوفه در آمد و با خدیجهیت اشتغال نمود و عمر بن سعد بن ابی وقاص صاحب الدین بن یزید انصاری  
 که از قبل عبد الله بن مسعودی الی آن ولایت بود از روی شفقت و نصیحت گفت که مختار باین شهر آمد و نقشه کرده  
 بجای از شیب و با مردمی نمایندگان از فساد او امین نیستیم مصلحت آنکه او را در حبس باز داری که روی بیرون آن  
 نداشتند تا بعد عبد الله بن یزید و ابراهیم بن محمد بن ملجم را گفت تا مختار را روز ندان که پس بلا فیاض ابراهیل کوفه آنجا  
 استخلاص با عامل کوفه نموده در اجابت یافت و مختار کوفه آزرده خاطر از پیش وی بیرون آمدند مختار بار دیگر  
 التجا عبد الله بن عمر برده از وی درخواست کرد که تبار عبد الله بن یزید و ابراهیم بن محمد نوشتند مختار  
 اشارت فرمایند باینکه مختار را بسجول مختار را بسجول گردانید تا به این عنوان با ایشان نوشت که ما بعد شما خوشی  
 مرا مختاری دانید بچونلی که مرا با شما است التماس میایم که چون نظر شما بر مکتوب من با مقتدی تا به غیر و نسو  
 دست از زبان و اید تا به هر جا که خواهد بود و باشد چون نامه انتخاب عبد الله بن یزید و ابراهیم رسید مختار را رساندند  
 داده از دندان بر آمدند از تنهی مکتوب از عبارات مذکوره با حسن و جود روشن گشت که مختار واسطه داران آن  
 حضرت عمر بن الخطاب است و سبب ربائی او از قید صوبه داران یزید و عبد الله بن یزید و عبد الله بن یزید  
 عمر بن عبد الله بن یزید و ابراهیم بن محمد مختار را به این اختلاط و اندک ما را کفایت بحالت اختلاط و اختلاط  
 سکوت و باره مختار اولی و انساب طریقه آنکه در باره یزید احتمال توبه بر زبان می آید و زبان خود را انطعن و  
 آن پلید باز می دارند و مختار بوجو قلع و قمع دشمنان اهل بیت دل تنگ گردیده بلا محابا و اراش و سبب کفر  
 ضلالت می نمایند به بین تفاوت در ادکبا است تا بجا آمدن قوال و اول کسیکه در اسلام رسم ماتم و شور و  
 مختار است در غیر منع است چو اول کسیکه بنامی نوح و شیون و عزاداری حضرت سید الشهدا علیه السلام گذشت  
 تا بر این اکتب تاریخ دریافت بشود و سلیمان بن مرد صحابا است چنانچه مذکور شده الصفا فرموده چون هلال  
 محرم سال مذکور شد سلیمان بن مرد را کوفه بر آمده بمحلیه را لشکرگاه ساخت بعد از چند روز از بجله کوچ کردند بعد  
 از قطع منازل و طی مراحل چون قریب بقبر امیر المؤمنین حسین رسیدند با هم گفتند که سر او را نیست که بجهت زیارت  
 حسین بایریم و دست در دامن توبه و انابت زده از روان او عذر خواهم و انگاه بمقصد شتایم این سخن گفته  
 متوجه تربت مطهر آنحضرت گشتند چون چشم ایشان بر مرقد نور حضرت امام حسین افتاد از اسبان فرود آمده

اضطراب و تیزی آغاز کرده فغان و زاری باوج آسمان رسانیدند انتقی **قال** اوراصل میں یہ سب رسمیں  
 مجوسیوں کی طرح کھینچ اپنے بزرگوں کی نصیبت میں ماتم داری اور نوحہ زاری کرتے ہیں اور نیل کی پریسے پہنتے  
 ہیں اور نصار کا بھی معمول ہے کہ جب اونکے یہاں کوئی مترا ہے تو سیاہ لباس پہنتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
 کی شکل سولی پر ہرنے کی جسکو جلایا گئے ہیں وہ بنائے ہیں کہ اسکو دیکھ کر حضرت عیسیٰ کو واقعہ پنجم اور سچ کر گویا  
 تھا یہ تقریر ہے کہ اپنے پیغمبر کے غم اور نصیبت کو یاد کر نیکے واسطہ یہ صورت مقرر کی ہے مسلمان کو لازم ہے کہ نہایت  
 کفار سے آپکو بچا دے اور انکے کام آپ نہ کرے کیونکہ حدیث میں آیا ہے جو جس قوم کی شائبہت کرے وہ اسی قوم سے  
**اقول** و بنسٹین اپنے افادہ منودہ مرد و راست بچہ و اول انکہ لاسلم کہ رسوم مجوس چنانچہ ہشتاد من  
 ادعی علیہ البیان دوم انکہ شکل حضرت عیسیٰ علیہ السلام نصارے نصب تھی کہتے وجود صد ہا گروا بالانصب شکل  
 سبط قول مخاطب است و اگر کد امی از نصاری شکل حضرت عیسیٰ نصیب میکرد و باشند تلباس تقریر بران قیاس  
 مع انفارسی است چہ در تقریر تصویر و شکل جناب امام حسینؑ عینہ منی باشند سیوم انکہ چون در مذہب ہا سنت  
 برای تقریرت تصویر لباس مردان را کردہ و زنان را لباس خیمہ کما فی فتاوا العالمگیری پس تشبیح بران محل  
 و بچہ چارم انکہ مولوی ابوالبرکات رکن الدین محمد الدعو تبراب علی در سالہ حرک التاریخ فی آداب الفتنہ  
 و التوارب می فرماید در حدیث آمدہ ہر کہ حصاب سیاہ کند بروز قیامت روی او سیاہ خواندند و بچہ چارم  
 می نویسد کہ ابو بکر و عثمان و سعد و عبدالرحمن رضی اللہ عنہم خضاب سیاہی کردند فاجواب الجواب ہجیم انکہ البقرہ  
 و التیم در تقریر واری مشابہت کفار است مگر چونکہ مطلق مشابہت ممنوع نیست بلکہ مفید است بہرنت فلا  
 باس فیہا چنانچہ در سالہ غایۃ المرام بہ صفحہ ۶۰ - نوشتہ کہ مولوی اسمعیل نے نور العینین میں بدلائل قاطعہ  
 ثابت کیا کہ مشابہت اوس صورت میں منع ہوگی کہ نیت مشابہت کی ہو اس لئے رفع یدین کو باوجود مشابہت  
 ردائض کے جائزہ لکھا انتقی فاعتبر وایا ولی الانصار **قال** اب ای مسلمانو تمہاری خدیتیں یہہ غرض  
 کہ جب تم ایسے کاموں کی منہای اور تقریر کے برائے سب طرح سے دریافت کر چکے تو اب تمکو لازم اور فرض ہو کہ عیت  
 اور گمراہی سے باز آؤ **اقول** بنسٹین از سبقت سابقہ کاشمش فی راقعہ المنار واضح گشت کہ گریہ و زاری و در  
 مصائب جناب فاسل آل عبا علیہ التوقیہ و التناوہب حصول رضای جناب باری و انتفا و مجلس برای تذکار و قرائت

مذکورہ باعث قواب از روی و بنا ساختن تعزیر امریت مباح و ذریعہ است برای گریہ و کجاہکام الانجفی و پسین  
 معارضہ میگویم کہ انعقاد محفل سیلا و شریف بدعت مذمومہ است کما اعترف بہ الفاکہان من متابع علیہ لکیتہ  
 و قیام بوقت ذکر سیلا و حضرت صلعم امریت کہ اثر و رسم آن در کتاب وسنت پیدا نیست کما قال فیضیر الدین  
 الہیاء پودہ پس بعد دریافت سنت و قیاحت امور مذکورہ اہلسنت را فرض و واجب است کہ از ضلالت و اضلال  
 باز آیند و باصرہ بدعت بمقادیر حدیث خدا فیہ عمل خود را غیر مقبول در گاہ رب العزت نمانند **قال** اسین و وفادہ بین اول  
 دنیا میں ہر سال حق مال خراب اور زیر باری اور ذمہ داری سے بچو گے دوسرے بعد مرنیکہ شرع کی مخالفت کی سبب ہے  
 عاقبت کو تباہ کر کے **اقول** وہ بے ستین ملا علی قاری در وقایہ شرح مشکوٰۃ تراویح را از جملہ بدعات فہرہ  
 و اہلسنت در بہار رمضان با ذکر تراویح عیاقہ قائم قیام می نمایند دوران چند بدعات دیگر می آید از انجملہ  
 است اجرت گرفتن و دادن بنخواندن قرآن مجید و تقسیم کردن شیرینی بوقت ختم قرآن حمید و روشنی بخود و در  
 مسجد شب آخر رمضان و یعنی کہ عادت اکثر حفاظ این فرقہ بر تعقی قرآن جاری گشتہ و آن فی البدیہہ از خطبہ  
 است پس اہلسنت را باید کہ یک ذرہ انصاف فرمودہ از بدعت خود را محفوظ دارند ترک بدعات صورت فائدہ آست  
 اول آنکہ در ہر سال مال ضائع نہ شود دوم آنکہ از وعید من و قرصا صاحب بدعتہ فقدا عان علی ہد مس  
 الاسلامی خوانند شدہ سیوم آنکہ بمقادیر حدیث و کلام اللہ و کلام اللہ فی الدن و تراویح این تراویح کشان  
 کشان ہر سوی تاری بروندان مخاطب بجا لے ترک آن بموجب ارشاد نبوی صلعم من متسلک بسبیلہ عند فساد  
 اصتہ فلدا اجر سائہ شہید روی خیر و پیروی خوانند و **قال** اور اسکا خیال نہ کرنا کہ اگر ہم بی باتین بدعت کی  
 چوڑ و نیگے تو لوگ ہم پر طعن اور تہان کر نیگے اور برادر یکے ناوان لوگ لڑ نیگے بہلا جب خدا اور رسول اور  
 امام خلقت کر طعن اور ملامت سے بچو تو ہم مسلمان بچا سے خلق کی زبان سے کب بچو گے **اقول** شہید  
 ثناء تراویح کہ باقر ان حضرت عمر و ملا علی قاری بدعت است و محفل سیلا و شریف و قیام بوقت مولد حضرت خیر  
 فاکہانی و فیضیر الدین برہانپوری و مجدد الف ثانی بدعت مذمومہ است اولیاء بنماط رباید کہ ترک بدعات  
 مذکورہ از ملامت خلافت پروا نہ کردہ پیروی خدا اور رسول خدا و تعظیم را بموجب بنات اخروی انکار نہ و نا رضا حک  
 عمر و دیگر رایجی نہ شمارند **قال** خدا اور رسول کی رضا مندی پر نظر رکھنا چاہیے اور ان کی ناخوشی ہونا پسین

کہ اس سے خوف نہ کہنا کہ اگر دنیا سے جانا ہے اور اللہ اپنے مالک اور خالق ہی کو منہ دکھانا ہے پیغمبر خدا سے  
 دنیا سے منقسم ہے عند فساد ائمہ اہل بیت علیہم السلام یعنی جو کوئی پیچھے لڑے اور عمل کرے میرے  
 سنت پر پیروی امت کے فساد کو موقوف تو اسکو سو شہید و نکاح و ثواب جو ف یعنی شہید سے کہتے ہیں جو اللہ کی راہ میں  
 زخم اور نماوے اور جان سے مازاجاوے اور ایسے زانیہین کہ ایک جان رسومات بدعت میں گرفتار ہوا و سنت  
 سچا لائین ہر کسی کو عار اسوقت سنت پر عمل کرنا گویا چیتے جی مرنے کے ایک عالم سے لڑنا اور ہر دم فیروز و نور  
 طعن اور بلاست سوا کیوں اٹھاتا کہ نا شہید بھی ایک بار مرنے اور یہ شہید رومی بروم اٹھتے تھے تھے اس واسطے اللہ کو  
 ایسے مجاہد کو ثواب سو شہید کا عطا کرتا ہے اب سمجھو کہ جب ایک شہید کا اس قدر عظیم ثواب ہو تو سو شہید و نکاح کیا  
 سب ایسی باتوں پر اہل ایمان کو جان دینا سزاوار ہے نہ جائے طعن اور خوف نان اور لوگ دنیا کی واسطہ کیا  
 محنت اور بلاست اٹھاتے ہیں ہم تو محض خدا کی واسطہ بتاتے ہیں اور جو اس پر بھی سمجھو تو ہمارے میں جاؤ اور  
 اپنا سر نہ موت قریب ہو نہ کفر و کفر میں سمجھاؤ نیک اقول شرک بدعت امر دیگر است و مرجع بود  
 بدعت حسنہ امر دیگر مولوی سید رفیع احمد صاحب در رسالہ غایۃ المرام بہ صفحہ ۹۳ می فرماید یہ حدیث من شکر  
 البغیۃ عند فساد ائمہ اہل بیت علیہم السلام یعنی جو شخص کسی ہے کہ ایک شخص موافق سنت کو عمل  
 کرتا ہے اور بعض اشخاص اس فعل سے مانع ہوتے ہیں اور خلاف اس کے کرتے ہیں مثلاً نماز تراویح پڑھتا ہو کھانا  
 کھاتا ہو اور بعض لوگ بسبب اکرام طلبہ و رفع تکلیف کے مانع اوار تراویح یا بسبب فساد زمانہ کے مانع کھانا سنو  
 سے ہوں تو اس شخص پر کہ منع سنت کا ہو گا ثواب سو شہید و نکاح ہو گا اور اس جگہ اب نہیں ہے کیونکہ یہ موجب  
 کوئی دلیل سنت کی شہرت و حجت یا کرامت قیام معمول پر نہیں لایا ہے فعل سببی کا نام سنت نہیں ہے اور بدعت  
 کا نام نہیں ہے کہ ایک فعل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا صحابہ نے کیا ہو اور کوئی خود شرعی اس کے کرنے پر لازم  
 نہ ہو اور یہ امر صریح البطلان ہے اس واسطے کہ اجماع و قیاس اصول شرعیہ سے جو اجماع و قیاس و تفسیر و تفسیر  
 غالباً مہتر ہے کہ زائد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ میں معمول نہوا و صریح فی الکتاب والحدیث نہوا و استحسن کہ تہران  
 بلکہ کتب فقہ میں ہے باطل ہو چکا انتہی الحدیث کہ باعتبار اہل محلہ مخاطب و بھیچ امور اجتناب و حصول تہنی  
 الیہ بالبدیہ و ممانعت گریہ یہ صاحب جناب امام حسین و انقاد بحال فری کہ مقتل آنحضرت بقصع اوقات شہید

خود را بدین تیر لاسست سائمتن و شکرک یزیدیان کردن است چون خلافت یزید باصول موفقیه خیره خیزان  
 صحیح و درست است پس اطلاق شهادت یزیدیان این زمان بسبب اسمی است که در دوران شهادت  
 مخاطب است جواز دارد و هر سال تفریق داشتن جناب شاه عبدالرزاق صاحب المصنوع و بروز عاشورا تفریق  
 او شان سروا پریمه تفریق تا که ملائکه نهایت شورت مستحق یزیدیان است و کشف و کرامت شاه صاحب  
 سر موصوفات انوار من الشمس امین من الاسرار که ملا فطام الدین و ابن اوسولوی عبدالعلی سندراسی که لقب سید  
 است از نوشته چنان و بسیار بوسان حضرت صریح است و در بیان فضائل مجالس و ذکر کار شهادت جناب  
 امام حسین علیه السلام خفی و مستتر با و که افتاد مجالس مکرر ثبات است بچند وجه اول آنکه مولوی سلام الله  
 رام پوری که تیره خلیج عبدالحق دبلوی است در رساله خود نویسته که تزلزل از وراج انبیا بر فتنه یزیدین و بنی فطیر  
 بهنگام سوال بگیرین میشود همچنان تزلزل از وراج انبیا و اوصیا و تزلزل ملائکه در مکان مقدس و در وانشاء امر  
 مقدس چنانچه تزلزل میریل با ترو و مریم و ترو و ماری و ترو و فاطمه و ارا و احمد بن علیهم السلام تزلزل  
 ملائکه برای حفاظت انسان چنانچه آمدن میریل ترو و سامر که در قصه حضرت موسی علیه السلام مشهور است  
 و در جایکه مدح انبیا و اوصیا و مدح عزیزان انبیا و اوصیا میشود و میگردد و چنانچه در حدیث آمده که علی عباد الله  
 و تکفل مدح و تملک و ملائمت از جانب صاحب ارواح میشود و همچنان بر اسرار و شمن و طلسمی که جوهر قیم  
 از و بصاحب ارواح و یا غیر تران رسیده باشد و یا کسی بآنها و یا غیر تران آنها سازا گوید تزلزل می گردد  
 چنانچه در مواضعی محرقه از باوری برایت منصور نقل کرده که او در مقام مروی را دید که روی خضر بر بود انگاه از  
 سبب آن سوال کرد گفت عادت من آن بود که هر روز با فرزندان خود هزار بار علی علیه السلام را بخوانم  
 و در روز جمعه چهار هزار بار انچه صلوات بر او ثواب دیدم و خواب طولانی بود از انچه این بود که حسن علیه السلام  
 از روی تشکوه کرد و نزد من پیغمبر صلوات بر او ثواب ان مرد را لعنت کرد و آب دهن مبارک خود بروی انداخت و انجا  
 کتاب دهن انحضرت صلوات بر او ثواب رسیده بود و خیر بر شد و این علامت ماند تا وقت موت او در کتاب مذکور برآید  
 سبطین جودی از واقعی مروی است که مروی پیروز قتل امام حسین علیه السلام حاضر شده بود و بلی انکه شهادت  
 به نقل وی کرد و اعلی در آن داشته باشد و همین تصور در آن ایام نایب انگاه موصوفات از سبب آن

پر سید گشت پیر صلعم را در خواب دیدم کہ دست مبارک خود بالا کرده بود و شمشیر و دست داشت تیرگیست  
 آنحضرت قطعی اتفاقہ بود کہ کس از قائلان حسین علیہ السلام نہ بوج ساختہ چون قطرش بر من افتاد و سبب روشن  
 کرد بواسطہ آنکہ شریک لشکر قاتلان حسین علیہ السلام شدہ بودم صلی از خون حسین و چشم من کشید چون رونق شد  
 انہی گشتہ بیدار شدم انہی عبارت نہ کورہ نص است بر نیکو در مکان مقدس و نہ و انخواص مقدس و نہ رجا  
 روح انبیا و اصحاب و روح عزرائل انبیا و اصحابی شود و تولد لا لک و ارواح انبیا و اصحابی گرد و در ہر انقطاع  
 دیدم آنکہ در سالہ غایۃ المرام بصغیر ۱۰۰ نوشتہ کہ ظاہر ہے کہ ذکر اللہ تعالیٰ اور رسول صلعم کا جس مظل  
 میں ہر وہاں خود اللہ تعالیٰ ہشتین ہوتا ہے اور فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور تصور آنحضرت صلعم کا ہوتا ہے  
 روح نبی کریم حاضر ہوتے ہیں کا ہونی فتویٰ علماء مکۃ المکولۃ انفاذ فی ہذا الانام فی مسئلۃ الغیام  
 وہاں سبب منظور ہوتی ہے اور حاجات او کی بیاعت برکت بر آتی ہیں اور محفل شہادت وہاں ہے انہی وظاہر  
 اسنہ کہ ذکر الہیت آنحضرت صلعم عین ذکر آنحضرت است و این معنی از غایت ظہور محتاج و دلیل و بیہیت  
 مگر بابر اطمینان قلوب ناظرین بقول یک عبارت الکفایہ و در ترجمہ صواعق محرقات و در جہان تہذیب  
 و نیار الفضیل حضرت رسالت پناہ صلعم افریدہ و ام و نیار بدوام آنحضرت و الہیت آنحضرت قرار دے کہ الہیت  
 در چند غیر کہ از امام رازی بعضیہ از ان روایت کرویم ساوی آنحضرت شد و دلیل دیگر آنکہ در حق ایشان فرمود  
 اللہم اھم منہ و انا منہم یا خلا الہیت از من از من از ایشانم انہی و لنم ما قال لشافعی الالئم ذینہی  
 وہم الیہ وسیلتی و ارجو لہم عداۃ بید الہین صحب غفی سیوم آنکہ در سالہ غایۃ المرام  
 بصغیر ۱۰۰ نوشتہ اور حق تعالیٰ نے اطاعت اور نافرمانی رسول مقبول کی اطاعت اور نافرمانی اپنے اور  
 ذکر رسول کریم کا بعینہ ذکر اپنا فرمایا ہے اور کتب احادیث و سیر میں متواتر آیا ہے کہ جس مجلس میں مسلمان  
 ذکر خدا و رسول کرتے ہیں فرشتگان الہی حاضر ہو کر او پر سایہ کرتے ہیں اور تا اتمام حاضر ہتے ہیں اور انکے  
 حقین دعا کرتے ہیں اور سفارشین او کی بجا حق تعالیٰ کرتے ہیں اور ان مسلمانوں کو رحمت الہی احاطہ کرتی  
 ہو اور گناہ او کے زائل اور درجات او کے مرتفع ہوتے ہیں اور جس مقام پر درود پڑھا جاتا ہے فرشتگان سبائتہ  
 بجا آنحضرت صلعم حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ فلا نے شخص نے درود پڑھا اور یہ بھی حدیث قدسی میں آیا ہے

کہ حق تعالیٰ نے فرمایا انا جلیس من ذکر نے یعنی میں ہنشین اس شخص کا ہوں کہ مجھ کو یاد کرتا ہے چنانچہ انی  
 شوح سفر السعاده لکھنا الحدیث الدہلوی انتہی و بوجہ اتحا و ذکر البیت باؤ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 ہمچنین مقابل ذکر البیت می توان شمر دہو المطلوب و من اوعی التفرقة علیہ البیان چہاں کہ  
 ابو الیمیت سرفرد سے در تہذیب النہا فلین آوردہ و ذکر عن النبیؐ ان قال ما جلس قوم یدکون اللہ الاذان  
 صناد من السماء قوموا فقد بدلت سیدنا تکر حسناات غفر لکم جمیعاً و ما قد عدل من اهل  
 الارض یدکون اللہ تعالیٰ بعد ہم عقہ من الملائکہ محصل ترجمہ انشایک بر اسے ذکر کنندگان حق تعالیٰ  
 فرستہ ندا می کنند کہ برخیزید کہ گناہان شما تبدیل شد نہ حسناات و شما مغفور و مہر و رشتہ ید و بر و  
 زمین پران مقدار کہ ایشان جمع کردیدہ ذکر حق سبحانہ تعالیٰ می کنند ہاں متفرد از فرشتگان کہ سید  
 آن گروہ می شوند الخ و بالبدایہ معلوم ہر اتا صی و ادانی است کہ ذکر رسول مقبول و البیت آنحضرت  
 صلعم داخل ذکر خدا است فاعتبر و ایا اولی الابدان پنجم اگر شاہ عبدالغفر و دہلوی سے ہر ذریعہ و شہید  
 و عشرہ محرم بخانہ خود و یکروز و عشرہ محرم حضور شاہ عالم بادشاہ و پادشہ حضور میرزا اکبر شاہ  
 در قلعہ و بیابان جلس جمع کردہ تذکار شہادت حضرت امام حسینؑ می کرد و دیگر علماء را مدد ار این حضرات  
 در صاحب بر سر منبر یا موجود گئے ہزار با علائق تذکار مصائب انبیاء علیہم السلام و ادعیاء و اسمہا نامی  
 و خلق کثیر و ان مجمع گریہ و زاری می کنند با وصف مباری بودن عادت مذکور انکار اتقا و مجلس  
 تذکار شہادت جناب فاضل آل عبا علیہ التحیۃ و الثنا و شہرون آن از حجاب دعوات ناشی از تعصب و غنا  
 کلاکایخفی علی من لہ ادنی درایۃ ششم آنکہ چون با اعتقاد اہل سنت و جماعت و روات بابگشا  
 جناب سرور کائنات صلعم حلقہ کمالات سوار شہادت موجود بودند و ابن کمال عظیم بواسطہ جناب خلیفین  
 علیہما السلام گویا بعینہ تذکار اوصاف جناب خاتم النبیین تاج المرسلین است و شہادت ہر سے را کہ  
 نصیب جناب مظلوم کر بلا گردیدہ باتم و اشتن گریہ و عزن و ایم و ذکر مصائب ہولناک درین است  
 تا قیام قیامت لازم است و التذکار لازم للذکر و لازم لازم چنانچہ فاضل دہلوی و فیض  
 خود آوردہ لکن بقی لہ کمال لم یحصل لہ بنفسہ فی الشہادۃ فاقتضت حکمتہ اللہ تعالیٰ ان یلحق ہذا الکمال العظیم

سائر کمال و سعادت فائده فاستنابت الحسنيين عليهما السلام فاجابه علي افضل النبيا وجعله امرين لا احده  
 وخدين بحال و لما كانت الشهادة على قسمين شهادة من شهادة علانية قيمت عليها فاختص السبط الاكبر بالقسم الاول  
 واختص السبط الاصغر بالقسم الثاني و لما كان منبر امره على الشوق والاعلان انزل الله في الوحى على شان جبرئيل عليه السلام  
 وغيره من الملائكة ثم بتعيين الكاوتسية وتعيين الزمان وهو اسر السنين ثم اشهر امره واعلن ذكره على  
 الشا امير المؤمنين كره الله وجهه في سفره الى صفين ثم لما وقعت اوقعة الشهادة اشهر امره بافضل الابرار  
 و ما دام طار الدرم من السماء وهتفوا هو اتف بالرائى ونوح الحزن وبكاهم وطواف السباع حافظا  
 الحشمة ودخول الحيات في مناخرها تليد الى غير ذلك من اسباب الشهرة ليطالع الحاضرون  
 الغائبون على وقوعها بل بابقاء البكاء والحزن المستمر وتذكر تلك الوقائع الهائلة  
 من امتد الى يوم القيمة فقد بلغت لنهاية الشهرة في الملائكة الاعلى والاسفل والذبيبة الشهادة  
 والحزن والافس والناطق والساكنة <sup>اشتهق</sup> بغيرهم كنه مولودى سلامت الله و در رساله تحرير الشهادة و تبيين چنينه ۴۲  
 مى نويسد قصه کوتاه چون حضرت امام مرتضى حريافت عنان غرمت از كوفه بزيافت و سائق و قائم  
 قضا و قدر كشان كشان انتخاب را به كرامت اخلاصت حال اين واقعه شنيدنى و كار گذارند تقدير  
 و پيرى است و بر صفحه ۴۲ - مى فرمايد حالا تفصيل اسامى شهدائى اهل بيت كه با جناب سيد الشهدا  
 در كرامت شيد شدند بايد شنيد و سر تشنگ غم از و يده پير خم و راتم اين خييار اهل عالم بايد باريد انچه  
 عبارت مذكوره چنانچه مى بيني نص است بر نيكي شنيدن حال اين واقعه و گر چه نمودن و راتم اين  
 خييار اهل عالم ضرور است و بهر امر و انظر و ايتها المصفون ان تلك العباد انصروا حليمة على العقاد  
 محاسن العزاء و تذكر ان صاحب خامس الالعاء هو البكاء على سيد الشهادة عبادة لاريفيه و انوار ثمين

University Library,

به من لا يؤمن بالله ورسوله

Ali...

DATE

و يوم الجزاء

لنا



# اشتراک

ہمدرد سالیہ شریفہ سعید المومنین بلقب بہ کشف الایمان فی اثبات  
العوارض علی النجین علیہ السلام خاص واسطے مومنین قوت و شہید کے  
بیچ مطبع مطاع نور کے چھپا فقط





CALL No. { ۲۹۴۶۴۴ } ACC. No. ۶۳۳۴

AUTHOR

TITLE کشف الربح اشارات الزوائد علی الحسین

THE BOOK MUST BE CHECKED AT THE TIME  
OF ISSUE



**MAULANA AZAD LIBRARY  
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY**

**RULES:—**

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 Paise per volume per day for general books kept over - due.

